اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام ' پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور نیز خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیلی کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکا ذمہ دار نہ ہوگا

(مدیر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	چوتھائی کالم	چوتھائی کالم سے کم فی مربع انچ	
مرتبہ	روپیہ	روپیہ	روپیہ	روپیہ	روپیہ	آنہ
ایک	۱۵	۱۰	۷	۵	۰	۸
۴	۵۰	۳۰	۲۰	۱۵	۱	۸
۱۳	۱۲۵	۷۵	۴۵	۳۰	۴	۸
۲۶	۲۰۰	۱۲۵	۷۵	۵۰	۶	۸
۵۲	۳۰۰	۲۰۰	۱۲۵	۸۰	۹	۸

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جایگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہو گا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہی کے لئے ۲ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں

مدیر مسئول و خصوصی
ابو الكلام الدهلوی

Abul Kalam Azad
7/1 McLeod Street.
CALCUTTA.

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ٤ روپیه ۱۲

Yearly Subscription, Rs. 8
Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۲۲ — کلکته : چهار شنبه ۲٦ ذی الحجه ۱۳۳۱ هجری — جلد ۳
Calcutta: Wednesday, November 26 1913.

فهرس

تصاوير

شذرات

جنوبي افريقه

اخر الانباء

جب كوه آتش فشان پهٹجاتا هے تو پهر چند سوراخوں کے بند كرنے سے آتش و سنگ كي بارش موقوف نهيں هوتي - مسرس گاندهي ' كيلين بيچ ' پولک ' اگر پا بزنجير هو گئے تو كيا اس سے وه عالمگير آگ بهي پا بجولاں هو جائيگي جسكے آتشكدے ان اسيروں کے دهن و زبان ميں نهيں بلكه ان هزارها هندوستانيوں کے دلوں ميں هيں ' جو جنوبي افريقه ميں پهيلے هوے هيں ؟

انساني فطرت كي ايک عجيب و غريب كمزوري يه هے كه وه جرم سے انكار كرنے کے وقت دنيا كو محروم الوجدان اور مسلوب العقل سمجهه ليتا هے حالانكه نادان يه نهيں جانتا كه جرم نے خود اسكي خرد و هوش پر پردے ڈالدیے هيں -

كسي بد نصيب کے قتل سے انكار ممكن هے مگر جب آستين و دامن پر خون کے دهبے هوں اور هاتهه ميں خنجر ' تو كون هے جو اس انكار كو صحيح تسليم كريگا ؟

دفتر مستعمرات کے نام لارڈ گليڈ اسٹون نے اس بارے ميں ايک مراسله بهيجا هے جسميں لكها هے كه ظلم و جبر كي خبريں مبالغه سے پر هيں - انكو وزرا كي عدل پرستي پر كامل اعتماد هے - وزرا كا مقصد صرف اعادۂ امن هے اور كچهه نهيں - تازيانے اور گوليوں كی خبر صحيح نهيں -

ان تمام هندوستانيوں كي تعداد ۴٦۸ هے جنكو ڈنڈي اور نيو كيسل کے ضلعوں ميں سزا دي گئي هے - سزا كي مقدار ايک هفته اور ۱۰ شلنگ سے ليكے ۵ پونڈ اور ٦ ماه تک هے - ڈنڈي ميں ۱۰ - احاطے قيد خانے كي حيثيت ميں منتقل كيے گئے هيں اور سزا صرف ۳ - كو دي گئي هے - وغيره وغيره

هم نهيں سمجهتے كه اس سعي سے لارڈ گليڈ سٹون كا مقصد كيا هے ؟ اگر اس كا منشاء يه هے كه وه اس فرض سے سبكدوش هونا چاهتے هيں جو بحيثيت صدر اعظم هونے کے ان پر عائد هوتا هے' تو بيشک وه اداء فرض ميں تو كامياب هو گئے مگر اسطرح كه اپنے ضمير و فيصله كو مشكوک بهي كر ديا ' ليكن اگر وه در حقيقت اهل هند كي تشفي چاهتے هيں تو همیں انكي اس عقل و دانش پر ماتم كرنا چاهيے -

وه هندوستانيوں كي تشفي كرنا چاهتے هيں مگر نهيں جانتے كه كيونكر كريں - وه كهتے هيں كه مجهے اپنے وزراء پر اعتماد هے مگر انكے اعتماد كي وجه سے هندوستاني ان وزراء پر كيونكر اعتماد كرسكتے هيں ' جنكے طرز عمل نے يه محشر بپا كيا هے ؟

تازيانه و بندوق کے استعمال سے وه اسليے انكار كرتے هيں كه مقامي مجسٹريٹ اسكا اعتراف نهيں كرتے ' مگر هم پوچهتے هيں كه اگر هندوستان ميں انكي رعايا کے ساتهه يهي واقعه هوا هوتا تو يه دليل انكي تسلي کے ليے كافي هوتي ؟

وه كهتے هيں كه ... قلي جو غالباً نارجيا تها ' مرض سے مر گيا مگر هم هندوستاني جانتے هيں كه گوروں كي ٹهوكر كهانے والے هميشه تلي هي كي وجه سے مرتے هيں -

---

اب جبكه پيمانه لبريز هوے چهلک گيا هے ' هماري حكومت هند نے بهي اپني مهر خاموشي توڑي هے -

۱۹ - نومبر كو وائسرے نے وزير هند کے نام ايک تار اس مضمون كا بهيجا كه نظر بر حالات موجوده ' ايک بے لاگ اور كامل تحقيقات هوني چاهيے -

اگر مظالم ثابت هو جائيں تو ان انسانيت کے خلاف اعمال پر سختي کے ساتهه اعتراض كيا جاے - نيز هر مجسٹي كي حكومت سے اسميں مداخلت كي درخواست كيجاے - اسكے جواب ميں وزير هند نے وه مراسله بهيجديا هے جو دفتر مستعمرات ميں موصول هوا تها مگر غنيمت هے كه حكومت هند نے اس پر اكتفاء نهيں كيا اور دو باره لكها هے كه جلد سے جلد بے لاگ اور كامل تحقيقات ايک ايسي كميٹي کے ذريعه هوني چاهيے جسميں هندوستانيوں كي بهي نيابت هو -

---

حق و صداقت كي راه ميں اگر كوئي جماعت جهاد كرتي هے تو اغيار و اجانب بهي اسكے ساتهه همدردي كيے بغير نهيں رهسكتے - معاملات هند کے ساتهه انگريزي پريس كي سرد مهري پر هميشه فغاں سنجي كي گئي هے مگر سچ يه هے كه هم نے يک دل هوكر كسي كام کے ليے كوشش بهي كب كي ؟ آج جبكه هم جنوبي افريقه ميں متحده و متفق طور پر وطن عزيز كي عزت و حقوق کے ليے جد و جهد كر رهے هيں' تو انگلستان کے آزاد اخبارات سے ليكے شديد ترين كنسر ويٹو اخبارات تک ' سب کے لب خود بخود كهل گئے هيں -

ٹائمز ' مارننگ پوسٹ ' ڈيلي نيوز ' پال مال گزٹ وغيره ' سب نے بالاتفاق هندوستانيوں كي حمايت ميں صدائيں بلند كي هيں -

۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ

النبــــاء الالــيــم

بجرم عشق توهم مي كشند و غوغا ئيست * تو نيز بر سر بام آ كه خوش تماشا ئيست

(۲)

سر زمين محتـرم هنـد كا فرزندان اسلام سے مطالبـه

ولو انا كتبنـا عليهم ان اقتلوا انفسكم او خرجوا من ديا ركم ما فعلوه الا قليل منهم ' ولو انهم فعلوا ما يوعظون به ' لكان خيراً لهم و اشد تثبيتا (۶۹:۴)

اور اگر هم ان مدعيان خدا پرستي كو حكم ديتے كه حق و صداقت كي راه ميں اپني جانوں كي قرباني كرو يا اپنـا گهر بار چهوڑ كر نكل جاؤ ' تو ان ميں سے چند آدميوں كے سوا كوئي بهي ايسا نه كرتا - حالانكه جو كچهه انكو سمجها يا گيا هے اگر وه اسكي تعميل كرتے تو انكے حق مين بهتر هوتا اور اسكي رجه سے وه اپنے حق و مقصد پر مضبوطي كے ساتهه جمے رهتے -

وہ آنكهيں جو ايك سال پہلے طرابلس اور برقه كے مناظر مظلوميت پر خونبانه فشاني كر رهي تهيں ' وه دل جو چند ماه پيشتر مقدونيا كے حوادث خونين كي ياد ميں دو نيم تهے ' وه زبانيں جو كل تك شهداء مقدسين كانپور كيليے فغاں سنج تهيں ' ابهي آسوده خاطر اور فارغ البال نهوں كه انكي مشغوليت كا سامان باقي هے !

سه چيزست آنكه پا يانے نـدارد :
شبے من ' درد من ' افسانۂ من !

پهر وه انكهيں جنهوں نے كل تـك حق و انسانيت كے ان عالمگير ماتموں ميں حصه ليا هے ' كيا آج عدل و انصاف كي ايك مصيبة كبرى اور ماتم عظمى كيليے چند آنسوؤں سے بهي بخل كرينگي ؟

اگر كل تـك طرابلس و بلقان كے ماتم گذار انسانوں كي مظلوميت پر رو رهے تهے ' تو تعجب هے اگر آج وهي انساني مظلوميت انكي انكهوں كو تر نه كرے ! اگر انكا جوش و خروش اور جد وجهد اسليے تها كه حق و انسانيت كا ساتهه ديں اور ظلم و عدوان سے نفرت كريں ' تو حيف هے اگر آج اسي مظلوم انسانيت كي چيخيں انكے دلوں كي محبت اور رحمت كي همدردي حاصل نه كر سكيں !

انسانيت اور حق و عدل كے پرستاروں كے ليے امتياز اين و آن نهيں هے - وه جو وطن كي قيد سے منزه ' زمين و مرز بوم كي تميز سے پاك هيں ' انكے ليے خدا كي زمين كا هر ٹكرا مقدس ' اور اسكے بندوں كا هر گـروه محترم هے - وه انسانية كے خـادم هيں - انكي محبت نوعي كا شرف ' وطن و قوم كي ادنى تـرين تقسيموں سے آلوده نهيں هوتا - انكے كانوں ميں جهاں كهيں سے بهي انسانية كي فرياد الغياث آتي هے ' انكهوں كے آنسو ' اور دل كے زخموں كو اپنے استقبال كيليے مهيا پاتي هے - مشرق و مغرب انكے ليے يك ساں هے ' عزيز و بيگانه كي تفريق ميں انكے ليے آزمايش نهيں - طرابلس و مقدونيا كي تڑپتي هوئي لاشوں پر گـروه ماتم كرتے هيں ' تو جنـوبي افريقه كے ان قتيلان حق و انصاف كے خوں چكاں زخموں كو بهي ديكهكر چيخ اٹهتے هيں ' جنهيں كوڑوں كي وحشيانه عقوبت نے خاك و خون پر لٹا ديا هے - و ليس البر ان يحب الوطن ' انما البر ان يحب العالم !

عارف هم از اسلام خرابست و هم از كفر
پروانـه چـراغ حـرم و ديـر نداند

اسـلام اسي عالم پرستي كي دعوت ليكر ايا - وه اپنے پيروں كو وطن پرست نهيں بلكه انسانية پرست ديكهنا چاهتا هے -

(خدمت عالم و خدمت وطن)

ليكن اگر تمام عالم همارا وطن اور اسليے محترم هے ' تو وه خاك تو بدرجۂ اولى همارے احترام محبت كي مستحق هے ' جسكي آب و هوا ميں هم صديوں سے پرورش پا رهے هيں ؟ اگر تمام فرزندان انسانيت همارے بهائي هيں ' تو وه انسان تو بدرجۂ اولى همارے احترام اخوت كے مستحق هيں ' جو اسي خاك كے فرزند اور مثل همارے اسي كي سطح پر بهنے والے پاني كے پينے والے ' اور اسي كي فضاء محبوب كو پيار كرنے والے هيں -

پس آج جنوبي افريقه مين جو قيامت كبرى قائم هے - مظلوميت كي جو انتها اور ايثار و قرباني كي جو ... در پيش هے ' ميں نهيں سمجهتا كه دنيا ميں پيروان اسلام سے بڑهكر اور كون گـروه هوسكتا هے ' جس كے ليے سب سے زياده جهـاد جذبات و مال كي اسكے اندر دعوت هو ؟

وه ' جو دنيا ميں حق كي نصرت كيليے آئے هيں - وه ' جو عالم كو اس ظـلم و سفاكي سے نجات دينے كيليے آئے هيں جو حكومتوں كے غرور اور قوموں كے جنسي تعصب و وحشت سے پيدا هوتا هے - وه ' جو عدل كے علم بردار ' اور اسليے خلافة الهي كے مدعي هيں - وه ' جو دنيا ميں اپنے تئيں اس ارحم الراحمين كا نائب سمجهتے هيں جو ظلم پر غضب ناك مگر انصاف سے خوش هوتا هے - اور پهر سب سے آخـر مگر سب سے مقـدم يه كه جو مسلم هيں ' اور اسليے تمام

[illegible]سلامیۂ کانپور

[illegible]ما ہوں کہ چند الفاظ اسکے متعلق اور عرض [illegible] - ذي الحجه کي اشاعت ميں جو مضمون مفصل شائع ہوا ہے [illegible] ناظرين کرام کے پيش نظر ہوگا - اس مضمون ميں پوري شرح و بسط کے ساتھہ فيصلے کي اُس صورت کو عرض کرچکا ہوں جو پہلے قرار پائي تھي' اور جسکي مجھے اطلاع دي گئي تھي - سب سے پہلے اسپر نظر ڈالني چاهيے که موجوده صورت اُس صورت سے کن کن امور ميں مختلف ہے ؟

(۱) سب سے پہلا سوال زمين متنازعه فيه کي ملکيت کا ہے حضور ويسرائے نے نه صرف يه که اسے مبہم ہي چھوڑ ديا ہے' بلکه اس کو غير ضروري بھي قرار ديا ہے -

مسٹر مظہر الحق کہتے ہيں که ملکيت کا اعتراف کرا لينا کچھه بھي مشکل نه تھا' ليکن قانوناً يه ايک لا حاصل بات ہوتي - زمين موقوفه کسي کي ملک نہيں - البته گورنمنٹ نے اسپر قبضه کر ليا تھا جو ہم کو واپس ملگيا - عدالت ديواني ميں نالش بھي کي جاتي تو قبضه کي کي جاتي' نه که ملکيت کي -

جناب مولانا عبد الباري صاحب کے ايک خط کا کچھه حصه آج کي اشاعت ميں کہيں درج کيا گيا ہے' اُس ميں بھي انہوں نے اسي پر زور ديا ہے -

ميں نے اسپر غور کيا ليکن ميں اسے سمجھه نه سکا - يه سچ ہے که وقف کي ملکيت کسي کو نہيں پہنچتي مگر پھر يه کيا تھا که ميونسپلٹي اُس زمين کي قيمت دے رہي تھي ؟ وہ قيمت ديکر صرف قبضه لينا چاہتي تھي يا وہ حق بھي' جسے حق تملک کہتے ہيں ؟

خريد و فروخت کس شے کي ہوتي ہے ؟

" زمين موقوفه " کسي کي ملکيت نہيں - يه آپکا خيال ہے نه که عملاً گورنمنٹ کا - وہ ضرورت کے وقت بقيمت اسکو خريد تي اور اسکي ملکيت کو منتقل کر ليتي ہے - پس يه بات که زمين کسي کي ملکيت کا سوال نه تھا بلکه قبضه کا' خود آپکا ايک دعوا ہے اور جب آپ يه کہتے ہيں تو کوئي دليل پيش نہيں کرتے بلکه محض اپنے دعوے کا اعاده کرتے ہيں -

يه کوئي مسلم مقدمۂ قانوني نہيں جو آپ ميں اور آپکے مدعا عليه ميں مشترک ہو - اور اسکا اعتراف کرانا غير ضروري ہو - مسجد سے وہ زمين علحده کرکے سڑک ميں شامل کرا لي گئي - اُسميں اور مسجد ميں ايک ديوار حائل ہوگئي - اسکے معاوضه ميں دوسري زمين دي جاتي تھي يا نقد روپيه -

يه تمام باتيں صرف قبضه ہي کے متعلق نه تھيں -

ميں قانون سے واقف نہيں ہوں ليکن قانون کو سمجھنا چاہتا ہوں - ميرا خيال يه ہے که اصلي سوال ملکيت ہي کا ہوگيا تھا - وہ پہلي صورت ميں اصولي طور پر ملحوظ تھا مگر اس صورت ميں نظر انداز کر ديا گيا -

(۲) اسکے بعد سوال حق قبض و تصرف کا ہے - پہلي صورت ميں قبضه بالکل مسجد کو مل جانا چاهيے تھا ليکن اب اشتراک حق مرور سے پورا قبضه بھي باقي نه رہا -

(۳) ہيئت مجموعي اُس صورت کي ايسي تھي' جس سے يه تغير گويا خود مصالح مسجد کيليے ہوتا' اور يه نظير قائم نه ہوتي نه سڑک کي توسيع کيليے مسجد کي زمين کسي راضي نامه کے بعد لي جاسکتي ہے -

پس في الحقيقت موجوده فيصله ميں عدم ملکيت' عدم تکميل قبضه' اور آينده نظير' تين نقص شديد پائے جاتے ہيں - قبضه کي عدم تکميل کا مبني حق اشتراک مرور ہے -

مولانا عبد الباري کي تحرير جو آج شائع کي جاتي ہے' صاف صاف لفظوں ميں بتلاتي ہے که -

(۱) انہوں نے جواز کا فتوی نہيں ديا - انکي خواہش يه تھي که حضور ويسرائے زمين ہمارے سپرد کرديں اور ہم ميں اور ميونسپلٹي ميں معامله رہجاے -

(۲) وہ اس خيال کو لفظ " بہتان " سے تعبير کرتے ہيں که " انہوں نے موجوده صورت کو جائز سمجھا "

(۳) جيسا که انہوں نے انريبل سيد علي امام سے کہا' انکو اعتراف ہے که " اس فيصلے سے نه تو مسلمانوں کي تشفي ہوگي اور نه بے چيني دور ہوگي "

ميں سمجھتا ہوں که اسکے بعد اصل معاملے کي نسبت مولانا ميں اور ہم ميں کچھه بھي اختلاف باقي نہيں رہتا' سوا اُس طريق کار کے جو اختيار کيا گيا' اور وہ واقعه ماضي ہے نه که اس مسئله کا مستقبل - وقت ايک بار جاکے پھر آنے کا عادي نہيں :

نکل گيا ہے وہ کوسوں ديار حرماں سے !

پس في الحقيقت يه کہنا کسي طرح غلط نہوگا که " موجوده تصفيۂ زمين پر بے اطميناني ظاہر کرنے ميں کوئي اختلاف نہيں ہے - در اصل ايک ہي خيال ہے اور ايک ہي گروه "

اس تصفيه کے دو جزو ابھي باقي ہيں :

(۱) کونسل کي آينده نشست ميں حفظ عمارات دينيه کے قانون کا پيش ہونا اور پاس ہونا' جس کا ذمه بر بناے وعده هز ايکسلنسي و انريبل مسٹر امام' جناب راجه صاحب نے ليا ہے -

(۲) دالان کي تعمير کے وقت ميونسپلٹي سے به نہج احسن تصفيه -

اگر پہلا جزو پورا ہوجاے تو موجوده تصفيه کے تين نقائص ميں سے ايک نقص شديد خود بخود دور ہو جايگا' يعنے اس نظير کا آينده کيليے متعدي ہونا -

دوسرے جزو پر اگرچه مولانا عبد الباري بار بار وثوق کے ساتھه زور ديتے ہيں' اور اس خط کے آخر ميں بھي انہوں نے دہرايا ہے' ليکن ميں چند دنوں کي اميد خوش سے زياده اسے نہيں سمجھتا - ويسرائے نے اپني تقرير ميں جن امور کو واضح کر ديا ہے اس سے زياده اب کچھه نه ہو سکے گا - البته يه ممکن ہے که شايد ميونسپلٹي سے تعمير کے وقت کچھه رعايات ديگر صورتوں [illegible] حاصل ہوجائيں - کيونکه کہا جاتا ہے که اسکي نسبت حضور ويسرائے نے اطمينان دلايا ہے اور ايک طرح کا غير سرکاري وعده ہوچکا ہے -

پس ان حالات کے ساتھه اگر کام کرنا ہو تو صرف دو ہي کام اس بارے ميں ہمارے سامنے ہيں -

(۱) فوراً ايک منتخب کميٹي قائم کي جاے جسميں باہر کے لوگ بھي شامل ہوں اور جو تعمير دالان وغيره کے مسئله کو اپنے ہاتھه ميں لے اور صرف کانپور کي مقامي حالت پر نه چھوڑ ديا جاے - اسميں کانپور کے معززين بھي شامل ہوں - بحالت موجوده اصلي ضرورت ايک با قاعده جماعت کي ہے -

(۲) مجوزه قانون کا انتظار و مطالبه -

(۳) بصورت عدم نفاذ قانون ديواني نالش -

افسوس که اس سے بھي اہم تر سوال ۳ اگست کے خونين مظالم کا تھا' اور وہ عين زندگي کي حالت ميں دفن کرديا گيا : انا لله و انا اليه راجعون - اس جہان ميں کوئي ہستي ايک مرتبه مرکر پھر واپس نہيں آ سکتي' ميرے پرجوش دوستوں کو سمجھنا اور غور کرنا چاہيے :

مقصد [illegible]ير نيست دريغا' وگرنه من

در ہر قدم ہزار قدم پيش رفته ايم !

مسٹر گاندھی ھیں جنھوں نے جنگ کے چھڑتے ھی امپیریل گورنمنت کو اطلاع دي تھي که وہ مع اپني تمام جماعت کے برٹش گورنمنت کي خدمت کيليے طيار ھيں -

جنگ کے کچھه عرصے بعد وھي امپيريل گورنمنت ' جسکي نظروں میں ھندوستان کبھي بھي سلف گورنمنت کيليے عملاً موزوں نہوگا ' مجبور ھوئي که جنوبي افريقه کو اداري خود مختاري ديدے - چنانچه کيپ ' نا ٹال ' اور ٹرنسوال کے چار صوبے جو با ھم ملکر ايک متحد حکومت بنائے گئے تھے ' برٹش گورنمنت نے انکی اداري خود مختاري کا اعلان کرديا -

اسکے بعد ھي مصائب کا اصلي دور شروع ھوتا ھے - اس سے پيشتر جنوبي افريقه کو گورنمنت ھند کا بھي کچھه نه کچھه خوف تھا - اب وہ بھي جاتا رھا -

(سنه ٦ - سے ١٠ - تک)

چنانچه سنه ١٩٠٦ میں قانون رجسٹريشن نافذ کيا گيا جس کا ذکر اوپر ھوچکا ھے - اسميں يه شرط قرار دي گئي که ھر مرد و عورت خواہ خوانده ھو خواہ ناخوانده ' دستخط کي جگهه اپنے انگوٹھے کا نشان مثل وحشيوں اور مشتبه لوگوں کے چھاپے !

ھندوستانيوں نے اس حکم کو اپنے محترم و محبوب ملک کي توھين سمجھا اور اسکے خلاف ايک خاموش مقابله شروع کرديا - يه مقابله متصل سنه ١٠ - تک جاري رھا - اس اثنا میں ڈيڑھه سو آدمي قيد ھوے - ايک سو کو جلا وطن کيا گيا - ٧٥ - لاکهه روپيه سے زياده کي ھندوستاني جائداديں ضائع ھوئيں ' کتنے ھي خاندان برباد ھوگئے - کتنوں کے عزيز بچے اس دار و گير میں گم گئے جنکا سراغ اب تک نہيں ملا !

اس اثنا میں بد بخت ھندوستان بھي چيختا رھا اور جنوبي افريقه سے بھي کئي وفد انگلستان پہنچے - کچھه دنوں کے بعد ھي کينگ جارج پنجم کي تاجپوشي کي تقريب تھي - اس تقريب نشاط میں مظلوموں کي فريادوں کا بلند ھونا موزوں نه تھا ' اسليے امپيريل گورنمنت نے بھي زور ڈالا - نتيجه يه نکلا که عارضي طور پر ظلم و وحشت کي اس بے امان شمشير زني میں ايک سکون سا پيدا ھوگيا اور يونين گورنمنت نے بالفعل راضي نامه کرليا -

گو بظاھر معلوم ھوتا تھا که يه سکون ھے ' مگر در اصل ايک مہلت جنگ تھي اور اسليے تھي تاکه آئنده زياده تازہ دم ھوکر حمله کيا جاے - چنانچه باوجود گورنمنت کے متعدد مواعيد و اعلانات کے اب پوري قوت اور امادگي کے ساتھه وحشيانه قوانين کا عمل در آمد شروع کرديا گيا ھے -

(مقابله)

ليکن ظلم و سفاکي کا جس قوت سے حمله ھوا ھے ' معلوم ھوتا ھے که صبر و استقامت کي بھي اتني ھي طاقت کے ساتھه فرزندان ھند مقاومت کيليے طيار ھوگئے ھيں - تمام جنوبي افريقه میں ھندوستانيوں کي آبادي ڈيڑھه لاکهه کے قريب ھے ' جسميں ايک لاکهه بيس ھزار مزدور ھيں - سب سے پہلے چار ھزار ھندوستانيوں کی ايک جماعت نے مسٹر (گاندھي) کے ماتحت عزت کي قرباني کيليے اپنے تئيں پيش کيا - انھوں نے کار و بار بند کرديے اور ٹرانسوال سے نٹال روانه ھوگئے - يه اسليے کيا که ھندو ستانيوں کيليے ايک صوبے سے دوسرے صوبے میں جانا بھي جرم ھے - پس انھوں نے چاھا که اس قانون کي عملاً خلاف ورزي کر کے اپنے تئيں سزا دلائيں اور اسطرح ظلم کے مقابلے میں بظاھر جسماني شکست کھا کر حقيقتاً اخلاقي فتح حاصل کريں -

اس جماعت میں صرف مرد ھي نہيں بلکه عورتيں بھي اور انکے ساتھه معصوم بچے بھي ھيں !

بالاخر مسٹر گاندھي گرفتار کرليے گئے اور انھوں نے جرمانے کي جگه قيد خانے میں جانا پسند کيا -

(مقدس قرباني)

مسٹر گاندھي اس خاموش مقابلے کا سپه سالار ھے - وہ ايک کامياب بيرسٹر تھا جسکي امدني ايک لاکهه روپيه سالانه کے قريب تھي - ليکن مدت سے اس جانفروش راہ حريت نے پريکٹس چھوڑ دي ھے اپني تمام دولت اسي راہ میں لٹا دي اور صرف ٣ - پاونڈ ماھوار پر گذارارہ کرتا رھا - يه وہ مقدس ايثار ھے جس کيليے ھندوستان میں ھم ترس رھے ھيں ليکن ھندوستان کا ايک فرزند ھندوستان سے باھر اسکا نا قابل فراموش نمونه پيش کر رھا ھے !!

(جهاد في سبيل الله)

ھر جد و جهد جو ظلم ' جبر ' نا انصافي ' اور انسانيۃ دشمني کے مقابلے میں کي جاے ' في الحقيقت جهاد في سبيل الله ھے - کيونکه خدا انسان نہيں ھے جسکے کاموں کيليے ھم اپنے جان و مال کو نثار کرينگے ' بلکه صداقت اور حق و عدالت ھي اسکا کام اور ظلم کي مقاومت ھي اسکي راہ ھے - پس زمين پر جو شخص حق کي خدمت کرتا ھے ' يقيناً وہ آسمان پر خدا کے خدمت گذاروں میں پکارا جاتا ھے - مسٹر گاندھي نے اس راہ میں اپني جان اور مال ' دونوں لٹا ديا پس في الحقيقت وہ مجاھد في سبيل الله ھيں ' اور " بانفسهم و باموالهم " کے ھر دو مراحل جهاد مقدس سے گذر چکے ھيں -

يه حق و عدالت کا سپه سالار عجيب ھے - جبکه بندوقوں کے فير اور کوڑوں کي ضرب سے اسپر حمله کيا گيا ھے ' تو نه تو اس کے پاس مسلح فوج ھے اور نه خود اسکے ھاتھه ھي میں لوھے کا کوئي تيز آلد ھے ' تا ھم ھم کو يقين ھے که اسکي فوج بے شمار ' اور اسکے آلات جنگ کي کاٹ کاري ھوگي - وہ اس معرکے میں گو تنہا ھے ليکن حق و صداقت کے فرشتے اسکے يمين و يسار ھيں ' اور اسکے ساتھي گو نہتے ھيں ' ليکن مظلوميت خود ھي ايک تلوار ھے ' جسکي موجودگي میں اور کسي اسلحه کي ضرورت نہيں ھوتي - وہ وقت دور نہيں جب اس جنگ کا خاتمه ھوگا ' اور دنيا کے ليے صابر و اولوالعزم مظلوموں نے اخلاقي فتح کي ايک عظيم الشان مثال يادگار چھوڑي ھوگي !

بلیٰ ' ان تصبروا و تتقوا و يا توکم من فورھم ھذا ' يمددکم ربکم بخمسة الاف من الملائکة مسومين - (٣ :)

ھاں بيشک ' اگر تم صبر کروگے اور حق و صداقت کي نا فرماني سے بچوگے تو پھر تمہيں کوئي قوت شکست نه دیسکے گي - اگر تم پر دشمن اسي آن حمله کرديں تو خدا اپنے ھزاروں ملائکۂ نصرت سے تمھاري مدد کريگا -

(موجوده حالت)

گذشته اشاعت میں تازہ حالات کا خلاصه ديچکے ھيں ' تمام ھندوستاني ليڈر گرفتار کرليے گئے ھيں - کانوں کے احاطوں کو بھي جيل خانه بنا ديا گيا ھے - جبر و ظلم ' خوں ريزي و سفاکي ' تعذيب و عقوبت کي انتہا ھوگئي - جن مزدوروں نے کام چھوڑ ديا ھے انکے ليے پستول اور کوڑے اپني جلادي کيليے مستعد ھيں - عدالت حکم ديتي ھے که جو مزدور کام نہيں کريگا اسکو بھوکا رکھکر مارا جائيگا - دو ھندوستاني زخمي ھو چکے ھيں ' اور کوڑوں کي سزائيں جاري ھيں -

عالم کی امنیت و عدالت کی نگرانی کے اولین مستحق هیں ؛ اگر وہ اپنی انسانیت دوستی اور مظلوم پروری کو صرف ایک هی قوم و ملک کے ساتھہ وابستہ کردینگے اور اس ظلم آباد ارضی کے هر ماتم میں یک سان جوش و خروش اور غیر متغیر عزم و همت سے حصہ نہ لیں گے ' تو کیا پھر اسمانوں سے فرشتے اترینگے جو زمین کی بیکسی پر ماتم کرینگے ؟ یا دریاؤں کی مچھلیاں اور هوا کے پرند جمع هونگے ؟ تا انسان کی مظلومی پر مرثیہ خوانی کریں ؟

میں تم سے سچ سچ کہتا هوں کہ اگر میرا بس چلتا تو میں اس دنیا کے تمام ماتموں کو صرف مسلمانوں هی کیلیے مخصوص کر دیتا اور کسی دوسرے کی شرکت اسمیں کبھی گوارہ نہ کرتا - کیونکہ زمین پر جہاں کہیں بھی همدردی کے آنسوؤں اور دل کے پیام محبت کی ضرورت هو ' وہ صرف پیروان اسلام هی کا حصہ هے ' اور صرف کلمۂ توحید هی کے گھرانے کا ورثۂ هے - کیونکہ سب اسلیے آئے تا کہ اپنے تئیں بچائیں مگر مسلمان صرف اسلیے آئے تا کہ تمام انسانوں کو بچائیں :

وکذلک جعلنا کم امۃ وسطا ' لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شهیدا -

(افسانۂ غربت)

میرا مقصود جنوبی افریقہ هندوستانیوں کے تازہ مصائب هیں -

هندوستانیوں کا کوئی جرم بجز اسکے نہیں هے کہ وہ وهاں بس گئے هیں ' کاروبار کرتے هیں ' اور چونکہ محنتی اور کفایت شعار هیں اسلیے روپیہ پیدا کرلیتے هیں - انکی مرفہ الحالی وهاں کی گوری آبادی کو کھٹکتی هے اور پسند نہیں کرتی کہ انکی سرزمین میں باهر کا کوئی انسان روپیہ کماے - بوجہ کم خرچ اور کفایت شعار هونے کے هندوستانی دکاندار کم نفع پر مال فروخت کرتے هیں - بعض بازاروں میں گورے دکانداروں کو اس سے بھی نقصان هوتا هے - یہ انکی مزید برهمی کا سبب هے - انهوں نے اپنی گورنمنٹ کو آمادہ کیا کہ کسی نہ کسی طرح هندوستانیوں کو یہاں کے قیام سے روک دیا جاے -

یونین گورنمنٹ انسانوں کو یکا یک قتل نہیں کرسکتی ' وہ مسیحی هے اور یقیناً اسکے سامنے قرون مظلمہ کی وہ تمام وحشیانہ خوں ریزیاں موجود هیں ' جنکی وجہ سے یہ دور دنیا کے امن و حریت کیلیے ایک جهنمی لعنت رها هے - اسے وہ طریقہ بھی معلوم هے جسکے ذریعہ رومی عیسائی مصر و شام کے ملحدوں کو سزائیں دیتے تھے ' اور پھر اسے زندہ انسانوں کو چٹائی میں لپیٹ کر جلا دینا بھی ضرور آتا هوگا جیسا کہ اسپین کی مجلس عدالت دینی (انکویزیشن) هزارها خدا کے پیدہ کردہ انسانوں کے ساتھہ کرچکی هے - تاهم اب وہ ایسا نہیں کرسکتی اور زمانے کے انقلاب نے تعذیب و هلاکت کے وہ تمام پرانے نسخے بیکار کردیے هیں -

پس اس نے قوانین وضع کرنا شروع کیے ' اور جابرانہ قوانین کی لعنت بھی اس لعنت سے کم نہیں هے ' جو آگ اور تیز کیے هوے لوهے کی هلاکتوں سے نکلتی هے - بلکہ فی الحقیقت وہ اس سے بھی شدید تر هے - ایک غیور انسان تلوار کی دھار اور آتشکدے کے شعلوں سے نہیں ڈرتا مگر اس جبر سے ضرور ڈرتا هے جو اسکے احترام و شرف کی تحقیر کرے -

یہ قوانین عجیب و غریب هیں ' اور گویا ایک ایسی جماعت کیلیے هیں جو سرے سے انسان هی نہیں هے - سب سے پہلے قانون رجسٹریشن نافذ کیا گیا ، جس کو غالباً سات آٹھہ سال کا زمانہ هوگیا هے - اسکا منشا یہ تھا کہ هر هندوستانی جو جنوبی افریقہ میں رهنا چاهے ' اپنے تئیں رجسٹری کراے ' ۳ - پاونڈ یعنی ۴۵ - روپیہ ٹیکس دے ' اور رجسٹری کے فارم پر دستخط کی جگھہ انگوٹھے کا نشان بناے - پچھلوں دنوں جب بزرگ و محترم ملک ' انریبل مسٹر گوکھلے جنوبی افریقہ تشریف لے گئے تھے ' تو ارکان حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ ٹیکس فوراً موقوف کردینگے چنانچہ انهوں نے اسی وقت اسکی اطلاع بذریعہ تار انگلستان و هند کے پریس کو دیدی تھی - لیکن اب جنرل بوتھا کہتا هے کہ اس طرح کا کوئی وعدہ نہیں کیا گیا تھا !

اسکے بعد " قانون آبادی اهل هند " نافذ کیا گیا جو کسی وحشی سے وحشی گروہ کیلیے بھی نا قابل تحمل هے - اس قانون کی رو سے هندوستانیوں کے تمام حقوق مدنی و شہری غصب کرلیے گیے اور خدا کے هزارها زندہ بندوں کو یکا یک حکم دیا گیا کہ وہ موت سے بھی بد تر زندگی کیلیے طیار هو جائیں :

(۱) هندوستانی کسی شہر کی آبادی کے اندر نہیں رهسکتے -

(۲) انکی دکانیں شہر سے پورے دو میل کے فاصلے پر هوں -

(۳) شہر کی کسی شاهراہ پر سے وہ گذر نہیں سکتے -

(۴) جنوبی افریقہ کے اندر کسی ریل کے بہتر درجہ میں سفر نہیں کر سکتے -

(۵) کسی شہر کے کسی هوٹل میں قیام نہیں کر سکتے -

(۶) کسی رسٹوراں (قہوہ خانے) میں بیٹھہ نہیں سکتے -

(۷) ۳ - پاونڈ جزیہ هر ۱۳ - برس سے زیادہ عمر کا هندوستانی مرد اور عورت ادا کرے -

(مذهبی توهین)

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ایک قانون کی رو سے هندؤں اور مسلمانوں کے نکاح کو قانوناً نا جائز قرار دیا ' اسلیے کہ " یہ اس ملک کا طریق ازدواج هے جہاں ایک سے زیادہ بیویاں کی جاتی هیں "

اس کا نتیجہ یہ هے کہ جسقدر هندوستانی وهاں موجود هیں ' سب کی بیویاں حقوق زوجیت سے محروم هوگئیں اور انکی اولاد ناجائز قرار پائیں - اس سے بڑھکر کسی قوم کیلیے ظالمانہ سلوک کیا هو سکتا هے کہ اسکے مذهبی طریق کی علانیہ توهین کی جاے ' قانوناً اسکے طریق نکاح کو نا جائز بتلایا جاے ' اور اسکی جائز بیویوں کو داشتہ عورت قرار دیا جاے ؟

(اجمال تاریخی)

یہ سلوک ان لوگوں سے کیا جاتا هے جو ابسے نصف صدی پہلے امپیریل گورنمنٹ کے حکم سے افریقہ بھیجے گئے تھے اور تقریباً سب کے سب مزدوری پیشہ لوگ تھے - اس وقت جنوبی افریقہ آج کا جنوبی افریقہ نہ تھا - وہ ایک وحشت زار و یرانی تھا ' جہاں بڑے بڑے شہروں اور متمدن آبادیوں کی جگہ درندوں کے بھٹ ' اور صحرائی جانوروں کے مساکن تھے - ان لوگوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں کر کے شہر آباد کیے - عمارتیں تعمیر کیں ' کارخانوں میں مشین کے پرزوں اور پھرکیوں کی طرح کام کیا ' اور اس طرح وہ " عظیم الشان جنوبی افریقہ " طیار هوگیا جسکے متمدن بازاروں سے اب ان وحشیوں کو گذرنے کی اجازت نہیں !

ابتدائی تیس سالوں کے اندر هندوستانیوں سے سلوک برا نہ تھا لیکن گذشتہ ۲۰ - ۲۵ - سال سے موجودہ مظالم کی ابتدا هوئی - مشہور جنگ ٹرانسوال کے اصلی اسباب و بواعث خواہ کچھہ هی هوں ' لیکن بظاهر ایک سبب گورنمنٹ هند کی یہ شکایت بھی تھی کہ هندوستانیوں کے ساتھہ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا - یہی

تاریـــخ اســـلام اور بحـــریات

به تذکرهٔ جهـــاز " رشـــادیه "

پچھلي ڈاک میں ترکي سے جسقدر مصور رسالے آئے هیں ' نئے عثماني جهاز (رشادیه) کي تصویر اور تذکره سے پرهیں - انکو دیکھکر بے اختیار گذشته عهد اسلامي کے بحري کارنامے یاد آگئے :

گذر چکي هے یه فصل بهار هم پر بهي !

خیـــال گذرا که الله اکبـــر ! کیا انقـــلاب زمـــانه هے ! آج ایک اهن پوش جهاز کسي دوسرے ملک کے کارخانے کي غلامي کرکے حاصل کیا گیا هے تو اسپر تمام ملک میں غلغله هے - کبهي یه عالم تها که بحر اسود و اقیانوس پر صرف اسلامي بیڑوں هي کا قبضه تها ' اور سلطان نور الدین کے کارخانۂ جهـــاز سازي میں میلوں تـــک آلات جهاز سازي پهیـــلے هوے تهے !

یه قصه هے جب کا که آتش جواں تها !

جي میں آیا که اس تقریب پر اپني پچهلي داستـــانوں کي کچهه ورق گرداني کرلیجیے که اگر بستر مرگ پر ایام صحت کو جي بهر کر یاد کرلینے هي کي مهلت مل جاے تو بهي بهت هے ورنه بهتوں کو تو یه بهي میسر نهیں :

گاهے گاهے باز خواں ایں دفتر پارینه را
تازه خواهي داشتن گر داغهاے سینه را

مسلمانوں کے گذشته تمدن کي تاریخ میں بحري ترقیات پر اب تـــک بهت کم لکها گیـــا هے مگر تحص و تجسس سے کام لیا جاے تو بکثرت مواد عام تاریخوں هي میں موجود هے - سب سے زیاده اس بارے میں علامهٔ (مقریزي) کا ممنـــون هونا پڑیگا ' جس نے اپني بے نظیر تاریخ مصر (الخطط والاثار) کي تیسري اور چوتهي جلد میں مصر کے چـــند کارخـــانوں کے نهایت تفصیلي حالات دیے هیں -

سب سے پہلے اُن جنگي اور غیر جنگي کشتیوں کے اقسام پر نظر ڈالني چاهیے جو عربوں نے عام طور پر استعمال کي تهیں اور انکے نام لغة عربي میں داخل هوگئے هیں - اسکے بعد اسپین اور افریقه کے جنگي جهازوں کا ایک پورا دور هے اور پهر عثماني و ممالیک مصر کے عـــهد کے بعض خاص بحري حوادث و ترقیات هیں - یکے بعد دیگرے هم سب پر نظر ڈالیں گے -

اس سلسلے میں بعض مرقعات بهي هیں جنکا معائنه موضوع کي دلچسپي کو بڑهادیگا - آج ایک صفحهٔ مرقعات پیشکش هے ' جس میں عهد اسلامي کي ایک جنگي کشتي اور سلطان محمد خامس کي بعض کشتیوں کي تصویریں آپ ملاحظه فرمائیں گے -

(تحقیق کلمهٔ اسطول)

سب سے پہلے اُس عام لفظ کے مفهوم کو متعین کرلیں جو عربي تاریخوں میں بحري جنگوں کے تذکره میں بار بار آتا هے اور آجکل بهي عام طور پر مستعمل هے - یعني کلمهٔ " اسطول " -

اسطول ایک یوناني نژاد لفظ هے - اسکے معني هیں " چند جهازوں یا کشتیوں کا مجموعه " جسکو آجکل اردو میں " بیڑا " کهتے هیں - مشهور شاعر (بحتري) کهتا هے :

یسر قرن اسطول کان سفینة — " وه ایسے بیڑے چلاتے هیں جنکي
سحائب صیف من جهام و ممطر — کشتیاں کیا هیں ' گرمي کے بادل هیں که بعض تو خالي هیں - اسلیے جلد گزر جاتے هیں - اور بعض پاني سے لدے هوے هیں - اسلیے دیر میں چلتے هیں "

لیکن " اسطـــول " کا اطلاق بیڑے کے عـــلاوه جهاز پر بهي هوتا هے - (خفاجي) شفاء العلیل في المعرب و الدخیل میں لکهتے هیں :

الاسطول مرکب تهیاء للقتـــال و نحـــوه — اسطول وه جهاز هے جو جنـــگ یا تجارت وغیره کے لیے تیار کیا جائے -

(سفن و توابـــع اسا طیـــل اسلامیـــه)

اسلامي اسطول مختلف انواع کي کشتیوں سے مرکب هوتے تهے جنمیں اهم انواع یه هیں :

(بطـــس)

(بطس) بطسة کي جمع هے - کبهي اسي کو بطشه یا بسطه بهي کهتے هیں مگر یه دونوں نام مستقل الفاظ نهیں - اسي لفـــظ بطسه کي تحریف هیں -

یه ایک بهت بڑي جنـــگي کشتي تهي - اسکے حجم کي طرح اسمیں باد بان بهي بکثرت هوتے تهے - مقریزي کي عبارت آگے آئیگي جس سے معلوم هوگا که هر ایک میں ۴۰ باد بان هوتے تهے - اس سے اندازه هوسکتا هے که عظمت حجم اور کثرت باد بان نے اسکے منظر کو کسقدر هائل و مهیب بنا دیا هوگا ؟

کشتي کي یه قسم صلیبي لڑائیوں میں خاص طور پر مشهور هوئي - کیونکه یه ان تمام کشتي کي انواع میں مشهور ترین نوع هے جو اس زمانه میں سب سے بڑے هونے کي وجه سے بحري جنـــگ میں استعمال کیجاتي تهي -

بطسه کا استعمال جنـــگ کے علاوه سامان کے نقل و حرکت اور بار برداري میں بهي هوتا تها - چنانچه جنگ کے وقت کشتي میں فوج ' اسلحه ' رسد ' میگزین ' سامان محاصره ' وغیـــره کے تمام لوازم و ضروریات جنـــگ اسمیں بهر دیتے تهے - غرض که کشتي کیا هوتي تهي - پورا جهاز تها -

یه نه تها که بطس کا اسطرح استعمال هنـــگامي اور فوري ضرورتوں هي کے وقت هوتا تها ' بلـــکه وه اسي لیے بنائي بهي جاتي تهیں - چنانچه انـــکي ساخت میں یه امور ملحوظ رهتے تهے - ذخائر جنـــگ کے لیے اونچي اونچي چهتیں بنائي جاتي تهیں - اندر مختلف درجے هوتے تهے جن میں فوج کے مختلف طبقے علحده علحده بیٹهـــتے تهے -

یوروپین مورخین لکهـــتے هیں که شـــاه جرمني نے جنـــگ کے لیے جو بطس بنوائے تهے ' وه اتنے بڑے تهے که اسکو لوگ " آدهي دنیا " کهـــتے تهے ! (موسیو سیدیو کا مضمون تمدن اسلامي ' مترجمهٔ رفاعه بک طهطاوي) -

(گورنمنٹ هند)

یہ بالکل سچ ہے کہ جنوبي افریقہ کي گورنمنٹ اندروني خود مختاري رکھتي ہے اور وہ کچھہ ہندوستان نہیں ہے جہاں سب کچھہ کیا جاسکتا ہے ' تاہم قابل غور امر یہ ہے کہ انگلستان کي وہ انساني همدردي ' مظلوم پروري ' نوع خواهي ' جو کبھي ساحل باسفورس پر جنگي نمایش کرنا چاهتي ہے ' کبھي مقدونیا میں اپنے کمشنر مقرر کرتي ہے ' کبھي جنگي بیڑوں کو دردانیال کے قریب پہنچ جانے کا حکم دیتي ہے ' کیا اس انتہائي وحشت و سفاکي پر بھي کچھہ نہ کر سکیگي ؟

امپیریل گورنمنٹ یقیناً اندروني معاملات میں دخل نہیں دیسکتي لیکن کیا بہ حیثیت ایک متمدن حکومت ہونے کے اس ظلم و جبر پر مواخذہ بھي نہیں کرسکتي ' جس کا ایک ادنی سا شبہ بھي ترکي اور ایران کو تخت حکومت الٹ دینے کي دهمکي دینے لگتا ہے ؟ کیا اگر چین کے کسي کہیت میں ' شام کے کسي دامن کوہ میں ' قسطنطینیہ کي کسي گلي میں ' مصري فلاحوں کي کسي آبادي میں ' ایک گورے جسم کے ساتھہ کسي غیر مسیحي هاتھہ کا کوڑا مس کرجاتا ' تو انگلستان کي بے حسي کا یہي حال ہوتا جو آج کامل پندرہ سال سے نظر آرہا ہے ؟

گورنمنٹ هند نہیں معلوم کب کروٹ لیگي ؟ جو زخم مظلوموں کے جسموں پر لگ رہے ہیں ' وہ شاید اس مراسلہ کے نتیجہ کا انتظار نہ کریں جو لارڈ هارڈنگ کي گورنمنٹ انڈیا آفس میں بھیجے گي -

(همارا فرض)

لیکن بہرحال انساني فرض ان فکروں سے بالا تر ہے - خود هم کو کہ اپنے عزیز بھائیوں کي فریادوں کو سن رہے ' اور انکي داستان غربت و مصیبت کو پڑھ رہے ہیں ' صرف اپنا فرض ہي سونچنا چاهیے -

اس وقت سب سے زیادہ مقدم کام روپیہ کي فراهمي ہے ' جس کے لیے ہندوستان کے بزرگ ترین فرزند ' یعني انریبل مسٹر گوکھلے نے دورہ شروع کردیا ہے - اس حق و ظلم کي معرکہ آرائي کي فتح صبر و استقامت پر موقوف ہے اور وہ بغیر اعانت مالي کے ممکن نہیں - پنجاب نے اس بارے میں قابل تقلید مثال قائم کي ہے ' جہاں ایک دن کے اندر ۲۵ - ہزار روپیہ ہوگیا اور مسٹر لاجپت راے نے کہا کہ " میں اپني تمام پونجي فنڈ میں دیدینے کیلیے طیار ہوں "

افسوس کہ یہ سب کچھہ ہو رہا ہے مگر مسلمان غافل ہیں ' اور جس صف میں انہیں سب سے آگے آگے خدا نے رکھا تھا ' اپني بدبختي سے اسمیں سب سے پیچھے بھي نہیں -

آج مسٹر گوکھلے روپیہ کي فراهمي کیلیے دورہ کر رہے ہیں ' مگر کہیں سے بھي یہ صدا نہیں آتي کہ فلاں مسلمان لیڈر بھي اس کام میں تھوڑا سا وقت دینے کیلیے نکلا ہے ! افسوس و صد افسوس !

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئي
کچھہ ہوے تو یہي رندان قدح خوار ہوے !

میں اپني حالت کس کو سناؤں کہ علائق نے کیسا کچھہ مجبور کردیا ہے ' تاہم ہاتھہ پاؤں ہلا رہا ہوں کہ کسي طرح بند توڑوں اور کلکتہ سے نکلوں - مسلمانوں کو یاد رکھنا چاهیے کہ آج ان کي نئي زندگي کي آزمایش ہے - آجتک انھوں نے ملک کي تمام خدمتیں صرف هندؤں ہي کیلیے چھوڑ دي تھیں ' اور خود اپنے لیے هندؤں کو باتیں کہنے کا شریفانہ مشغلہ منتخب کرلیا تھا -

ملک کي بہتري و فلاح کي فکر ہو تو صرف هندؤں ہي کو ' جابرانہ قوانین کے خلاف احتجاج کریں تو صرف هندو ' جنوبي افریقہ کے ہندوستانیوں کیلیے روئیں تو صرف هندو - اگر ایسا ہي ہے تو خدارا اپنے دلوں میں سونچو کہ بدبخت مسلمان آخر کس مرض کي دوا ہیں ؟ اگر وہ هندوستان میں بستے ہیں تو کیا ہندوستان کي خدمت بھي انکا فرض دیني نہیں ؟ اگر تمام عالم انکا وطن ہے تو کیا ہندوستان بھي نہیں ہے ؟

گلگونۂ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو
اے خوں شدہ دل ' تو تو کسي کام نہ آیا

مگر اب حالت پلٹي ہے اور کہا جاتا ہے کہ هم بیدار ہوے ہیں - اگر یہ سچ ہے تو اسکا ثبوت کہاں ہے ؟

(آیۂ کریمۂ عنوان مقالہ)

عنوان مضمون کي آیت پر غور کرو - یہ آیت سورۂ نساء کے اس حصے کي ہے ' جہاں خدا تعالی نے ضعفا و منافقین کي حالت بیان کي ہے - فرمایا کہ اگر اللہ تعالی حکم دیتا کہ اسکي صداقت و عدالت کي راہ میں جہاد کرو - اپنے وطنوں کو چھوڑ دو ' اپني جانوں کي قربانیاں کرو ' تو کتنے راستباز انسان ہوتے جو اس حکم کے آگے سر جھکاتے ؟

حالانکہ اصل راہ آزمایش یہي ہے -

آج هر شخص کو چاهیے نہ اپنے دل پر ہاتھہ رکھکر سونچے - جنوبي افریقہ میں همارے عزیز و محبوب بھائي جو صدمات عزت وطن محترم کي راہ میں برداشت کر رہے ہیں ' اگر انکي جگہہ هم ہوتے اور هم سے ایسا کہا جاتا تو هماري حالت کیا ہوتي ؟ هم میں کتنے ہیں جو اپني لاکھوں روپیہ کي جائداد اپنے هاتھوں تاراج کرنے کیلیے مستعد ہیں ؟ کتنے ہیں جو مسٹر گاندهي کي طرح ایک لاکھہ سالانہ کي آمدني چھوڑ کر ۴۵ - روپیہ ماهوار پر اپني پوري زندگي دیسکتے ہیں ؟ پھر کتنے ہیں جو جلا وطن ہونے کیلیے ' قید میں جانے کیلیے ' اپنے بیوي بچوں کو دشت غربت میں مبتلاے آلام و مصائب کرنے کیلیے پستولوں کا نشانہ اور کوڑوں کا تختۂ ظلم بننے کیلیے طیار ہیں ؟

هندوستان میں آزادي کے غلغلوں سے پورا براعظم لرز رہا ہے - حریت اور قرباني کے دعوؤں سے کوئي زبان نہیں جو نا آشنا ہو ' مگر عزیزان ملک و ملت ! میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ آج جنوبي افریقہ میں جو کچھہ ہو رہا ہے ' اگر اسکا دسواں حصہ بھي یہاں پیش آے تو ہندوستان کے شاندار دعوؤں اور عظیم الشان اعلانات کے هجوم میں بہت کم سچي روحیں ایسي نکلیں گی جو آزمایش میں ثابت قدم بھي رهیں گي :

در مدرسہ کس را نہ رسد دعوئي توحید
منزل گہ مردان موحد سر دار ست

و لو انا کتبنا علیهم ان اقتلوا انفسکم اوخرجوا من دیارکم ' ما فعلوہ الا قلیلا منهم !

اب بھي وقت ہے کہ مسلمان خواب غفلت سے چونکیں اور جس جوش و ایثار سے انھوں نے جنگ طرابلس و بلقان اور مسجد کانپور کے معاملہ میں حصہ لیا تھا ' اس معاملہ میں بھي حصہ لیں - و السلام علي الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ' اولئک الذین هداهم اللہ و اولئک هم اولوا الالباب !

تاریخ ترقیات بحریہ
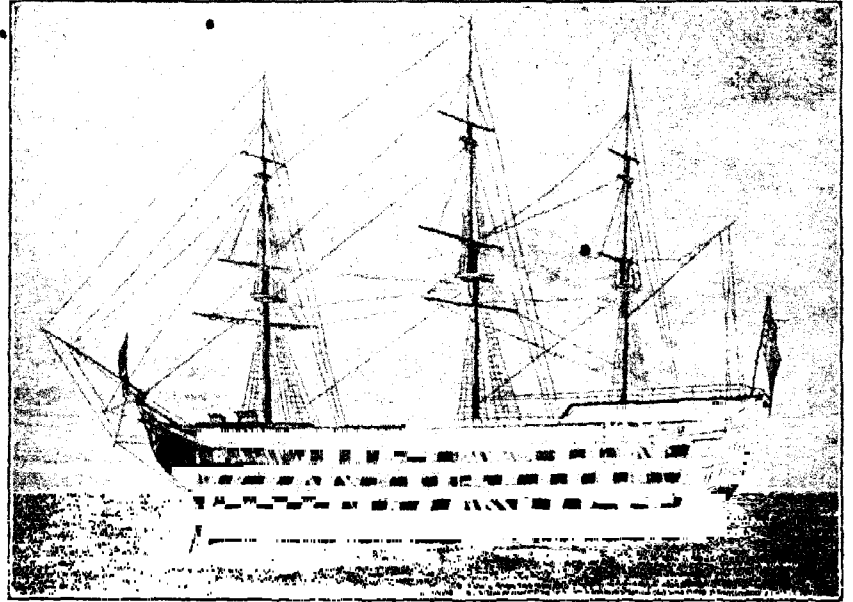
آغاز عہد بحریہ کا ایک "باد بانی" جہاز

اسپین کا اسلامی بیڑہ

سلطان محمد فاتح کا کارخانۂ جہاز سازی
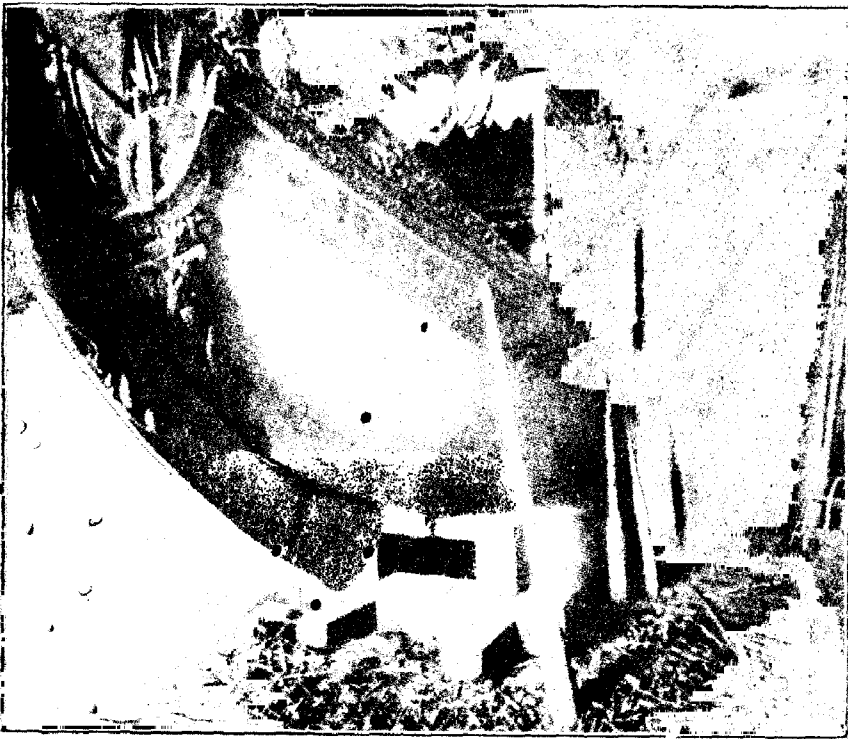
سلطان فاتح کا کارخانہ اور خاص سلطانی کشتی
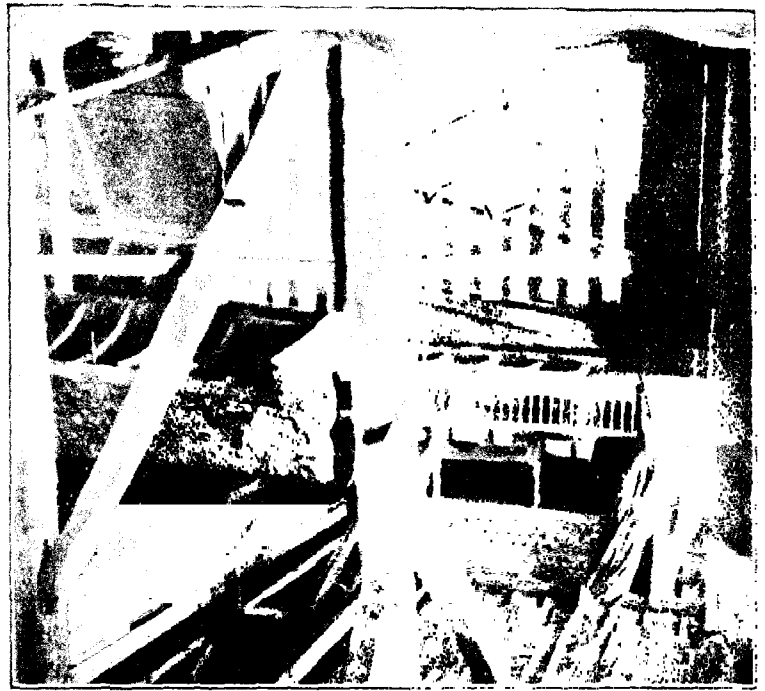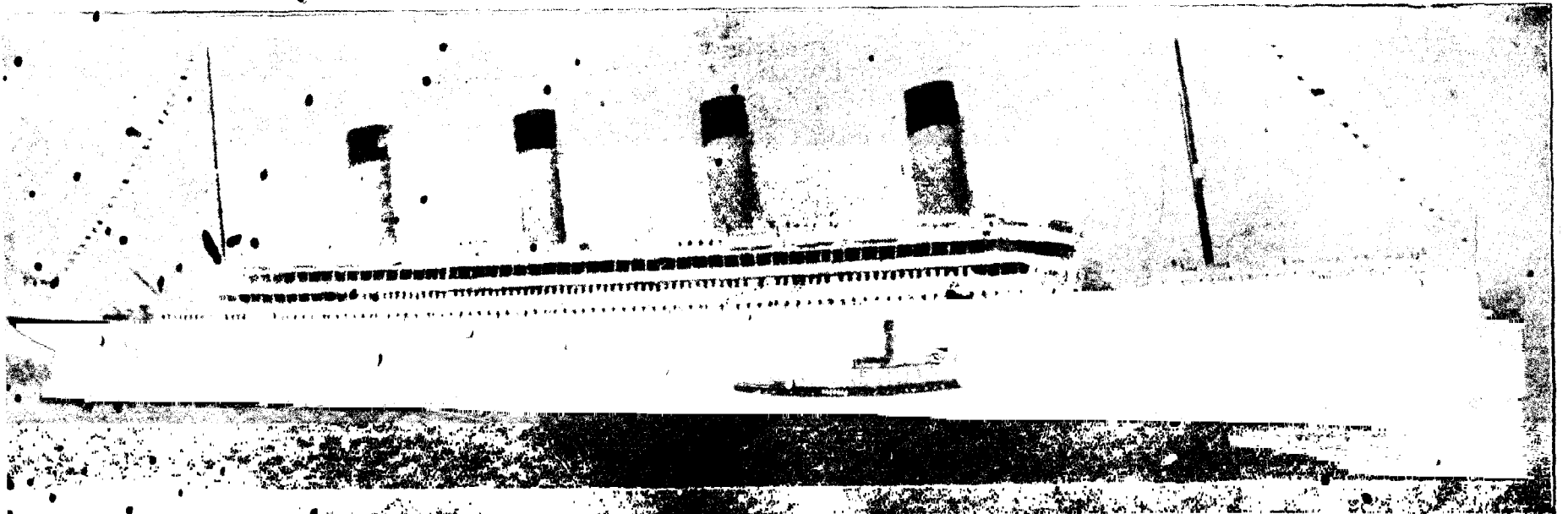
جہاز ٹائٹنک کے بعد دنیا کا سب سے بڑا جہاز، جو حال میں طیار ہوا ہے

(معرکۂ برج ذباب)

بطس کے ساتھہ جنگ آرائي کے مختلف طریقوں میں مشہور ترین طریقہ وہ تھا ' جو فرنگیوں نے برج ذباب کے لیتے وقت صلیبي لڑائیوں میں اختیار کیا تھا -

برج ذباب وسط دریا میں قائم تھا - فرنگي اسکو لینا چاهتے تھے - اسکے لیے انھوں نے بطسہ کي سطح بالائي پر ایک برج بنایا تاکہ اسے لکڑي سے بھر کے کھیتے ھوے برج ذباب کے قریب لیجائیں اور پھر اس برج میں آگ لگا کے برج ذباب کے اندر پھینکدیں - وھاں جو لوگ ھونگے جلکے مرجائینگے اور پھر برج پر قبضہ کرلیں گے اس کشتي کو جسمیں برج بنوایا تھا لکڑي سے خوب بھرا گیا تا کہ اگر مزید لکڑي کي ضرورت ھو تو کوئي دقت پیش نہ آئے - اسکے علاوہ ایک دوسري کشتي کو بھي لکڑي سے بھرا گیا - پھر ایک تیسري کشتي میں چند ایسي کمینگاھیں بنائي گئیں جہاں تک اسلحہ ' تیر ' پتھر ' وغیرہ کا گزر نہ ھوسکے - یہ اسلیے کہ جب لوگ پہلي دو کشتیوں میں آگ لگالیں تو اسمیں آ کے پناہ لیں -

جب تیاري مکمل ھوگئي تو یہ اسطول صلیبي فرشتۂ مرگ بنکے چلا - جب برج ذباب کے قریب پہنچا تو اس کشتي میں آگ لگاني چاھي جسمیں برج بنایا گیا تھا - آگ سلگائي اور اسمیں روغن نفت ڈالا - لیکن اتفاق سے ھوا کا رخ برج ذباب کي طرف سے خود انکے طرف ھي پلٹ گیا نتیجہ یہ نکلا کہ خود حملہ آوروں کي کشتي میں آگ لگ گئي - بجھانے کي لاکھہ کوشش کي مگر کچھہ نہ ھوا - تمام لوگ جلکے خاکستر ھوگئے -

مگر فرنگي اس حادثہ کے بعد بھي اپنے ارادے سے باز نہ آئے اور پھر اسکے لینے کے لیے، تیاریاں شروع کیں - ابکي اس برج میں ایک سوندھہ اسطرح کي لگائي کہ جب چاھیں ' وہ شہر پناہ کي طرف پھر کے ایک راستہ سا بنجائے اور سپاہ آساني سے وھاں تک جا سکے - لیکن اسمیں کامیابي نہوئي

(البوارج)

(بوارج) بارجہ کي جمع ھے - اسطول کي طرح یہ لفظ بھي دخیل ھے - اسکي اصل سنسکرت ھے - اصل میں یہ " بیڑا " تھا - عرب بارجہ اس عظیم الشان جنگي کشتي کو کہتے تھے ' جو " شونہ " نامي کشتي سے بڑي ھوتي تھي ' یا بالفاظ دیگر بڑي شونہ کا نام بارجہ تھا - یہ لفظ گو دخیل ہے مگر بعد کو عربوں نے اسکا اسطرح استعمال کیا گویا یہ عربي الاصل تھا - چنانچہ اسکو صفت کے طور پر بھي استعمال کرتے ھیں اورکہتے ھیں : سفینة بارجة - أي سفینة مکشوفة -

کشتي کي یہ نوع عربوں نے ھندوستان سے اسلام کے بعد سیکھي - ھندوستان سے وہ جنگ اسي کشتي پر کیا کرتے تھے - معتصم باللہ عباسي کے زمانہ میں جب ھندوستان نے فارس کے جنوبي ساحلوں اور اسکے قرب و جوار کے مقامات پر حملہ کیا ھے تو اسوقت معتصم نے انکے بیڑوں کو گرفتار کرلیا - (مسعودي) کتاب التنبیہ و الاشراف میں معتصم کي فتوحات کے ذیل میں لکھتا ھے :

و اسر البوارج وھي مراکب الھند و کان فیھا منھم عسکر عظیم قد غلبوا علی ساحل عمان و فارس و ناحیة البصرہ

اور بوارج کو جو کہ ھندوستان کے جہاز ھیں گرفتار کرلیا - انمیں بہت فوج تھي جو عمان و فارس کے ساحل اور بصرہ کے ایک گوشہ پر قابض ھوگئي تھي -

بوارج کا ذکر (طبري) نے بھي سنہ ٢٥١ - ٨٦٥ م کے واقعات میں کیا ھے - اسکے الفاظ یہ ھیں :

ولخمس بقین من صفر دخل من البصرہ الی بغداد عشرة سفائن بحریہ تسمی بوارج ' في کل سفینہ اشتیام و ثلثہ نفاطین و نجار و خباز و تسعة و ثلاثون رجلا من الجذا فین و المقاتلہ ' فذالک في کل سفینة خمسة و اربعون رجلا (طبري مطبوعۂ مصر جلد ١١ - صفحہ - ١١٢) -

٢٥ - صفر کو بصرہ سے بغداد میں بیس کشتیاں داخل ھوئیں جو بوارج کہلاتي ھیں - ھر کشتي میں ایک افسر اعلی تھا - تین نفت انداز - نیز بڑھئي اور باورچي - انتالیس کھینے والے اور لڑنے والے بھي تھے - غرض کہ ھر کشتي میں کل ٤٥ آدمي تھے -

غرض کہ عربوں نے بوارج کا استعمال اسوقت سے شروع کیا جب وہ فتح سندھہ کے بعد ھندؤں سے ملے - چنانچہ مسلمان والیان سندھہ ھندؤں کے مقابلہ میں ھمیشہ بوارج ھي استعمال کیا کرتے تھے - علامۂ بلاذري نے فتوح البلدان میں اسکا تفصیلي ذکر کیا ھے - (دیکھو ذکر فتح سندہ)

(المسطحات)

یہ مسطح کي جمع ھے - یہ بھي ایک نہایت عظیم و حجیم جنگي کشتي تھي - پرتگالي زبان کے کلمہ (Misties) اور فرنچ لفظ (Mistech) اسي کلمۂ مسطح سے نکلے ھیں - یہ اور بطس ' دونوں اسلامي جنگي کشتیوں میں سب سے بڑي کشتیاں سمجھي جاتي تھیں -

(الشذوات و السمیریات)

شذوات یا شزات جمع کے صیغے ھیں - اسکا واحد شذاء ھے - اور سمیریات بھي جمع ھے - اسکا واحد سمریة ھے - یہ بھي ایک قسم کي کشتي تھي جو دولت عباسیہ کے عہد میں بحري جنگوں کیلیے استعمال کیجاتي تھي - جسطرح بطس حروب صلیبیہ میں مشہور ھوئیں ' اسیطرح یہ کشتیاں ان جنگوں میں مشہور ھوئیں جو زنگیوں سے تیسري صدي کے نصف آخر میں ھوئي تھیں - اسمیں سپاھي تیر انداز ' اور مسلح ملاحوں کے علاوہ ' اسلحہ و علم آلات جنگ اور ذخائر بھي لاد لیتے تھے - مورخ طبري سنہ ٢٦٧ ھجري کے واقعات میں لکھتا ھے :

ذکر ان صاحب الزنج کان امر باتخاذ شذوات ' فعملت لہ ' فضمھا الي ما کان یحارب بہ ' و قسم شذواتہ ثلاثة اقسام بین بھبوذ و نصر الرومي و احمد بن الزرنجي - (جلد ١١ - صفحہ ٢٨٢) -

صاحب زنجبار نے حکم دیا کہ شذوات درست کي جائیں چنانچہ طیار کي گئیں ' پھر انکے ذریعہ سے لڑنے کیلیے جن چیزوں کي ضرورت تھي ' وہ بھي مہیا کي گئیں - اور اس نے تمام شذوات کو تین قسموں میں بھبود ' نصر رومي ' اور احمد بن زرنجي کے سامنے تقسیم کردیا -

پھر اسي سلسلے میں (سمیریات) کا بھي ذکر کیا ھے :

کتب سلیمان الی صاحب الزنج یسئلہ امدادہ بسمریات لکل منھن اربعون مجذافا فوافا اربعون سمیریہ ' في کل مقاتلان و مع ملاحیھا السیوف والرماح والتراس

" سلیمان نے ملک زنگ کو لکھا کہ اسکي مدد کے لیے ایسي سمیریات بھیجے جنمیں سے ھرایک میں ٤٠ مجذاف ھوں چنانچہ ایسي چالیس کشتیاں آئیں - ھر کشتي میں دو سپاھي تھے - نیز ان کشتیوں کے ملاحوں کے ساتھہ تلواریں ' نیزے ' ڈھالیں بھي تھیں "

دشمن کے شذوات و سمیریات میں سے جب کوئي کشتي پناہ مانگنا چاھتي تھي تو ایک سفید علم کو جو اسکے ھمراہ ھوتا تھا ' سرنگوں کردیتي تھي -

دولت عباسیہ کے آخر عہد میں ان کشتیوں کا استعمال جنگ میں موقوف ھوگیا اور پھر صرف بار برداري کے کام میں آنے لگیں -

انتقاد

زهـــره

سکریٹریٹ - ریاست بهوپال - ۳ - روپیه

اردو کي یه ایک نئي حسین و جمیل کتاب هے ' جو مفید عام پریس آگره میں چهپکر ریاست بهوپال سے شائع هوئي هے -

" زهره " غالباً حیدرا باد کي کسي خاتون اهل قلم کا تصنیف کرده ناول تها ' جو انگریزي میں اس خیال سے لکها گیا تها که مذهب اسلام کي تعلیمات صحیحه ضمناً ظاهر کي جائیں اور هندوستاني رسم و رواج کے حسن و قبح نمایاں هوں - مصنفه نے اپنا نام پوشیده رکها هے اور صرف " تاج " کے لقب سے کتاب شائع کي هے -

اسي ناول کا یه اردو ترجمه هے - مترجم نے بهي مصنفه کي تقلید میں اپنا نام ظاهر نهیں کیا :

هرکه خواهد میـل دیدن ' در سخن بیند مرا

ایک دو صفحے ابتدا کے اور ایک دو صفحے درمیان و اخیر سے میں نے دیکھے - ترجمه بهت صاف ' سلیس ' بامحاوره هے اور غالباً بالقصد انگریزي طرز تحریر کي خصوصیات کو نمایاں هونے نهیں دیا هے تا که ترجمه کي جگـه عبارت میں مصنفانه شگفتگي پیدا هوجاے - گو میں اس طریق کو پسند نهیں کرتا اور اُن تمام کتابوں کیلیے جو انگریزي سے ترجمه کي جائیں ' اولین شرط یه سمجهتا هوں که انگریزي انشا پردازي و بلاغت کو اُردو میں گوارا کرکے باصـرار و سعي قائم رکها جاے ' تاهم چونکـه یه ناول ' ناول نهیں هے بلکه محض ایک سرگذشت اور چند اشخاص کا مکالمه ' نیز مقصود زیاده تر تعلیم یافته مسلمان خواتین کا مطالعه هے ' اسلیے عبارت میں اردو سلاست و رواني جس قدر بهي پیدا کي گئي مستحق تعریف هے نه که مورد تنقیض -

پلاٹ بالکل ساده هے - ایک صحیح المذاق ' حق پسند ' اور مشرق دوست انگریز ایک مقدس مسلمان بزرگ سے ملتا هے اور اسلام کي تعلیمات و احکام کي نسبت گفتـگو هوتي هے - مقدس معلم اسلام کے دین الفطرة هونے ' اسکي بے تعصبي و مسامحت ' اُسکي علم پروري اور انسانیت خواهي ' اسلامي قانون ازدواج و طلاق وغیره پر مختلف صحبتوں میں لکچر دیتا هے اور حق پسند انگریز هر موقعه پر اعتراف کرتا هے -

اس ضمن میں داستان کي روح رواں " زهره " بهي پرورش پا رهي هے - یه ایک غیر معمولي جذبات و افکار کي هندوستاني لڑکي هے ' جسکو وه مقدس معلم اپني تعلیم و تربیت سے آراسته کر رها هے - وه بڑي هوتي هے اور مقدس معلم کے انتقال کے بعد ایک انگریزي اسکول میں داخل هو جاتي هے - وهاں کي تعلیم اُسکي قدیمي تعلیم سے ملکر اُسے ایک حیات تازه بخشتي هے -

نواب نوبت علي خاں ' انکي شادي اور ایک طوائف سے دلبستگي کي چند فصلیں درمیان میں شروع هوکر پهر زهره کے افسانے سے ملا دي گئي هیں -

جس طرح زهره کي سرگذشت کو اسلامي تعلیم کے درس و بیاں کا ذریعه بنایا تها ' اسي طرح نواب کے خاندان و واقعات کو هندوستاني رسم و رواج ' غیر تعلیم یافته ازواج کي نادانیوں ' اور هندوستاني طوائف کے جذبات و تعلقات کے بیان کا پیرایه قرار دیا هے - اخر میں نوبت علیخان زهره سے عقد کرنا چاهتے هیں مگر وه اپنے افکار عالیه میں ایک معصوم انهماک کے ساتهه " انساني زندگي کے علائق سے ملوث هوے بغیر ' عالـم جاوداني کي طرف کوچ کر دیتي هے -

افسوس که میں ان کتابوں کے بالاستیعاب دیکهنے کي مہلت نهیں رکهتا - ایک خاص اصرار کي بنا پر اسکے چند صفحات دیکھے - میں مترجم کو اس دلچسپ کتاب کي ترتیب پر مبارکباد دیتا هوں لیکن متمني هوں که دوسرے ایڈیشن میں نظر ثاني کرتے هوے چند امور کا خیال ضرور رکهیں -

عبارت میں یکساني اور مواقع و مناظر کا اقتضا ملحوظ رکهنا همیشه ضروري هے اور افسانه و قصص میں تو لازم و الزم ' لیکن زهره میں جابجا نشیب و فراز و شتر گربه پایا جاتا هے - نیز اشخاص افسانه کے حالات سے موزوں بهي نهیں - عام محاورات اور عامیانه الفاظ ایک مقام پر بهي هوں تو پوري کتاب کي وقعت ادبي پر اثر ڈالتے هیں - اگر مقصود تعلیم یافته خواتین کا مطالعه هے ' تو شادي جان طوائف سے ناظرین کي تقریب کراتے هوے یه بهولنا نه تها که اس صحبت میں خواتین بهي موجود هیں - کهانے کي میز پر ایـک لیڈي بهي موجود هو تو پوري صحبت اور گفتگو کا موضوع و پیرایه بدل جـاتا هے ' پهـر ایـک کتاب کو تو اپنے مخاطبات و ناظرات کا لحاظ رکهنا نهایت هي ضروري هے -

شادي جان کي زباني عشق و محبت کے جو بے پرده خیالات ظاهر کیے هیں ' شاید ابهي وه وقت نهیں آیا که مسلمان لڑکیوں کو سنائے جائیں -

ابوطالب شاه کي بیوي کا تذکره بهت هي سخیف الفاظ میں هے اور مذاق سلیم پر شاق گذرتا هے - شاه صاحب کو اگر افیوں کي عادت تهي تو ضرور نه تها که اسکي تاریخ بدء و نشوء اِن لفظوں میں بیان کي جاتي که :

" بد قسمتي سے اُنهیں کچهه شکایات دیرینه تهیں ' لهذا بیوي صاحبه نے خیال کیا که انکے لیے بهترین دوا افیوں هے "

ایک خاتون مطالعه کننده کو " شکایات دیرینه " کي تحقیق کي زحمت دینا اور اس اخلاق سوز کاوش میں ڈالنا کسي طرح مناسب نهیں -

پهر شادي جان طوائف کے طرف سے جس استقامت عشق و ثبات عهد ' و وفاے دل کو ظاهر کیا گیا هے ' وه بهي ان فتنه پروران حسن سے بهت بعید هے - چنانکه افتد و داني -

اگر خال خال اسکي مثالیں پائي بهي جائیں تو بهي اس کتاب کو که مقصود محاسن اخلاق و معاشرت هیں ' شادي جان سے اسقدر همدردي رکهنے اور پڑهنے والوں کے دلوں میں بهي اسکا عکس نمایاں کرنے کي کیا ضرورت تهي ؟

کتاب کي اصل تصنیف ریاست حیدرآباد دکن میں هوئي هے ' اسلیے ریاست کي مقامي تعریف و توصیف کو ایک دو فصلوں میں اس کثرت و غلو سے جگهه دي هے که پڑهنے والا جو اس سے کوئي خاص دلچسپي نهیں رکهتا ' بے اختیار گهبرا اُٹهتا هے ' مترجم کو چاهیے تها که اس حصے کو نکال دیتے ' یا کم از کم مختصر و گوارا کر دیتے :

مطبوعات جدیده

بزم فرید

ایڈیٹر نظام المشائخ دهلی ۱۰ آنه

حضرۃ خواجه فرید الدین گنج شکر کی ملفوظات حضرۃ خواجه نظام الدین دهلوي نے فارسي میں جمع کي تهي جس کا نام راحۃ القلوب هے - یه اسي کا اردو ترجمه هے - مرتبۂ مولوي محمد واحدي ایڈیٹر نظام المشائخ - ترجمه بهت صاف اور سلیس هے لکهاي چهپاي بهي بهت اچهي هے -

تذکرۂ بهادران اسلام

مولوي عبد الرحیم تاجر کتب مسجد چینیاں - لاهور ۲ - روپیه ۸ - آنه

صوفي کرم الهي صاحب ڈنگوي نے یه کتاب دو حصوں میں لکهي هے - مقصود یه هے که تاریخ اسلام کے مشهور فاتحین و ملوک اور ابطال و امجاد کے حالات اردو میں یک جا جمع کیے جائیں -

یه پهلا حصه هے - ضخامت ۵۲۰ صفحه کي هے - فهرست سے معلوم هوتا هے که تاریخ اسلام کے آغاز سے دولت عثمانیه کے موجوده عهد تک کے ناموران جنگ کو منتخب کیا هے اور الگ الگ عنوان سے انکے حالات لکهے هیں - وه تمام عنوانات جو فهرست میں هیں اگر شمار کیے جائیں تو دو تین سو سے کم نهونگے - اس سے معلوم هوتا هے که تقریباً تمام اسلامي حکومتوں کي فتوحات کے حالات لیے هیں اور اور هر عهد فرماں روائي کے ناموران جنگ کو چنا هے -

هر زبان میں تصنیفات کے مختلف مراتب هوتے هیں اور اردو میں بهي هونے چاهئیں - ایک ذخیره محققانه مصنفات کا هوتا هے جنکا لفظ لفظ نقد و نظر کي دعوت دیتا هے - دوسرا درجه عام تصنیفات کا هوتا هے جس سے صرف مفید اور ضروري معلومات کي فراهمي مقصود هوتي هے اور بس - عام مطالعه کیلیے لائٹ لٹریچر میں بهي تاریخ و علوم کو لینا چاهیے -

یه کتاب اسي قسم کي هے - تاریخي تحقیقات کے لحاظ سے نهیں دیکهنا چاهیے بلکه اس نظر سے که محض تفریح طبع کیلیے قصص و خرافات کا مطالعه کیا جاتا هے ' اسکي جگهه اپني تاریخ هي کي ایک مفید و دلچسپ داستان کیوں نه پڑهي جاے ؟ البته افسوس هے که کتاب کي عبارت شگفته نهیں اور یه اسلیے ضروري تها که کتاب کي اصلي حیثیت عام مطالعه کي هے ' نه که تاریخي تحقیقات و ترتیبات کي - پهر اگر عبارت بهي شگفته نهو تو اس سے کیا حاصل ؟

جهنم سے دوسرا خط

مولوي شرف الدین احمد خان صاحب - رامپور ۲ - آنه

خان بهادر سید اکبر حسین صاحب اله آبادي نے یه ریویو اشاعت کیلیے بهیجا هے :

یوروپ اور جهنم

ایک علم دوست اور شائق تحقیق یوروپین صاحب عالم خیال میں به حالت مرض یا تندرستي جهنم میں پهنچے اور وهاں بهت کچهه دیکها اور اپنے اعمال کي سزا کو پهنچے - انهوں نے چند خطوط میں تمام حالات لکهے هیں - بهت سي روایات مذهبي کي تصدیق کرتے هیں - نه صرف انکے ملک والوں نے بلکه انگلستان اور دوسرے یوروپین ملکوں نے بهي اس کتاب کا ترجمه اپني زبان میں کیا هے ' همارے لائق دوست منشي شرف الدین احمد صاحب ملازم سرشته تعلیم ریاست رام پور نے بهي تین خطوں کا ترجمه بهت خوبي اور صفائي سے کیا هے - ایسي حالت میں که مذهبي تعلیم کم هوگئی هے ' کون ایسا هے که ان خطوں کو دلچسپ یا مفید نه پاے - شاید چار آنوں سے زیاده قیمت نهیں هے -

رساله ذیا بطیس

حکیم غلام نبي صاحب زبدۃ الحکما لاهور : ۱ - روپیه

مرض ذیا بطیوس کي تحقیقات و تشخیص و علاج میں یه اردو رساله حکیم صاحب نے مرتب کیا هے - دیباچه میں طب و ڈاکٹري کي ۲۲ - کتابوں کي فهرست دي هے ' جن سے اسکی ترتیب میں مدد لي گئي هے - ایک دو نام سنسکرت کتابوں کے بهي هیں - اس سے معلوم هوتا هے که کتاب مستند مواد سے مرتب کرنے کي کوشش کي هے -

یه مرض مهلک و جا نستاں اکثر ایسي حالتوں میں هوتا هے که عرصے تک مریض کو اسکي طرف چنداں توجه نهیں هوتي اور بالآخر لا علاج صورت اختیار کرلیتا هے - همارے ملک میں صحیح معلومات کي طبي کتب بهت کم پڑهي جاتي هیں اور اردو میں لکهي بهي نهیں گئی هیں - حالانکه (بقول اسپنسر) اُن علوم و فنون کے مطالعۂ و انهماک سے ' جو زندگي اور صحت میں کام آتے هیں ' زیاده مقدم وه علوم هیں ' جن سے زندگی اور صحت حاصل هوتي هے -

تعلیم التسوید

مرتبۂ مولوي مسلم صاحب عظیم آبادي ۱۰ - آنه

تحریر و انشا کي ایسي کتابیں جو صحت مذاق کے ساتهه لکهي گئي هوں ' اردو میں بلکل نهیں هیں یا شاید ایک دو هیں مگر النادر کالمعدوم -

یه چهوٹا سا نیا رساله اس بارے میں کئي لحاظ سے غنیمت هے - اسکا مقصد یه هے که طلبه کو ابتدائي تعلیم کے بعد اردو مضمون نگاري و عام تحریر و تسوید کي تعلیم میں مدد دے - سب سے پہلے آداب تحریر کي سرخي سے لکها هے که کاغذ عمده هو ' سیاهي روشن ' حاشیه بکثرت چهوڑ دیا جاے ' بین السطور ایک سطر کي جگهه خالي رهے ' علامت وقف (پنکچویشن) کا خیال رکهو - هاے مخلوط و غیر مخلوط اور یاے معروف و مجهول کے امتیاز کو نه بهولو ' وغیره وغیره -

میں یه پڑهکر بهت خوش هوا - کتاب کا باقي حصه تو طلبا کیلیے چهوڑ دیا جاے مگر اتنا حصه کم از کم وه حضرات اهل قلم ضرور ملاحظه فرمالیں جو آجکل اخبارات و رسالوں میں مضامین لکهکر بهیجتے هیں یا طول طویل خط و کتابت کرتے هیں - سب سے زیاده اس تعلیم کا حق تخاطب انهي بزرگوں کو حاصل هے - وه نهیں جانتے که کاغذ و سیاهي ' اور فکر و توجه کا تهوڑا سا بهي بخل اُن غریبوں کے لیے کیسي اشد شدید مصیبت هوتا هے ' جنسے خط کے مفصل جواب مانگنے یا مضامین کي فوري اشاعت کا مطالبه کیا جاتا هے -

کتاب کا طرز تعلیم بهت اچها هے اور عبارت آجکل کے مذاق کے مطابق - البته زبان کي غلطیاں تهوڑي بهت هیں جو اهم نهیں - هر درجه کے لوگوں کے خطوط اور مختلف طرح کے مضامین کے ابتدائي نمونے بهي دیے هیں -

کتاب میں شادی بیاہ کے رسوم اور جاہل عورتوں کے اوہام و خرافات و اعمال سحریہ و باطلہ نہایت توضیح سے دکھلائے ہیں - ضرور تھا کہ اسکے ساتھہ یہ بھی ظاہر کردیا جاتا کہ اسلام ان تمام خرافات کا اعدا عدو دشمن اور انکو کسی حالت میں جائز نہیں رکھتا بلکہ ان چیزوں سے عقول و اذہان کو نجات دینے کیلیے آیا ھے - تا کہ پڑھنے والے پر مسلمانوں کے حالات سے اسلام کی تعلیم مشتبہ نہو جاتی جیسا کہ صدیوں سے ہو رہا ھے -

مصنفہ نے یہ کتاب انگریزی میں لکھی تھی جس سے مقصود یہی ہوگا کہ اہل انگلستان ہماری حالت کو زیادہ صحت سے سمجھیں - پھر کیا وہ انہیں ایک طرف اسلام کی خوبیوں پر حیدر شاہ کا لکچر سنانا چاہتی ہیں ' اور دوسری طرف ساچق اور چوتھی کی مشرکانہ وحیا سوز رسمیں اور شادی جان کا عمل حب ؟

بہر حال بہ حیثیت مجموعی کتاب کی دلچسپی اور اسکے نفع و فوائد میں کلام نہیں - انگریزی ناولوں کی طرح درمیان میں دو چار عمدہ چھپی ہوی ہاف ٹون تصویریں بھی دی گئی ہیں - بڑی بات یہ ھے کہ کتاب مجلد ھے اور سنہری حرفوں میں نام منقش - خدا کرے کہ اردو کتابیں اسی طرح فروخت کی جانے لگیں -

مترجم اعلان کرتے ہیں کہ اس کتاب کی تمام امدنی اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں دی دے جائگی - جزا ہم اللہ تعالی - میں بزور سفارش کرونگا کہ ہر شخص ایک ایک نسخہ اسکا ضرور خریدے کہ موجب ازدیاد معلومات و ذریعۂ سعادۃ و داخل اعانت خلافۃ اسلامیہ و مہاجرین مسلمین ھے -

کوکبہ مملوکی و ملوکی

سید معین الامام صاحب - ڈاک خانہ مراد پور - بانکی پور - ۱ - روپیہ

مرتبہ مولوی سید ضمیر الدین احمد صاحب رئیس پٹنہ -

ہندوستان کے عہد اسلامی کا عہد خلجی کئی حیثیتوں سے ایک عظیم الشان اور دلچسپ عہد فرمانروائی رہا ھے -

یہ شمالی فاتحین کے ترکتاز اور اسلامی فتوحات ہند کے ابتدائی اوراق تھے - دجلۂ و فرات کا تمدن ' جیحون و ہلمند سے ہوکر نیا نیا گنگا اور جمنا کے کنارے پہنچا تھا - مسلمانوں کے روز اقبال کی جو روشنی آریا ورت میں پھیلنے والی تھی ' اسکی ابھی صبح ختم نہ ہوئی تھی -

غور او غزنین کے نبرد آزما ہندوستان میں بس گئے تھے ' لیکن ابھی ہندوستان کی سحر کارانہ کشش سے مسحور نہیں ہوے تھے ' جس نے آگے چلکر اخلاق عرب و فارس کو رسم و رواج ہند کی آمیزش سے بالکل متغیر کردیا -

اس دور کا آغاز سلطان محمود بن سبکتگین کے حملوں سے شروع ہوتا ھے اور پھر عہد مملوکی و خلجی کے اواخر تک قائم رہتا ھے - یہ کتاب اسی عہد کی ایک تاریخی داستان ھے اور قطب الدین خلجی تک کے حالات نہایت سلیس اور شگفتہ عبارت میں ترتیب دیے ہیں -

اسلام نے حقیقی مساوات نوع بشر میں قائم کی - اگر دنیا کو رسم غلامی کی شکایت ھے کہ شریعت موسوی کی قائم کردہ بنیاد ' تمدن یونان و روم کی پرورش کردہ رسم ' اور (مسیح) کے پسند کردہ انسانی استرقاق کو مسلمانوں نے بالکل نیست و نابود نہیں کردیا ' تو اسمیں شک نہیں کہ ہمارا عمل ایسا ہی رہا ھے ' لیکن ساتھہ ہی ہماری تاریخ کا ایک اخلاقی معجزۂ وحید بھی دنیا کبھی نہ بھلا سکے گی - اگر ہم نے خاص خاص شرطوں کے ساتھہ اسیران جنگ کو غلام بنایا بھی تو اسطرح بنایا ' کہ انکو تخت حکومت پر چتر شاہی کے نیچے جگہ دی ' اور خود انکے آگے دست بستہ کھڑے رہے ! !

کان مملوکی فاضحی مالکی
ان ہذا من اعاجیب الزمن !

تاریخ اسلام کے مختلف حصوں میں غلام و مملوک تخت حکومت پر فرماں روا نظر آئیں گے - ایک دو غلام تو اکثر حکومتوں میں فرماں روائی تک پہنچے - (متنبی) کے بد قسمت ممدوح (کافور) کو کون نہیں جانتا ؟ مصر میں فاطمی خلافت در اصل چرکس غلاموں ہی کے ہاتھہ میں تھی جو ممالیک کے نام سے حکمرانی کرتے رہے ' تا انکہ سلطان سلیم عثمانی نے مصر فتح کیا -

اصل یہ ھے کہ اسلام نے جو روح حریت اپنے پیروؤں میں پھونک دی تھی ' وہ صرف انسانیۃ اور اسکے خصائل کو ڈہونڈھتی تھی - لوگ غلاموں کو رکھتے تھے مگر انہیں غلام نہیں سمجھتے تھے - باد شاہوں نے اپنے ولی عہدوں کی طرح انکو پرورش کیا اور جب کبھی کسی نے اپنے خصائل و فضائل کا ثبوت دیا تو اسپر ایک کامل حر کی طرح ترقی کی وہ تمام راہیں کشادہ ہوگئیں جو شہزادوں اور ارکان سلطنت کیلیے ہوسکتی تھیں -

یہ تو تاریخ کا عالم ھے - حسن و عشق کی دنیا میں آئیے تو ایک دلچسپ تذکرہ چھیڑ دوں - غلاموں ہی میں وہ ایاز بھی تھا نہ بندگی و مملوکی سے گذر کر آقائی و بندہ پروری تک پہنچ گیا تھا - اور دل کی غلامی کے آگے سلطنتوں کی غلامی ہیچ ھے !

دست مجنوں و دامن لیلی
روے محمود و خاک پاے ایاز

ہندوستان میں بھی ایک شاندار عہد حکومت غلاموں کا گذر چکا ھے - یہ کتاب اسی کی تاریخ ھے -

کتاب کی عبارت شگفتہ و رواں ھے - دربار اکبری کے طرز تحریر کی تقلید کی جا بجا کوشش کی ھے - البتہ یہ بات سمجھہ میں نہیں آتی کہ تمام کتاب کو محض ایک مسلسل سرگذشت کی صورت میں کیوں لکھا گیا ؟ پوری کتاب میں ابواب و فصول یا عہد و سنین کی کوی تقسیم نہیں - علاوہ اسکے کہ تاریخی تصنیفات کیلیے یہ طریق موزوں نہیں ' پڑھنے والے کو بھی اس سے اولجھن ہوتی ھے اور وہ ایک ایسی سڑک میں گھر جاتا ھے جو بغیر کسی موڑ کے میلوں چلی گئی ہو !

بريد فرنگ

جنگ بلقان کي سبک انجامي

يورپ کے مقصد وحيد کي نا کامي

گريفک کي تازه ترين اشاعت ميں مسٹر ليوسيون Lucien wolf لکهتے هيں :

" اب که ميدان جنگ کا افق آتشين اسلحه کے دهويں سے صاف هوگيا هے اور نتائج و عواقب نقشوں اور فهرستوں کي صورت ميں وضاحت و يقين کے ساتهه بيان کيے جا سکتے هيں ' هر دو جنگهاے بلقان کي بے حقيقتي از خود نظروں کے سامنے آ رهي هے -

جن مسائل کے حل کے واسطے يه دونوں جنگيں چهيڑي گئي تهيں ' وه بالکل حل نه هوے ' بلکه انکا نتيجه يه هوا که ان دروازوں کا کهلنا اب ايک پر خروش ترکنجي پر موقوف هوگيا - اصل يه هے که اگر ترک اپني آخري يوروپين کمينگاهوں تک هٹا بهي ديے جاتے ' جب بهي کچهه نه هوتا - نه تو بلقان کو ذره بهر آزادي و امن نصيب هوتا اور نه يورپ کو اپنے وساوس و خطرات سے نجات ملتي -

بيگ اينڈ بيگيج اسکول (گليڈسٹون اور اسکے اتباع و مقلدين) کے خواب بيک لفظ خواب پريشاں نکلے - مسئلهٔ مشرقيه جو هميشه سے يورپ کے ليے ايک جانکاه و دماغ سوز محور افکار رها هے ' آج پہلے سے بدتر حالت ميں هے - کيونکه اضطراب و بد امني کے اصلي عناصر يعنے بلقاني قوميں تو قوي سے قوي تر هوگئيں هيں مگر محافظ امن ' يعنے ترکوں کا کوئي ايسا جانشين پيدا نه هوا ' جو ايک چيره دست کار فرما هو - سچ يه هے که يورپ نے اپنے هاتهه سے اپنے اقتدار و احترام پر تيشه چلايا - اب رياستهاے بلقان که از فرق تا بقدم آهن پوش هيں ' خونريزي کے مواقع تازه اور انتقام و غارتگري کي نئي فصل کاٹنے کي فکر ميں مشغول هيں -

دونوں لڑائيوں کے مقاصد عين وقت پر صاف طور سے بيان کرديے گئے تهے -

پہلي جنگ کا مقصد مقدونيه کي آزادي و خود مختاري تها جيسا که اتحاد نامه سرويا و بلغاريا ميں لکها گيا تها ' اور دوسري جنگ کا مقصد بلقان ميں حفظ توازن ' جيسا که روماني اعلان جنگ ميں ظاهر کيا گيا -

مگران دونوں مقاصد ميں سے ايک بهي حاصل نه هوا -

آزادي کے بدلے مقدونيه کي گردن ميں غلامي کا ايک نيا طوق پڑا اور خود مختاري کے بجاے نهايت بے رحمي کے ساتهه اسکي قطع بريد کي گئي -

يه نام نهاد توازن اسطرح حاصل هوا هے که يونان کا رقبه قريباً دو گونه کر ديا گيا هے - سرويا کے رقبے ميں ۷۵ - فيصدي کا اضافه هوا هے اور بد بخت بلغار کو صرف ۱۰ في صدي ملا هے -

ان انتظامات سے اگر مصالحت بلقان کي وه دور انديشانه پاليسي پوري هوتي هو ' جو ترکوں کے ظالمانه حکومت و سياست کے سبق آموزيوں پر مبني تهي ' تو انکے خلاف ايک حرف بهي کہنے کو نه هونا چاهيے - مگر کيا کيجيے که ايسا نہيں هے - بلقانيوں کا بهي مقصد فتح سے امن نہيں بلکه وحشيانه قبضه هي هے جسطرح که سلاطين عثمانيه کا مقصد بيان کيا جاتا هے - اسکي تمام پراني برائياں برقرار رهگئي هيں بلکه اور بڑهگئي هيں -

جنوبي مقدونيه ميں ڈهائي لاکهه بلغاري اور ڈيڑه لاکهه يهودي و يوناني قتل هوے هيں - نئے سروي مقبوضات ميں ايک روسي ليڈر ايم ميليوف کے تخمينه کے بموجب ' ۴۰ - هزار سروي اور انکے مقابله ميں ۴ - لاکهه ۷۷ - هزار بلغاري هيں - مغربي مقبوضات سرويا ميں ۴ - لاکهه يهودي بلغراد کي اجنبي حکومت کے رحم کے حوالے کيے گئے -

ديبرجا ميں جهاں ۷ - هزار ٥ - سو روماني هيں ' ۳ - لاکهه ترک اور بلغاري شاه کيرل کي رعايا بنائے گئے -

جبل اسود کي سرحد کو ليجيے تو وهاں بهي يهي حالت هے - دول يورپ الباني ماليسوريوں کو اس سياه پهاڑ کي مکروه و مبغوض حکومت کي طرف منتقل کر رهي هيں -

يه امر نهايت درد ناک هے که قوموں کي يه بے ترتيبي جسکے ليے جوع الارض کے علاوه اور کوئي عذر صحيح نہيں ' مذهبي تعصب اور گرجوں کي رقابت ميں الجهي هوئي هے - اور اگر دول عظمى نے مقامي بلغاريوں کي حفاظت نه کي يا وه روده نه چلے گئے ' تو انکو ايم پاسچش (M. Paschitch) کي اس اسکيم کے خلاف جانکاه جد و جهد کرنا پڑيگي ' جسکا مقصد يه هے که کسي نه کسي طرح اغيار کو اپنے اندر جذب کرليا جائے - يقيناً يهي هوگا که اس سے بلغاريا کے ليے يونانيوں سے انتقام لينے کي تحريک پيدا هوگي -

سالونيکا ' ديبرجا ' اور جنوبي مقدونيه کے يهودي کسقدر کس مپرسي اور خوف و هراس کے عالم ميں هونگے !

يه خلش غير معقول خيال کا موضوع فکر نہيں هے بلکه ظاهر حقيقت هے -

يهاں تک تو اس حيثيت سے بحث تهي که اب که ترک نکالے جا چکے هيں ' امن بلقان کي کيا حالت هے ؟ مگر اسکے بعد يه سوال هے که خود امن يورپ کے ساتهه اسکي کيا حالت هے ؟

يهاں بهي رهي حالت هے ' يعنے بد سے بدتر -

فتوحات بلقاني کا پہلا اثر يه تها که اس نے دول يورپ کے توازن قوى کو درهم برهم کرکے دول عظمى ميں ترقي اسلحه کي ايک خوفناک تحريک پيدا کردي - آخري ترقيوں نے بين القومي ميدان ميں چند اور سنگين پيچيدگياں بهي پيدا کرديں - اتحاد ثلاثي کو زير و زبر کيا ' جرمني کو آسٹريا سے ' آسٹريا کو رومانيا سے ' جرمني کو اطاليه سے ' اور اطاليا کو آسٹريا سے ' فرانس کو اطاليا سے ' اور آسٹريا کو روس سے ملا ديا - اس پر مستزاد يه هے که اس جنگ سے ايشيائي ترکي ميں بلقان کے پرانے مسائل مقامي بيچيني اور قومي رقابت ' دونوں شکلوں ميں دوباره رونما هونيکي دهمکي دے رهے هيں - يه مسائل برطاني شاهنشاهي کے اهم ترين مصالح سے نهايت قريب کا تعلق رکهتے هيں - يقيناً همکو وه روز بد ديکهنا پڑيگا جبکه يه جنگ يورپ کے ليے ايک حقيقي مصيبت ثابت هوگي -

جبـــل اسود بعـــد از جنـــگ

موازنه خسائر و فوائد

یاس و اندوه شدید - خاندان شاهي سے بیزاري - عام قحط المال و الرجال

ایک سیاح جو کیترو سے جبلي سرحد کو جانے والے راستے سے آتا هے اور اس دو ساله جنگ کے بعد پهلي دفعه اس سیاه پهاڑ میں داخل هوتا هے ' اسے اس امر کے محسوس کرنے میں زیاده دیر نهیں لگتي که یهاں کي تمام چیزوں میں ایک انقلاب عظیم هوگیا هے -

شاید اس تغیر و انقلاب میں ایک حصه ان جبلي مهاجرین کا بهي هے جو امریکه سے وطن واپس آئے هیں - کیونکه نیم تهذیب و مدین یهاں رینگنے لگي هے - کچهه هو' بهرحال جدید (ماڈرن) بننے کي خواهش تو یهاں یقیناً پیدا هوگئي هے -

چنانچه اب وه ڈهیلي ڈهالي اور بهاري بهرکم قومي پوشاک جو پهلے هر جبلي پهنتا تها' متروک هو رهي هے اور اسکي جگه وه نئي چست اور هلکي پهلکي پوشاک استعمال کیجاتي هے جو امریکه سے لائي جاتي هے یا خود ستنجي هي میں خرید لیجاتي هے - طلائي کارچوبي کام کي مغرق صدریوں کي جمال آرائیاں اب فوج میں متروک الاستعمال خاکي جاکٹوں اور ان یوروپین اور کوٹوں کي وجه سے درهم برهم هو رهي هیں' جو کهنگي و دیرینه سالي کي وجه سے بالکل ردي هوگئے هیں -

جبلیین میں انقلاب کا رخ صرف یهي ایک نهیں - پهلے شاه نکولس کي هر رعیت کا سر اس نشهٔ غرور سے سرشار هوتا تها که وه اس ملک کا رهنے والا هے جس نے همیشه کارزار میں داد جنگ آرائي دي هے - مگر اب اس غرور کے بدلے چهروں پر مایوسي و افسرده دلي کا دهواں اڑتا هے اور ملک کي هر چیز سے اضطراب و آشفته خاطري ٹپکرهي هے - مثل سابق اب بهي لوگ دارالسلطنت کي سڑکوں سے آتے جاتے هیں' اور ان کثیر التعداد قهوه خانوں میں' جنکي کهڑکیاں سڑک کي طرف کهلتي هیں' سگریٹ کے کش اور شراب ناب کے جرعے اڑاتے هیں' مگر ماضي و حال میں ایک عظیم الشان فرق هوگیا هے - انکي زبانوں پر اپنے وطن کي شاندار تاریخ اور کامیاب جنگ کي امیدوں کا زمزمه اب نهیں رها - غالباً وه اپنے دل میں اس معرکه آرائي کے نقصانات اور فوائد کے موازنه میں مشغول رهتے هیں جنکے متعلق هر شخص جانتا هے که کامیابي سے کوسوں دور رهي هے !

یه صحیح هے که اس جنگ کي وجه سے جبل اسود کي آبادي اور رقبه قریباً دو چند هو گیا هوگا مگر اسکي ۳۰ - هزار مجموعي جنگي طاقت میں سے مقتول و مجروح' دونوں ملا کے ۱۰ - هزار آدمي ضائع بهي هو گئے ! پهر اگرچه جبلي شجاع تهے اور اب بهي هیں مگر ایک لائق جنگي قوم کي حیثیت سے تو انکا اقتدار اب نهیں رها -

اقتصادي نقطه نظر سے بهي حالت کچهه کم خراب نهیں - جنگ نے ملک کو جس درجه پر پهنچا دیا هے وه دیوالے سے بهت هي قریب هے - دول نے ۳ - کرور فرنک کا جو وعده کیا هے - اگر اسکے ایفا کي راه کے پتهر نه هٹائے گئے تو ریاست کي خود مختارانه هستي قریباً نا ممکن هو جائیگي -

لیکن اسوقت جبل اسود میں لوگوں کو جس سوال سے عالمگیر دلچسپي هے وه یه هے که جنگ کا اثر شاه نکولس اور اسکے خاندان پر کیا هوگا ؟ اور کیا سرویا سے اتحاد ممکن هے ؟

اگرچه عرصه سے ایک جماعت ایسي موجود هے جو شاهي حکومت کو بهت مستبد خیال کرتي هے مگر میں پهلے جب کبهي ستنجي آیا تو کسي کو شاه نکولس اور اسکے خاندان کي پالیسي پر علانیه تنقید کرتے هوے نهیں سنا' مگر اب حالت بالکل دگرگوں هوگئي هے اور اسکے اسباب ظاهر هیں' تمام ملک اس غلطي کو محسوس کر رها هے که یه سالها سال کي طلائي فرصت ضائع کي گئي حالانکه اس جنگ کے لیے کامل طیاري کرني تهي جو هر جبلي کي زندگي کا مقصد اور اسکي آرزؤں کا مرکز تهي - بالفاظ دیگر آج هر شخص کي نظر میں وه سر حکومت مبغوض هوگیا هے جو ایک ایسي فوج لیکے میدان جنگ میں اتر پڑا' جسکے پاس کافي افسر نه تهے' محکمه کمسٹریٹ بالکل نه تها' طبي انتظامات عملاً نابود تهے' اسکے علاوه هر شخص یه بهي محسوس کر رها هے که خود جنگ کا طرز عمل بهي طمانیت بخشي سے دور رها -

اس اضاعت فرصت کے اسباب لوگ مختلف بیان کرتے هیں - بعض اس امر پر زور دیتے هیں که اس نقشهٔ عمل کے نه اختیار کرنے کي وجه یه تهي که شاه نکولس اپني فوج کي نا قابلیت سے واقف تها - بعض یه کهتے هیں که ولیعهد نے یه حکم دے دیا تها که جس فوج میں وه خود موجود نه هو' وه کسي حالت میں بهي شمالي البانیا کا دار السلطنت تسخیر نه کرے !

اثناء جنگ میں ولیعهد کے طرز عمل سے لوگ سخت بیزار رهے هیں - خود بدولت کبهي فوج کے ساتهه هوتے تهے کبهي ستینجي میں جلوه افروز' اور کبهي دریاے ریویریا پر نظاره فرماے آب رواں' مجملاً یه که شاهي خاندان کے اعضاء جو کچهه تهوڑا بهت اقتدار رکهتے تهے' شهزاده پیٹر (شاه نکولس کے سب سے چهوٹے لڑکے) کے علاوه اور سب وه بهي کهو بیٹهے -

موجوده جنگوں نے سروي تخت پر شاه پیٹر کے قدم جس قدر جما دیے هیں' اسیقدر شاه نکولس کا قبضه اپنے "بچوں" پر (آغاز میں شاه نکولس نے اپني رعایا کو اپنے بچوں کا خطاب دیا تها) کمزور کردیا هے - اسکي وجه یه هے که دونوں فوجیں کئي بار باهم ملیں - اور جبلي سرویوں سے متاثر هوے - آج سروي شاهي خاندان کي شهرت جبل اسود میں گفتگو کا ایک عام موضوع هے -

یه واقعه که بلغاریا کے خلاف دوسري جنگ میں سرویوں نے کپڑوں' سامان جنگ' اور غذا سے جبلي فوج کي خوب مدد کي ایک ایسے ملک کے باشندوں پر اثر کیے بغیر نه رها' جهاں ضروریات زندگي قریباً ناپید تهیں - (مراسله نگار ٹائمس - یکم نومبر)

المسئلة والمناظرة

لا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم !!

اتفاق کي ضرورت

اهل تسنن و تشيع ميں

(از مولوي خادم حسين صاحب بهيروي)

عنوان مندرجۂ صدر کے متعلق ایک مفصل تحریر شیخ فدا حسین صاحب معلم دینیات مدرسة العلوم علیگدہ کي طرف سے الهلال مورخه ۳ سنمبر سنه ۱۹۱۳ میں معزز ناظرین ملاحظه فرما چکے هیں - شیخ صاحب موصوف نے بہلے بنیاد اختلاف مسئله خلافت کو قرار دیا هے - آگے چلکر شیعه بهائیوں کو تلقین کي هے که خلافت کے متعلق بحث و مباحثه ترک کردیں بلکه خلفاء راشدین کو تبرا سے بهي مستثني رکها جائے' کیونکه تبرے کے مستحق در اصل نبي امیه هیں - پهر سنیوں کو هدایت کي هے که چونکه شیعه آپ کے اسلاف کے هاتهوں تختۂ مشق ستم بنے رهے' اور اُن کو آیندہ کے لیے بهي اندیشه هے که موجودہ آزادي برٹش انڈیا کے زیر سایۂ حاصل هے - انقلاب زمانه سے اگر پهر آپ برسر اقتدار هو جائیں تو مبادا یه بهي هم سے چهیني جاے اور هم بدستور اسیر پنجه ظلم و ستم هو جائیں - اسي واسطے وہ آپ صاحبان سے اتفاق کرنے کي جرات نہیں کرسکتے - اور یه که اتحاد یوں هو سکتا هے که خلفاے راشدین کے سوا باقي جس کسي سے شیعه ناراض هوں اور اُس پر تبرا کہیں' انکو معذور رکها جاے' بلکه تبرے میں شیعوں کا ساتهه دیا جاے - اور علاوہ ازیں عشرہ محرم میں تعزیه داري امام حسین علیه السلام میں هندو بهی شریک هوتے هیں' پس سني تو ضرور هي شامل هوا کریں "

آخر میں لکها هے که سني صاحبان ناصبیوں کو اپنے میں سے جدا کردیں - و غیرہ وغیرہ ملخصاً -

قبل اس کے که اصل مطالب کے متعلق کچهه لکها جاے چند جملے تمهیداً عرض کیے جاتے هیں !

(۱) اتفاق دو قسم پر مبني هے - ایک دیني اتفاق' دوسرا ملي - پهر دیني اتفاق کي بهي دو صورتیں هیں - ایک اصولي' دوسرا فروعي -

(۲) دیني اتفاق میں سے اصولي اتفاق اگرچه عملاً براے نام هے' تا هم اعتقاداً خدا کے فضل سے فریقین میں موجود هے - دوسرا فروعي اتفاق هے سو وہ عسیر التحصول معلوم هوتا هے - کیونکه صدر اسلام سے لیکر آجتک نه صرف سنیوں هي کے اندر' بلکه شیعوں کے هاں بهي ناممکن الحصول رها هے - با وجود علماء فریقین کي جانفشان مساعي جمیله کے یه سیلاب ابتک نه رک سکا - اور نه آیندہ رکنے کي بظاهر اُمید لگائي جاسکتي هے' لیکن اس اختلاف کا نتیجه افتراق ملت و شق عصاے امت تک پهنچتا هوا دیکهکر ضرور رونا آتا هے -

(۳) اب رها ملي و سیاسي اتفاق' سو امکي تمام مسلمانوں کو خواہ وہ کسي فرقه کے هوں' بغرض حفاظت بیضه شریعت و بپاس ناموس شعائر الله هر وقت ضرورت هے - کیا هي اچها هو اگر هم فروعي اختلافات کو اسي حد تک محدود رکهیں که بوقت ضرورت وہ همارے عالمگیر اتحاد میں سد راہ نه هوں -

(۴) ابهي زیادہ عرصه نہیں گذرا که تبریز و مشهد مقدس کے واقعات حسرت آیات پر مجتهدان نجف اشرف و کربلاے معلی کي طرف سے ایک فرمان واجب الاذعان شیعه و سني کے اتفاق کي تاکید پر شائع هوچکا هے - مگر کوئي بتلائے که ان فرامین کي تعمیل کہاں تک هوئي اور متخاصمین نے اپنے طرز عمل میں کیا تبدیلي دکهلائي ؟

اب شیخ صاحب موصوف کي طرف سے اپیل شائع هوئي هے که فریقین آپسمیں صلح کا هاتهه بڑهائیں اور سابقه طرز عمل کو بهول جائیں -

چونکه صلح "بحکم و الصلح خیر" ایک طرح سے خاصۂ مسلماني و شان ایمان هے' اس لیے نفس مصالحت میں تو هم کو کچهه تامل نہیں - البته شرائط صلح مجوزہ میں کسي قدر کلام هے -

بہر حال شیخ صاحب نے جہاں تک حسن نیت سے کام لیا هے' هم انکي دعوت کو بنظر استحسان دیکهتے هیں اور بلا خوف لومه لائم جس قابل تعریف دلیري سے انهوں نے خلفاء راشدین کے معاملات و حالات کو حواله بخدا کرنے اور اُن کے طرز عمل کو شیعوں کے لیے قابل تقلید جتلا نے اور بعض اتهامات سے انکو بري الذمه قرار دیتے هوے اپنے هم مشربوں کو حسن ظن رکهنے کي تلقین فرمائي هے' اُس کا شکریه ادا کرتے هیں - خدا کرے که اُن کے هم مشرب تعمیل ارشاد میں اهلسنت کا یا کم ازکم شیخ صاحب کا هي اطمینان کرادیں -

اس کے بعد اُن بعض مطالب پر روشني ڈالي جاتي هے جن کا شیخ صاحب نے اپنے مشرح مضمون میں ذکر فرمایا هے - و بالله التوفیق :

(۱) مسئله خلافت یعنے امام معصوم یا غیر معصوم اور انتخاب امام منجانب الله یا من جانب رعیت هونے اور عقیدۂ امامت معصوم کے امامیه کے هاں داخل اصول دین هونے کے متعلق -

شیخ صاحب نے مسئله خلافت کو بنیاد اختلاف ظاهر کیا هے - بے شک بناے اختلاف یهي مسئله هے - مگر نیت بخیر هو تو اسمیں بهي اتفاق رائے ممکن هے - جیسے صدر اسلام اور ازمنۂ ما بعد کے بزرگوں سے ثابت هے - ملاحظ هوں شواهد ذیل :-

(۱) زیدیه کے هاں امام کے لیے عصمت کي شرط نہیں - اور خود اثناعشریوں میں بهی بعض رواۃ و مشایخ احادیث عصمت ائمه کے قایل نه تهے - بلکه انکو علماے نیکو کار جانتے تهے - باوجود اس کے ائمه کرام انکو عادل ظاهر کرتے تهے -

(دیکهو کتاب حق الیقین فصل ۱۹ - مقصد دوم از ملا باقر مجلسي -)

(۲) تبریه' سلیمانیه' اور صالحیه فرقے زیدیه کے' امامت شیخین رضی الله عنهما کے قائل هیں - تبریه اور جارودیه کي نسبت بحوالہ مجمع البحرین لکها هے که وہ جناب علي علیه السلام کے حق میں امامت بالنص کے قائل نہیں اور فاضل پر مفضول کو ترجیح دینا جائز جانتے هیں - (توضیح المقال في علم الرجال مطبوعه ایران : ۴۴)

(۳) جناب علي علیه السلام کا ارشاد قول فیصل هے که شوري کا حق مهاجرین و انصار کو حاصل هے - اگر وہ کسي شخص پر اجماع کرکے اُس کو امام سے موسوم کردیں تو یه خدا کے نزدیک بهی پسندیدہ هے - (نهج البلاغه جلد ۲ - ۷)

تــــركي اور انگـلستان

نیر ایست کي ۲۴ - اکتوبر کي اشاعت میں ترکي اور انگلستان کے مسئلہ پر ایک انگریز خاتون کی مراسلۃ شائع هوي هے - وہ لکھتي هے :

" جناب من !

جنگ بلقان میں آپکے رسالے کي جو روش رهي' اسکے لیے آپ ان تمام لوگوں کے شکریہ کے مستحق هیں جو انگریزي شہرت کي قدر کرتے هیں -

ترکوں کے هاتھوں جن مظالم کے هونے کا دعوي کیا جاتا هے' اب وہ یقیناً ایک ایسا مغالطہ هے' جس کي حقیقت سے پردہ اتھچکا هے - سر مارک سکس' مستر مار ما دیوک پکتھل' اونریبل آوبرے ایم - پي - پیر لوتي' وغیرہ' نیز وہ مشہور ارباب قلم جو اس ملک کي اور ترکوں' کي دونوں کي حالت سے خوب واقف هیں' دنیا کو علي الاعلان بتا چکے هیں کہ ترک جتنے ظالم هیں اس سے کہیں زیادہ مظلوم هیں -

ترکوں کو ان فتنہ پردازوں کي وجہ سے کبھي امن و اطمینان نصیب نہ هوا' جو اپنے ناپاک مقاصد کیلیے منازعات و مناقشات کے پیدا کرنے میں همیشہ سرگرم رهتے هیں -

مگر اب کیا حالت هے؟ یہ کہ ترکي حکومت کے رخصت هوتے هي ان جنگجو قوموں نے باهم ایک برباد کن جنگ شروع کردي اور مقدونیہ اور تھریس پر اسقدر مظالم کیے کہ وهاں کے باشندے آج سلطاني حمایت کي التجا کر رهے هیں - دنیا میں برطانیہ هي ایسي سلطنت نہیں جو اپنے گھر کو اپنا قلعہ سمجھتي هے - ترکي کو بھي اس بات کا حق هے کہ وہ اپنے ان ممالک پر قبضہ باقي رکھے جہاں تمام باشندوں کو پوري آزادي دیجاتي هے - سالہا سال هوے جب ترکي توسیع ملک کے لیے نئي زمینیں تلاش کرتي تھي - پھر اب کیا سبب هے کہ دنیا کي دو بڑي اسلامي سلطنتوں یعنے ترکي اور انگلستان (؟) میں اسدرجہ بیگانگي هے؟ هاں یہ اثر هے ان تنخواہ دار طرفداران روس و انجمن بلقان کا' جو اسي خدمت پر معمور تھے -

یہ واقعہ آساني سے یاد آسکتا هے کہ آغاز جنگ سے پہلے قریبا جولائي سنہ ۱۹۱۲ ع میں روسي وزیر خارجیہ سر ایڈورڈ گرے سے ملنے انگلستان آیا تھا - اتنا هم خود سمجھ سکتے هیں کہ ضرور اسوقت مشرق ادنی کے تمام مسائل پر پوري بحث هوئي هوگي - اسکے بعد یہ امر بالکل صاف هے کہ برطانیہ بھي اس فریب میں شریک تھي جو ترکي کو ستمبر سنہ ۱۲ ع میں اسوقت دیا گیا تھا جبکہ اسکي ایک لاکھ بیس هزار فوج تھریس میں نمایشي جنگ کر رهي تھي :

اتحاد یورپ نے ترکي کو اطلاع دي کہ چونکہ اسکي همسایہ سلطنتوں میں سے کسي کا بھي یہ ارادہ نہیں کہ وہ ترکي پر حملہ کرے' اسلیے اس نمایشي جنگ کي یہ تعبیر کیجا سکیگي کہ ترکي بلغاریا پر حملہ کرنے کي فکر میں هے - اور کامل پھر دو چند بیحیائي و بے ایماني کے ساتھ اسکو مشورہ دیا گیا کہ اس اجتماع کو توڑ دے -

ترکي نے یورپ کے کہنے پر اعتماد کیا - حالانکہ وہ اس اعتماد کا خمیازہ بارها کھینچ چکي تھي - اس نے فوجي جمیعت منتشر کردي اور سپاهیوں کو سلطنت کے دور دراز حصوں میں بھیج دیا -

مشکل سے سپاهي گھر پہنچے هونگے کہ بلغاریا نے جنگ کا اعلان کردیا اور یہ خونخوار درندے ترکي ممالک کو تاراج کرنے لگے -

یہ امر بالکل بعید از فہم هے کہ انگریزي مدبروں کو روسي پالیسي کي هدایات کي پیروي کي اجازت دیجائے - کون روس؟ وہ جو فن لینڈ' پولینڈ' اور خود اپني غیر مسیحي رعایا پر ستمران هے -

ایران' ترکي' اور چین کے معاملات میں روس کي همارے ساتھ شرکت همارے لیے سخت مضرت رساں ثابت هوئي هے - یہ پالیسي خود غرضي اور تنگ نظري کي پالیسي هے جس پر هر حقیقي آزاد خیال انگریز متاسف و متحسر هوگا -

یورپ کي آج جو حالت هے' روس اسکا بالکل پر تو هے - روس امن و صلح کي راہ میں ایک سنگ گراں هے -

یہ انگلستان نہیں بلکہ روس هے' جسکے لیے جرمني فوجي تیاریاں کر رها هے -

مجھے امید هے کہ وہ دن دور نہیں جب جرمني اور انگلستان جنکي علي العموم یہ حالت هے' باهم نہایت پختہ حلیف و همساز هونگے - اگر اس اتحاد کي اهمیت کو ڈپلومیٹ نہیں سمجھتے تو نہ سمجھیں' اور لوگ خوب سمجھتے هیں - مجھے جرمني اور اسکے صلح جو حکام پر پورا اعتماد هے -

مراکش' جو اپنے ساحلي خط کي وجہ سے بحر اسود کا بحري مرکز بن سکتا هے - اور مور (عرب اندلس) اگر یہ دونوں چیزیں هم نے فرانس کو ایک خیالي شے یعني " مصر میں آزاد هاتھہ " اور مفاهمت دلي (Entente cordiale) کے بدلے میں نہ دیدي هوتیں' تو مجھے یقین هے کہ آج همیں افسوس نہ کرنا پڑتا -

یہ " خیال " گو بجاے خود عمدہ تھا مگر ان اعلی فوائد کي قرباني کے قابل نہ تھا جو برطانیہ کو مراکش میں حاصل تھے -

راقم مارگریت روابنسن -

" مصالحة " مسئله اسلاميه کانپور

از جناب مولانا محمد رشيد صاحب مدرس مدرسه عاليه کلکته

(۲)

مولانا المحترم ! الهلال نمبر ۱۸ ميں بندہ نے اپنا مضمون مطبوعه ديکها - اس ناچيز مضمون کو ايسے معزز مجله ميں جگه دينے پر آپ کي خدمت ميں دلي تشکر پيش هے -

ميںنے اسي مضمون کو کسيقدر تغير سے اخبار زميندار و همدرد جيسے آزاد اور مدعيان حريت کيخدمت ميں بهيجکر اونکے انصاف اور آزادي سے اپيل کي تهي که اوسکو درج اخبار فرما ويں ليکن ميري درخواست نا منظور هوي اور لطف يه که مجکو نامنظوري کي اطلاع دينا بهي مناسب نه سمجها گيا - جب مدعيان حريت نے اوسکو قابل توجه نه سمجها تو مجهے بد گماني هوي که الهلال بهي اسپر توجه نه فرمائيگا ' ليکن " ان بعض الظن اثم " تجربة نے اوسکے خلاف ثابت کيا : و ليس الخبر کالمعاينه - بهر حال اگر اوس مضمون کے درج کرنيکو الهلال کي حق گوئي کے ليے معيار قرار ديا تها ' تو مجکو پہلے پہل تجربه هونے کي وجه سے اميد هے که آپ نه صرف معذور رکهيں گے بلکه ميري اس جرات کو معاف فرمائيں گے -

جناب والا نے ميرے ناچيز مضمون پر جو ريمارکس لکھے ميںنے اونکو غور سے پڑها هے ' اونکی نسبت بهی چند الفاظ لکهنے کي جرات کرتا هوں -

(۱) ۳ - اگست کو جسدن حادثۂ فاجعۂ کانپور پيش آيا ' اوسکے دوسرے روز هز آنر کانپور پونہچے - تمام مسلمان سخت سراسيمه هو رهے تهے - اوسوقت ميرا اور چند ديگر حضرات کا خيال هوا که مسلمانان کانپور کا ايک ڈيپوٹيشن هز آنر سے ملکر يهاں کے حالات بيان کرے تا که کسي طرح سکون هو - مگر اسميں کاميابي بعض وجوه سے نه هوسکي - بهر حال اس کے ليے ايک معزز مسلمان جو مينوسپل کمشنر بهي هيں' بلاے گئے - انهوں نے اثناے گفتگو ميں بيان کيا که مينو سپل کي طرف سے يه تجويز پيش کي گئي تهي که دالان کے نيچے کے حصه پر گذرگاه رهے اور بالائي حصه شامل مسجد' ليکن متوليان مسجد و ديگر مسلمانوں نے اسکو منظور نهيں کيا - ايک معزز مسلمان مينو سپل کمشنر کے کهنے کی تغليط مشکل هے - اس سے صاف معلوم هوتا هے که پہلے موجوده حالت پيش کي گئي تهي جسکو مسلمانوں نے نا منظور کيا - مهينه کی تعين البته اونهوں نے نهيں کی تهی - اسکو بعض ديگر ذرائع سے ميںنے دريافت کيا هے - اخبار زميندار کے کسی پرچے ميں بهی ايسے الفاظ درج هيں جنسے ميرے اس مضمون کی تائيد هوتی هے - اسوقت فائل ميں سے نکال کر اوسکا حواله دينا ذرا وقت طلب هے - اگر قراء کرام کا اصرار هو تو اسکو نکالا جاسکتا هے -

(۲) هز هائنس نواب صاحب رامپور کے جلسه کا کوئي پروگرام شائع نهيں هوا جس سے کها جاسکتا که اصل مقصود کيا تها ؟ اونکے افتتاحي اڈريس کے متعلق البته بعض جملے اخباروں ميں چهپے هيں ليکن پورا اندازه لگانا دشوار هے - غالباً جناب کا خيال صحيح هو گا ليکن اخبار زميندار اور همدرد نے سب سے بڑا اعتراض اوسپر اخفا کا کيا تها نيز يه که پبلک کو اوسکي اطلاع نهيں ديگئي اور نه مسلمه ليڈر اوس ميں طلب کيے گئے ' نه اوسکا کوئي پروگرام شائع هوا -

(۳) جناب والا کي نسبت ميںنے کهيں نهيں لکها که " آپ کو مطلق خبر نهيں تهي " ميرے الفاظ يه هيں : " آخري فيصله کي کچهه خبر اونکو بهي نهيں کيگئي " اور اپ نے نهايت وضاحت ' سچائي ' اور حق گوئي سے اسکو نه صرف مان ليا هے بلکه اسکے متعلق نهايت مفيد تشريح سے بهي کام ليا هے -

(۴) اڈيٹر صاحب زميندار کو اگر اطلاع تهي اور اونهوں نے اسکو پسند کر ليا تها تو سخت تعجب هے که اعلان مصالحت کے قبل تک وه اپنے پيش کرده شرائط کيوں اس سے علحده لکهتے رهے ؟ ناظرين ! مجهے معاف رکهيے اگر ميں يه کهوں که اخبار (زميندار) بهي ايک عجيب اخبار هے جو عوام کے مذاق کے مطابق هونيکے سبب سے بهت کثير الاشاعت هے ليکن اوسکي کوئي مستقل پاليسی نهيں - اگر کسيکو مستقل پاليسی قرار ديا جاسکتا هے تو وه پرانے ليڈروں کو گالياں دينا هے جس سے شايد هی اسکا کوئي نمبر خالی هوتا هو - وه پہلے نهايت سختي سے جو شرائط صلح پيش کرتا رها هے' اونميں سب سے اهم مسجد کو بعينه اصلی حالت پر لوٹا دينا قرار ديتا هے ' پهر اس مصالحت پر بے حد خوشی ظاهر کرتا هے' مٹهاياں بانٹتا هے' پهر گهبرا کر مسجد کے فيصله کو علما کے حواله کرتا هے' آخر ميں خود مجتهد بنکر هز ايکسلنسي کے وعدۂ عطيه شاهانه اور زمين کے نکل جانے پر لکهتا هے :

" هم تهوڑا کهو کر بهت زياده حاصل کرينگے " (زميندار ۲۳ - ذيقعده)

اور کچهه عجب نهيں که عنقريب ارباب حق کے کشف حقيقت اور پبلک کي بے چيني کو ديکهکر پهر اپني تمام سابقه رايوں کو يه کهکر واپس لے لے که " اگر لوگ اس فيصلے سے خوش نهيں هيں تو خير هم بهي خوش نهيں ! ! "

اگر اس فاضل اڈيٹر کے اجتهاد پر پہلے سے حضرات کانپور عمل کرتے تو ۳ - اگست کا نا گوار واقعه پيش هي نه آيا ' کيونکه پہلے هي معقول معاوضه نقدي اور زمين کی صورت ميں مسلمانوں کيخدمت ميں پيش کيا گيا تها - جسکو اونهوں نے اپنی بد قسمتی سے نامنظور کيا -

(۵) جن حضرات کانپور کے نام آپ نے درج فرما کر تحرير کيا هے که اونکو واقعات معلوم تهے ' اگر يه صحيح هے تو اون لوگونکي غلط بياني پر تعجب هے - انميں سے بعض بعض حضرات کي نسبت مجهه ذاتي واقفيت هے که جب اون سے استفسار کيا گيا تو اونهوں نے قطعي لا علمي ظاهر کي - پهر آنريبل سيد رضا علي نے مراد آباد

(مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ هو شرح ابن میسم بحراني جزو ۳۱)

(۴) خلافت فروع دین هے - جناب علي علیه السلام ایک خطبه میں ابتداء خلافت ابوبکر صدیق رضي الله عنه کا ذکر کرتے هوے فرماتے هیں که لوگ مرتد هو رهے تھے - اسواسطے هم نے اسلام کے برباد هو جانے کے اندیشه سے اپني خلافت کے لیے کوشش نه کي - کیونکه اُس وقت ایسا کرنے سے هم کو چند روزه سرداري کے مقابله میں ایک بڑي مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا - اسکي شرح میں فاضل ابن میثم فرماتے هیں :

فیکون المصیبة علیه في هدم اصل الدین اعظم من فوت الولایة القصیرة الامد التي غایتها اصلاح فروع الدین ومتمماته الخ (ابن میثم جزو ۳۰)	پس اُن کیلیئے (جناب علي) کیلیے اصل دین کے گر جانے میں زیاده تر مصیبت تھي به نسبت چند روزه سرداري کے جسکي غایت فروع دین کي اصلاح اور اسکا تتمه هے نه که اصل دین -

اسي خطبه پر علامه ابن ابي الحدید بول اٹھے هیں :

وهذا الکلام یدل علی بطلان دعوی الامامیة النص و خصوصاً الجلي (شرح نهج البلاغة ابن الحدید ج ۴ صفحه ۱۶۵ مطبوعه مصر)	اور یه کلام امامیه کے دعوی نص اور خاصکر نص جلي کے بطلان پر دلالت کرتا هے -

(۲) شکوهٔ جور و ستم اسلاف :

اصل یه هے که ظالموں کے ظلم سے نه تو اهلبیت بچے هیں نه شیعه- بعض موقعوں پر دونوں گروهوں پر جور و ستم هوئے هیں - مثلاً واقعه کربلا کے بعد هي مکه معظمه میں عبد الله بن زبیر بیرحمي سے شهید کیے گئے تو مدینه والوں کو واقعه حره میں مظلومان کربلا کي مصیبت میں بھي حصه لینا پڑا' جسمیں بقول علامه مجلسي سات سو کے قریب حافظان قران مجید شهید کیے گئے - یه بني امیه کا زمانه تھا - (حیات القلوب جلد - ۲ باب ۲۲ صفحه ۲۴۸)

دوسرے نمبر پر بني عباس هیں - انکو بھي اسلاف اهل سنت کہا جاتا هے' حالانکه یه بني هاشم تھے اور ایک وقت میں شیعوں کے مایهٔ فخر اسلاف ' خصوصاً جبکه سادات کي همدردي میں سفاح نے تمام بني امیه کو گھر میں بلاکر ایک هي وقت کے اندر ته تیغ کردیا تھا اور تڑپتي هوئي لاشوں پر دستر خوان چنا گیا تھا' اور بني عباس اور بني هاشم اُن پر مزے سے بیٹھکر کھانا نوش جاں کرتے رهے (واز سرآں نطعها بر نخواستند تا جمله بمردند - مجالس المومنین م ۸ صفحه ۳۲۵)

انهي میں سے دو ظالم ترین خلیفوں کي نسبت فاضل مجلسي کي رائے ملاحظه هو :

" با وجودیکه منصور و هارون شیعه بودند و اقرار بامامت ثلاثه نه داشتند ' اما از کافر و بت پرست بدتر بودند - بعد از مامون خلفا سني شدند و مذهب مالکي را اختیار کردند (تذکرة الائمه : ۱۱۵ مطبوعه ایران)

"یعني اگرچه منصور اور هارون شیعه تھے اور حضرات ثلاثه رضي الله تعالی عنهم کي امامت کے قایل نه تھے لیکن پھر بھي کافر اور بت پرستوں سے بھي بدتر تھے ' بعد مامون رشید کے یه خلیفے سني هوگئے اور امام مالک کي پیروي اختیار کرلي -

مانا که بني عباس نے بھي شیعوں پر بڑے بڑے ستم کیے لیکن شیعوں کے هاتھوں علاوه معتصم عباس کے بے رحمانه و وحشیانه قتل کے مدینة السلام بغداد کي عالمگیر تباهي اور اسکے ساتھه تمدن اسلامي کي بربادي بھي غیر معمولي انتقام تھا - (ملاحظ هو مجالس المومنین مجلس دهم : ۴۳۶ ترجمه ابو طالب علقمي) -

اور در اصل اهل سنت کے اسلاف تو خلفائے راشدین اور ایمهٔ اربعه وغیره هیں جنکا قول و فعل بعد از کتاب و سنت اُن پر حجت هو سکتا هے و بس - خلفائے راشدین رضي الله عنهم کے طرز عمل کي جو بوقت خلافت اُن کا تھا ' آپ تعریف فرما هي چکے - باقي ایمهٔ اربعه میں سے امام شافعي کي نسبت مشهور هے که وه بباعث محبت اهلبیت کرام بعض اوقات رفض تک سے متهم هوے-

امام مالک بن انس کي بابت لکھا هے که جب منصور عباسي کے برخلاف محمد ملقب به نفس زکیه نے خروج کیا تو آپ فقیه مدینه تھے تاهم بلا خوف لوگوں کو انکي نصرت و امداد کا فتوی دیتے تھے - نه صرف امام مالک بلکه لکھا هے که سادات عظام کے همرکاب تمام اهل مکه و مدینه نے بھي که مذهباً اهلسنت تھے' حضرت نفس زکیه کی بیعت کرلی تھی -

اسي طرح امام ابو حنیفه کي نسبت لکھا هے که جب نفس زکیه کے بھائي ابراهیم نے منصور کے خلاف خروج فرمایا تو اکابر ملت میں سے امام اعمش اور عمار بن منصور نے انکے هاتھه پر بیعت کي - اور پھر یه که " بصحت پیوسته که ابو حنیفه نیز در بیعت او بود " یعنے بتحقیق معلوم هوا هے که ابو حنیفه کوفي بھي انکي بیعت میں داخل تھے' اُن کے ساتھه خروج کرنے اور امداد دینے کے فتوے دیتے تھے - نیز اپنے بیٹے حماد کو چار هزار درهم دیکر انکي خدمت میں روانه کیا تھا اور معذرت خواهي کي تھي که لوگوں کي امانتیں میرے پاس هیں ورنه خود بھي حاضر خدمت هوتا - اور آپکي امداد کرتا - آخرمیں لکھا هے " و ایں نامه بدست منصور دانیقی افتاد - بر ابو حنیفه متغیر شد و اورا ایذاے کرد که سبب وفات وے گشت (مجالس المومنین مجلس هشتم مطبوعه ایران سنه ۳۶۳) یعني یه خط منصور کے هاتھه پڑ گیا ابو حنیفه پر وه خفا هوا - اور انکو ایسي تکلیف دي که وهي انکي وفات کا باعث هوئي -

لیکن دنیا کو یه معلوم کرکے نهایت مایوسي هوگي جب وه سنے گي که اس محبت اهلبیت کا اجر امام موصوف کو کیا ملا ؟ قاضي نورالله شوستري فرماتے هیں :

" شاه اسمعیل قبر ابو حنیفه کوفي را که در بغداد بود ' کند و عظام اورا بسوخت ' و سگے را بجائے او دفن نمود - آں موضعه را مزبله اهل بغداد ساخت (مجالس المومنین صفحه ۳۸۱)-

با ایں همه بهتر یهي هے که اسلاف کے اعمالنامے تو اب بھلا هي دیے جائیں - گڑے مردوں کي هڈیاں اکھاڑنا ٹھیک نهیں - موجوده نسل کیلیے پیش آمد حالات و تعلق کو مد نظر رکھه کر ایک دوسرے سے همدردي کرنا ضروري هے اور رابطهٔ الفت و اتحاد کو حسن سلوک اور حسن اخلاق سے مضبوط کرنا چاهیے - (باقي آینده)

موکل کے نزدیک کامیاب ہوا ہوں - مجھے کسي دوسرے سے غرض بھي نہیں ہے کیونکہ : ان اجري الا علي رب العلمین - میں اپنے مؤکل سے اجر کا طالب ہوں نہ شکریہ کا شوق ہے - نہ نفرت و ملامت و شکایت کا اندیشہ ہے - و الحمد اللہ علي ذالك -

یہ امر اب مجھے صاف کرنا ہے کہ مینے اپنے موکل کا جو منشاء سمجھا ' اسکے موافق کیا - امید کہ اسکو بغور ملاحظہ فرمائیگا - مینے اپنے امکان بھر شریعت کي پابندي کي مگر اسي حکم کي' جسکو میں شریعت کا سمجھتا تھا - ساتھہ ھي اسکے اپني راے پر عجب نہیں کیا اور جمہور علماء کے خلاف کسي وقت اظہار خیال نہیں ہوا اور آخر تک انکے منافي کوئي بات نہیں کہي - اسوقت مجھپر یہ اتہام ہے کہ مینے صورت موجودہ کے جواز کا فتوي دیدیا یہ بالکل غلط ہے - البتہ یہ صحیح ہے کہ اس امر سے کہ مرور میں اشتراک ہو' قطع مصالحت کي کوئي وجہ میرے ذہن میں نہ آئي' جبکہ ہر وقت اسکے مطالبہ کا حق جسکے ہم مکلف ہیں ہمکو پہونچتا ہے اور مقدمات دیواني وغیرہ کا حق کسي طرح ساقط نہیں ہوا ہے - مینے اسوقت صرف قیدیونکي رہائي اور اصولي طور پر مسلمانونکا قبضہ حاصل کرلینا کافي سمجھا - اس سے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ اس صورت کو میں نے جائز بھي کردیا ' بلکہ کتنے امور ہیں کہ نا جائز ہیں اور ہم انکو اپني محکومیت کے باعث انگیز کیے ہوئے ہیں ' اور ہر موقع پر انکا مطالبہ کرتے ہیں - انہیں میں اسکو بھي مینے شمار کرلیا - مجھے جن امور کے باعث مصالحت کرنا ضروري تھا وہ میرے نزدیک ازروے شریعت حقۂ اسلامیہ اہم تھے' بہ نسبت اس اشتراک مرور کے - اسکي وجہہ سے وہ امور نظرانداز نہیں کیے جاسکتے تھے - مینے اسمیں جو کچھہ کیا' خدا کي طرف سے جو ذمہ داري ہے اسکو ملحوظ رکھہ کے کیا ہے - و اللہ علي ما اقول وکیل -

جب مصالحت ضروري سمجھي گئي جسکے وجوہ میں اسوقت نہیں عرض کرونگا اور آپکو بھي معلوم ہیں ' تو مینے ایک حیلۂ شرعي نکالا اور کہا کہ اسکے بارہ میں مشورہ لیا جاے اور علماء سے استفتاء دریافت کیا جاے تو مجھے اخفاء راز کا حکم دیا گیا - خود میرے نزدیک یہ صورت جائز تھي اور اون لوگوں پر جو اس تصفیہ میں ساعي تھے' جتنا فرض تھا وہ ادا کر چکے کہ ایک عالم کو جسے وہ با وثوق سمجھتے تھے اس شورہ میں شریک کیا اور انھوں نے اسکے قول کو حکم خدا سمجھا - اگر مجھے اشتباہ ہوتا یا اُن لوگوں کو توثیق میں کچھہ شبہ ہوتا تو اُنکو اور مجھکو' دونوں کو تمام علما سے یا اُن علما سے جو جمع کیے گئے تھے دریافت کرنا تھا - مجھہ پر یہ فرض نہیں ہے کہ جس امر کو میں خدا کا حکم سمجھتا ہوں' اسمیں اپنے سوا غیر کا اتباع کروں (۱) بلکہ میں خود اپنے علم و دیانت کا مکلف ہوں اور عام لوگوں کو ایک عالم کے قول پر عمل کرنا جائز ہے - شرعي قباحت اسمیں مجھے نہیں معلوم ہوئي - اسپر بھي مشورہ لیا گیا اور جو کارکن لوگ تھے' اون سے اسکي تشریح کردي گئي - جہانتک مجھے علم ہے اوس صورت مجوزہ میں کسیکو اختلاف نہ تھا کہ ان حالات کے لحاظ سے یہ مخلص ہو سکتا ہے -

(۱) الحمد للہ کہ جناب مولانا کا یہ اعتقاد ہے اور في الحقیقت یہي وہ اصول اساسي ہے جو اگر تسلیم کرلیا جاے تو آج مسلمانوں کے تمام دیني مصائب کا خاتمہ ہو جاے - امید ہے کہ مولانا ہر موقعہ پر اس اصول کو ملحوظ رکھیں گے کہ " جس امر کو حکم خدا یقین کرلیا جاے اسمیں غیر کا اتباع نہ چاہیے اگرچہ ایک عالم اسکي پرستش کرتا ہو" (الہلال)

وقف کي ملک کسي کے لیے نہیں ہو سکتي ہے - قبضہ زمین مسلمانوں کو دلا دیا گیا - اب صرف گذرنے میں پیدل چلنے والونکي مشارکت ہے - اس امرکو نہ خیال کیجیے کہ ہماري خواهش کیا ہے؟ اس امر کو دیکھیے کہ ہمکو جو کچھہ ملا وہ کسي نہ کسي طرح ہم شرعي مسئلہ میں لا سکتے ہیں یا نہیں ؟ ممر میں کافر و مشرک سبکا گذرنا شرعاً جائز ہے - جنب و نفساء و حائض کے گذرنے کي ممانعت اگر ہوسکتي ہے تو مسلمانوں کو انکي شریعت کي طرف سے گورنر جنرل کو کیا حق ہے کہ اسکي تصریح کریں ؟ جانوروں کے گذرنیکي خود گورنر جنرل نے اجازت نہیں دي ہے - جو لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے وہ اس امر پر زیادہ واضح ہے کہ نمازیونکي لیے اصالتاً حق مرور ہے -

تاہم میں اسکو نا کافي سمجھتا ہوں - اسیدن کانپور میں مسجد سے نکل کے قبل اسکے کہ گورنر جنرل اسکو ظاہر کریں ایک بساطي کي دوکان پر بڑے مجمع کے سامنے مینے صاف صاف کہا کہ مسجد کي زمین پر اگر ہمکو قبضہ بھي ملا ہے تو براے نام ہے - پھر مولوي غلام حسین صاحب سے جا کے پوري حالت ذکر کي - پھر مولوي عبد القادر صاحب آزاد سے - پھر ایک مسجد جو کہ مولوي ابو سعید صاحب کے مکان کے قریب ہے' اوسمیں مولوي محمد رشید صاحب سے از ابتداء تا انتہا کل امور کا ذکر کیا اور کہا کہ ابتک یہ نقصان باقي ہے اور ہمکو چارہ جوئي کا حق حاصل ہے - اوسکے بعد جب مسٹر علي امام صاحب نے مجکو مبارک باد دي تو میں نے اون سے بھي اسکے متعلق صاف صاف کہا کہ نہ تو اس سے بے چیني دفع ہوگي نہ یہ شریعت حقہ کے موافق ہے کیونکہ میں اسکو بالجبر سمجھتا ہوں - لیکن مجھے پورا اطمینان دلایا گیا کہ اسکے بننے کے وقت ہر طرح سے آپ مطمئن کر دیے جائیں گے - (انتہی ملخصاً).

بشارۃ عظمی!

لارڈ ہڈلے بالقابہ کا اعلان اسلام

از داعي اسلام خواجہ کمال الدین صاحب بي - اے - شکر اللہ مساعیہ

حبي في اللہ - السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ -

مبارک ہو - اللہ تعالی نے آجتک ابتلاون میں ثابت قدم رکھا اور آیندہ رکھے - مینے آجتک کوئي خط نہیں لکھا - آپ کي مصروفیت اہم نے جرات نہیں دلائي کہ آپکي توجہ کسي دوسري طرف منعطف کروں -

میں آپکي قلمي اور درمي امداد کا ہر طرح ممنون ہوں - جزاکم اللہ احسن الجزا -

بالمقابل ایک ایسي عظیم الشان نصرت الہي کي خوشخبري اور مبارک باد دیتا ہوں' جسکي نظیر گذشتہ پچاس سال میں ہندوستان کي دنیا کے کسي مذہب نے نہ دیکھي ہوگي - والحمد اللہ علی ذالك -

نومبر کے اسلامک ریویو کا پرچہ جو اسکے ہمراہ پہونچتا ہے' ملاحظہ فرماویں - اسکے آخري صفحہ (تیٹل پیج) پر ایک اشتہار ایک زیر تصنیف کتاب کا ملاحظہ فرماویں جو رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈ لے اسوقت لکھہ رہے ہیں -

میں جو تقریر کی ' اوسمیں بھی صرف یہی کہا کہ مسجد کی زمین واپس ملگئی ہے - کانپور میں اون سے ملکر جب دریافت کیا گیا تو بھی اصلیت ظاہر نہیں کی - لطف یہ کہ انھیں اب بھی آزادی و حریت کے ادعا کے اعلان میں تامل نہیں ہے اور فرماتے ہیں کہ " میرے اصول راز داری کے خلاف ہوں " فیا للعجب ! - آپ کو شاید تعجب ہوگا جب آپ یہ دریافت کرینگے کہ اس معاملہ میں نہ صرف غلط فہمی ہی ہوی بلکہ تغلیط سے بھی کام لیا گیا - لکھنؤ سے میرے ایک دوست مجھے لکھتے ہیں " مسجد کے معاملہ میں غلط فہمی ہوی - اب نہایت افسوس ہے - اللہ تعالی مدد فرمائے - " لکھنؤ میں جو جناب راجہ صاحب اور جناب مولانا عبد الباری صاحب کا موطن ہے ' یہ غلط فہمی جب ہی ہوسکتی ہے کہ اصل بیان کرنے والے مغالطہ دینا چاہیں - جناب کو اور بھی زاید تعجب ہوگا اگر آپ میرے ایک کانپوری دوست کے اس جملہ کو پڑھیں گے جو اونہوں نے مجھے ۲۲ - اکتوبر کے خط میں لکھا ہے " گو باطن میں یہاں بھی فیصلہ مسجد کو لوگ پسند نہیں کرتے تاہم بظاہر کوئی مخالفت نہیں ہے " بطریق جملہ معترضہ مجھے اسوقت حافظ احمد اللہ کی وہ چٹھی یاد آتی ہے جو انہوں نے ۲۲ - ذیقعدہ کے زمیندار میں چھپوائی ہے - اور اس غلط افواہ کی تردید کی ہے کہ " وہ فیصلہ مسجد کو قابل اطمینان نہیں سمجھتے " جب مجھے حافظ صاحب کی پہلی اخلاقی جرات یاد آتی ہے تو اس چٹھی کے چھپوانے پر تعجب ہوتا ہے - اگر یہ افواہ غلط بھی تھی تو اس اہتمام اور شد و مد سے تردید کرنیکی کیا ضرورت تھی ؟ سب سے زاید لطف یہ ہے کہ اڈیٹر صاحب زمیندار نے اس پر ایک لنبا نوٹ لکھکر یہ ثابت کرنیکی کوشش فرمائی ہے کہ " حافظ صاحب برتش گورنمنٹ کے ویسے ہی خیر خواہ ہیں جیسے اور لوگ ! " میرا دماغ کام نہیں کرتا کہ اگر وہ اس فیصلہ کو قابل اطمینان نہیں سمجھتے تو اسلیے اونکی خیر خواہی میں کیا فرق آتا ہے ؟ فرض کیجیے کہ مولانا ابو الکلام اس فیصلہ پر مطمئن نہیں یا کلکتہ کی تمام پبلک غیر مطمئن ہے - یا میں خود غیر مطمئن ہوں ' تو کیا میری وفاداری اور خیر خواہی پر حرف آگیا ؟ اور کیا وفاداری کیلیے ضروری ہے کہ گورنمنٹ کے ہر فیصلہ پر اطمینان بھی کیا جاوے ؟ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا -

(۶) مینے جس وقت مضمون لکھا تھا اوسوقت تک جناب کی مخالفت کا مجھے صحیح طور پر علم نہ تھا - اسلیے مینے پوچھا تھا کہ یہ فیصلہ جب کہ آپ کے پیش کردہ شرائط کے خلاف ہے تو آپ صداے مخالفت کیوں بلند نہیں کرتے ؟ اب جب کہ الہلال نیز ٹون ہال کی تقریر مینے دیکھہ سن لی ہے تو اب اوس سوال کا کوئی موقعہ نہیں اور اب میں اوس جملہ کو واپس لیکر ببانگ دہل اقرار و اعلان کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں تمام ہندوستان کی پبلک نے جس جلدی سے کام لیا ہے ' اوس سے کلکتہ کی پبلک مستثنی ہے ' جس نے نہایت حزم و احتیاط اور غور و فکر سے کام لیکر جو امر قابل شکریہ تھا اوسپر دل و جان سے شکریہ ادا کیا - اور باقی سوال کو باقی رکھا ' ایسے نازک وقت میں کہ تمام انجمنیں ' تمام اخبار ' ساری پبلک ' ایک طرف ہو اور بلا سمجھے بوجھے ایک دوسرے کی تقلید کرتا جاتا ہو ' حق گوئی پر ثابت قدم رہنا اور بلا خوف لومۃ لائم اور بلا انتظار نتیجہ حق ظاہر کرنا ' معمولی دماغ کا کام نہیں - یہ مولانا ابوالکلام آزاد ہی کا کام ہے اور صرف اونکا !

ایں سعادت بزور بازو نیست * تا نبخشد خداے بخشندہ

فجزاهم الله تعالے عن جميع المسلمين خيرا - مدعیان حریت و حق کے لیے یہ طرز عمل نہ صرف قابل تقلید ہے بلکہ تازیانہ عبرت ہے و شتان بين مدعي الحرية و الحر -

(۷) یہ صحیح ہے کہ مسٹر مظہر الحق ڈیپوٹیشن کے ممبر نہ تھے کیونکہ ڈیپوٹیشن مقامی تھا - لیکن انھوں ہی نے اس معاملہ کو طے کیا ' انھوں نے ہی اڈریس لکھا ' خود وہ ڈیپوٹیشن کے ہمراہ گئے ' اسلیے اون سے سوال کرنیکا حق ضرور ہے - ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ " شیک ہنڈ کا اگر اونھیں شوق ہو تو اسکے لیے وہ زیادہ کم قیمت اور آسان وسائل رکھتے ہیں "

(۸) میں اس جملہ کے ساتھہ پورے طور پر متفق ہوں کہ " مسٹر مظہر الحق کی حیثیت اس معاملہ میں لیڈر یا مفتی کی نہ تھی بلکہ ایک مشیر قانونی کی " اور در حقیقت یہی اونپر سب سے بڑا اعتراض ہے کہ اونہوں نے اپنی حیثیت سے قدم باہر کیوں رکھا ؟

توضیح مزید

(از جناب مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محل)

مولانا موصوف اپنے ایک تازہ ترین گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں :

(۱) مجھے مثل دیگر علماء اہل اسلام اس امر کا تحفظ ہے کہ معابد و مساجد کے احترام کو کسی قسم کا گزند نہ پہونچے - خصوصاً اس معاملہ کو ایسی صورت میں طے ہونا چاہیے کہ جو غرض اصلی ہے یعنی اس مسجد کے علاوہ بھی تمام مقامات متبرکہ کی حفاظت ' وہ حاصل ہو جائے - کل ملک کا انہماک اس مسئلہ سے اسی غرض سے ہو گیا ہے - میری طرف سے اسکا خیال نہ کیا جائے کہ میں نے دیدہ و دانستہ اس فیصلہ میں اس مقصد کو نظر انداز کر دیا ہے - اگر کسی پہلو سے اس کا شبہ ہوتا ہو تو غلطی رائے پر محمول فرمایا جاے -

(۲) میں کسی طرح اس امر کو جائز نہیں سمجھتا ہوں کہ مسجد کا کوئی حصہ بلا حکم شرعی علحدہ کیا جاے ' یا کسی اور کام میں لایا جاے - البتہ جو صورتیں شرع میں جائز ہیں اونکو اگر کوئی اختیار کرے تو میں قابل ملامت نہیں تصور کرتا ہوں -

(۳) میرا منصب دیگر علماء سے جدا گانہ ہے - وہ ایک پہلو پر نظر کرتے ہیں کہ اس جزء کا کسی نہ کسی طرح تحفظ ہو اور جو مطالبہ ہے وہ ثابت کر دیا جاے - مگر میں ایک مصالحت کرنیوالا ہوں جسکے لیے ضروری ہے کہ موافق اور مخالف ' دونوں پہلوؤں کا لحاظ رکھا جاے - جو جزئیات علماء پیش کر رہے ہیں ' انکی حقیقت آپکو معلوم ہے - جو میں پیش کر رہا ہوں انکو ایک جگہہ جمع کر دیا جاے تاکہ مخصوص اہل علم اسکو ملاحظہ کریں - میری غلطی سے مجھکو مطلع کریں کیونکہ اس فیصلہ میں جو بظاہر سقم ہے اسکا ذمہ دار صرف میں ہی ہوں - راجہ صاحب محمود آباد یوں تو جملہ امور کے متکفل تھے مگر مخصوص ذمہ دار وہ آئندہ تحفظ کے اور قانون بنوانیکی ہیں - اور مسٹر مظہر الحق بقول پنجاب کے قیدیونکو چھڑوانے آئے تھے - وہ کامیاب ہوگئے - رہا میں ' تو مجھے عام نظروں میں کامیابی نہیں ہوئی اور میرا منصب بہت مقید ہے - میں ایک غائبانہ مدعی کا وکیل تھا - مجھے اپنے مؤکل کے منشاء کے خلاف ایک چاول بھی نہ ہٹنا چاہیے تھا - میں ازروے دیانت عرض کرتا ہوں کہ مینے ایسا ہی کیا ہے - اسواسطے میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ اپنے

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بوڑھے تک کو ایکساں فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل وعیال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے - تازی ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے - رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے - اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے - مندرجہ ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے: نفخ ہو جانا - کھٹا ڈکار آنا - درد شکم - بدہضمی اور متلی - اشتہا کم ہونا ریاح کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے -

قیمت فی شیشی ۸ - آنہ محصول ڈاک ۵ - آنہ

پوری حالت فہرست بلا قیمت منگواکر ملاحظہ کیجئے -

نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دوافروش کے یہاں ملتا ہے -

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کیوجہ سے پتلے دست پیٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں - اور اگر اسکی حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہو جاتا ہے یہ بیماری بڑھ جانے سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے - اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے' اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے - مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے - قیمت فی شیشی ۴ - آنہ ڈاک محصول ایک سے چار شیشی تک ۵ - آنہ -

ڈاکٹر - ایس کے برمن - نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا موہنی کسم تیل

سر کے بالوں کے لیے

نہایت مفید اور خوشبودار

مسیحا کا موہنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر "موہنی کسم تیل" تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر' نزلہ' چکر' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل اویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

مسیحا مکسچر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دواخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلاطبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو' یا وہ بخار' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلٹیاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے' نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر ویرو پرائٹر

ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولوٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

گھر بیٹھے روپیہ پیدا کرنا !!!!

مرد' عورتیں' لڑکے' فرصت کے اوقات میں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں - تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نہ قلیل تنخواہ کی ضرورت - ایک سے ۳۰ روپیہ تک روزانہ - خرچ' براے نام - چیزیں دور تک بھیجی جاسکتی ہیں - یہ سب باتیں ہمارا رسالہ بغیر اعانت استاد بآسانی سکھا دیتا ہے !! خرچ ڈاک کے لیے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر رسالہ طلب فرمائیے -

تھوڑے سے یعنی ۱۲ روپیہ بڈل نٹ کٹنگ (یعنے سپاری تراش) مشین پر لگائیے - پھر اس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کر سکتے ہیں - اور اگر کہیں آپ آدرشہ کی خود باف موزے کی مشین ۱۵۵ - کو منگالیں تو ۳ روپے - اور اس سے بھی کچھہ زیادہ حاصل کرسکتے ہیں - اگر اس سے بھی زیادہ چاہیے تو چھہ سوئی ایک مشین منگائیں جس سے موزہ اور گنجی دونو تیار کی جاتی ہے اور ۳۰ روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کرلیں یہ مشین موزے اور ہر طرح کی بنیاین (گنجی) وغیرہ بنتی ہے -

ہم آپ کی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتے ہیں - نیز اس بات کی کہ قیمت بلا کم و کاست دیدی جائیگی!

ہر قسم کے کاتے ہوئے اون' جو ضروری ہوں' ہم مخصوص تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتے ہیں - تاکہ روپیوں کا آپ کو انتظار بھی کرنا نہ پڑے - کام ختم ہوا' آپ نے روانہ کیا' اور اسی دن روپے بھی مل گئے! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ہی بننے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں!

ادرشہ نیٹنیگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکتہ

پھر نومبر نمبر میں دو اور مضامین لارڈ موصوف کی قلم سے ملاحظہ ہوں

آیندہ کا مذہب ... The Religion of the Future

مذہب کی سلاست ... The Semplicity of Religion

غرض یہ کہ یہ عالي نژاد اور نیک نہاد انسان بچپن سے عیسائي شرک سے متنفر' اور اندر هي اندر توحید کا قائل اور قدم بقدم بلا علم و ارادہ اسلام کي طرف کھنچ رہا تھا - گذشتہ پانچ چار سال سے قرآن شریف کا مطالعہ کیا - آخري سعادت آپ کے خادم کے لیے قضاء قدر نے رکھہ چھوڑي تھي - وہ آگ جو اندر هي اندر دھک رهي تھي' اوسمیں اسلامک ریویو نے چنگاري کا کام کیا - آگ مشتعل ہوگئي اور چند ملاقاتوں نے کل حجابوں کے خش و خاشاک کو خاکستر کردیا - وہ انسان جو آج سے صرف دو هفتے پہلے اس اعلان میں تامل کرتا تھا' آج اس خاکسار کے ایما پر کتاب لکھنے لگا ہے !!

یہ کتاب میں خود چھپوا ونگا اور اسکا اردو ترجمہ ساتھہ هي شائع کردونگا - میں چاهتا هوں کہ یہ کتاب هزار دو هزار کاپیوں میں مفت یا براے نام قیمت پر تقسیم هو -

آپ کو اچھي طرح میري پہلي حالت کا علم ہے - ایک درد نے مجھے هندوستان میں پھرایا اور وهي اضطراب مجھے یہاں بھي لایا - میںنے اپني چلتي هوئي دولت پر لات ماري' اور مجھے حاشا و کلا اسکا کوئي رنج نہیں - فرانس کي مذهبي کانفرنس میں میري تقریر نے هوا کا رخ بدل دیا اور یورپ کے فضلا نے حیرت ظاهر کي - ستمبر نمبر اسلامک ریویو میں وہ تقریر چھپ گئي ہے - اسوقت یورپ اور امریکہ کے فضلا نہایت خوشي اور دلچسپي سے اسلامک ریویو پڑھتے هیں لیکن عین ایسي حالت میں مجھے مالي دقتوں نے تنگ کیا ہے - ایک سال تو میںنے پرچہ اپني جیب سے چلا دیا اور قوم پر ثابت کردیا کہ یہ امر بیہودہ نہ تھا - اب وقت امداد ہے - آپ کوشش کریں - میں آپ سے درمي نہیں بلکہ قلمي امداد اور سخني اعانت چاهتا هوں -

هاں' خدا کے اس فضل پر میںنے چند شعر جلدي میں موزوں کیے بغرض اندراج الہلال بھیجتا هوں

ترانہ حمد بجناب احدیت مآب

پر اسلام رائٹ آنریبل لارڈ هیڈ لے بالقابہ

خود بخود کردي در افضال باز
حیف باشد گر کنم بر خویش ناز
من کہ سرگرداں پئے مرغاں شدم
تو عطا کردی مرا یک شاہباز
آنچہ بنمودي بہ پیر ما بخواب
روز روشن دیدہ ام ما چشم باز
لارڈ پیدا شد پئے نصرت مرا
کردہ چوں بیچارگي زهرم گداز
آں خجستہ تا چهل در خوض و فکر
آخرش کردی براو افشاء راز
نعرہ الحمد مستانہ زنم
میکنم سجدات با عجز و نیاز
نے عجب بینم ز قرب آفتاب
چشم بر الطاف تو اے چارہ ساز

تاریخ حیات اسلام

الہلال اور پریس یکٹ

حضرت مولانا - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جو خدمات آنجناب آج ملۃ مرحومہ کي اصلاح و ترقي کیلیے انجام دے رہے هیں' وہ روز روشن کیطرح آشکارا هیں - اسکا بدیہي ثبوت یہ ہے کہ هم تمام اعلی اور ادنی طبقات میں آپ هي کا ذکر خیر پاتے هیں' اور ڈیڑہ سال کے اندر هي ایک عالم آپکا شیفتہ و گرویدہ هوگیا ہے - گو یہ ایک مسلم امر ہے کہ جنکي طبائع خود ساختہ لیڈرونکي طرح تعریف پسند نہیں' وہ هرگز اپني تعریف بنظر تحسین نہیں دیکھتے' تاهم هم غلامان اسلام میں جناب کي بدولت اور امداد غیبي کي مساعدت سے جو عجیب و غریب احساس ملي و دیني پیدا هو چلا ہے' وہ همیں مجبور کرتا ہے کہ جناب کے اس احسان عظیم کا اعتراف کریں :

همیں بام ترقي کے یہي رستے دکھائینگے
نہاں حضرت کے دل میں آتش اسلام پاتے هیں

الہلال کي ایک هي سال کي اشاعتوں نے کافہ مسلمین کے دلوں پر وہ سکہ جما دیا ہے' جسکي نظیر شاید هي ملسکے - میں نے کثیر التعداد ناظرین الہلال کو دیکھا ہے کہ اسکي اشاعت کے دن گنتے رهتے هیں اور جبتک انہیں جدید پرچہ مل نہیں لیتا' ایک بیچیني سي لگي رهتي ہے اور پرچۂ سابق هي کو پڑہ پڑھکر اپنے دلہاے ناصبور کو ڈھارس دیتے هیں - ایک قلیل عرصہ میں الہلال نے ثابت کردیا ہے کہ وہ همارے سیاسي حقوق کا محافظ - همارے اخلاقي' ادبي' تمدني و معاشرتي حالت کا مصلح - همارے قومي جذبات پر تنقیدي نظر ڈالنے والا اور سب سے بڑھکر یہ کہ همیں اسلام کي سچي تعلیم دینے والا ایک هي رسالہ ہے -

الہلال کي ضمانت کي روح فرسا خبر اخبارون میں پڑھکر ایکطرح کي نا امیدي پیدا هوچلی تھي - لیکن الہلال کي حق گوئي نے باوجود اپني ضمانت اور سرکار کي نو اختیار کردہ پولیسي کے تن مردہ میں ایک زندہ روح پھونک دي - الہلال همارا اسلامي معلم ہے - اسکي ضمانت الہلال کی نہیں بلکہ اسلام کي ضمانت ہے - مسلمان خوابیدۂ غفلت تھے لیکن موجودہ مظالم اونکے جاگ اوٹھنے کے لیے کافي تازیانہ هیں - اب اونکے دل سرور وحدت سے مخمور - اُنکے دماغ حب قومي سے معمور' اور انکي طبیعتیں نور ایمان سے منور هیں - یعنے اونمیں اسلامی خو بو آگئي ہے - پھر روے زمین پر کونسي قوت ایسي هو سکتي ہے جو محض ضمانتونکي دھمکیاں دیدیکر هماري صداقت پرست زبانوں کو بند کردے ؟ یہ تو فقط دو هزار کي ضمانت تھي - اگر ایسي پچاس هزار اور بھي ضمانتیں طلب کي جاتیں' تو بھي موجودہ حالت میں انکا جمع کرنا آن واحد کا کام تھا - انشا اللہ جبتک مسلمانوں کي جانیں باقي هیں' الہلال کا حفظ انکا فرض ایماني هوگا !

محمد طیب کواتھہ ضلع شاہ آباد

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۲۳ — کلکتہ : چہار شنبہ ٤ محرم الحرم ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, December 3, 1913.

قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

ایک نئي قسم کا کار و بار

یعنی

هرقسم اور هرمیل کامال، یک مشت اور متفرق دونوں طرح، کلکته کے بازار بهاؤ پر، مال عمده اور فرمایش کے مطابق، ورنه واپس، محصول آمد و رفت همارے ذمه، ان ذمه داریون اور محنتون کا معاوضه نهایت هی کم ۵ روپیه تک کی فرمایش کے لیے ایک آنه فی روپیه ۱۵- روپیه تک کی فرمایش کے لیے، پون آنه في روپيه ۵۰ روپیه تک کی فرمایش کے لیے آدهه آنه فی روپیه، اس سے زائد کےلیے دریافت فرمائیے، تاجروں کے لیے قیمت اور حق محنت دونوں تاجرانه تفصیل کےلیے مراسلت فرمائیے

منیجر هلال ایجنسی ۵۷ اسمعیل اسٹریٹ انٹالی - کلکته

THE MANAGER, THE "HILAL" AGENCY,
57, Moulvie Ismail Street, P. O. Entally, (Calcutta)

اکسیر اعظم

ایجاد کردۂ جناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب

ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب

ضعف دماغ و جگر کیلیے یه ایک مجرب اور موثر دوا هے - ضعف مثانه کیلیے بهي اسکي تاثیر بے خطا اور آزموده هے - ان تمام افسوسناک اور مایوس کن امراض ضعف کیلیے اس سے بهتر زود اثر اور تعجب انگیز نتائج بخشنے والا اور کوئي نسخه نهیں هوسکتا، جنکي وجه سے آج نئي نسل کا بڑا حصه نا امیدي کي زندگي بسر کررها هے اور اپنے فرائض حیات کے ادا کرنے سے عاجز هے یه اس طرح کي تمام نا امیدیوں کو جلد سے جلد مبدل به امید و نشاط کردیتا، اور ایک نهایت صحیح و سالم اور هر طرح تندرست شخص کي طاقت و صحت سے مایوس مریضوں کو شاد کام و کامیاب بنا دیتا هے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال کیا جائے تو اس سے بهتر اور کوئي شے قوت کو محفوظ رکهنے والي نهوگي -

قیمت في ڈبیه مبلغ ۳ روپیه (تین روپیه) محصول ڈاک ۶ آنه

منیجر - دي یوناني مڈیکل اسٹورس

نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي کلکته

The Manager, The Unani Medical Stores,
15/1 Ripon Street, P. O. Wellesley, Calcutta.

لغات جدیده

مولفه

مولانا السید سلیمان الزیلعي

یعنی: عربی زبان کے چار هزار جدید، علمی، سیاسی، تجارتی، اخباری اور ادبی الفاظ اصطلاحات کی محقق و مشرح ڈکشنری، جسکی اعانت سے مصر و شام کی جدید علمی تصنیفات و رسائل نهایت آسانی سے سمجهه میں آسکتے هیں، اور نیز الهلال جن جدید عربی اصطلاحات و الفاظ کا استعمال کبهی کبهی کرتا هے، وه بهی اس لغت میں مع تشریح واصل ماخذ موجود هیں -

قیمت ۱ - روپیه - درخواست خریداری اس پته سے کی جاے:

منیجر المعین ندوه، لکهنو -

تجارت گاه کلکته

یوں تو هر قسم کا مال روانه کیا جاتا هے مگر بعض اشیا ایسے هیں جنکي ساخت اور تیاري کے لیے کلکتے هي کي آب و هوا موزوں هے - اسلیے وه یهاں سے تیار هو کر تمام هندوستان میں روانه کي جاتي هیں - همارے کارخانے میں هر قسم کي وارنش مثلاً روغني بچهیلا، هوڈ، براون، زرد، کتئي، کاف، بکري اور بهیڑي کے، گاے کے سر کا چمڑا، رشین لیدر وغیره وغیره تیار هوتے هیں - اسکے علاوه گهوڑے کے ساز بنانیکا گاے اور بهینس کا سفید اور کالے رنگ کا هارنش بهي تیار هوتا هے - یهي سبب هے که هم دوسروں کي نسبت ارزان نرخ پر مهیا کرسکتے هیں - جس قسم کے چمڑے کي اپکو ضرورت هو منگا کر دیکهیں، اگر مال خراب هو تو خرچ آمد و رفت همارے ذمه، اور مال واپس

منیجر اسٹنڈرڈ ٹنیري نمبر ۲۲ - کنٹوفر لین پوسٹ انٹالی کلکته

THE MANAGER, STANDARD TANNERY.
22, Cantophers Lane, P. O. Entally, Calcutta.

۱ - ۱۵ سائز سلنڈر واچ مڈل چاندي ڈبل کیس گارنٹي ایک سال معه محصول پانچ روپیه -

۲ - ۱۵ سائز سلنڈر واچ خالص چاندي ڈبل کیس گارنٹي ایکسال معه محصول نو روپیه -

۳ - ۱۵ سائز هنٹنگ واچ جو نقشه مد نظر هے اسے کهیں زیاده خوبصورت سونیکا مضبوط ملمع جسکے دیکهنے پر پچاس روپیه سے کمکي نهیں جچتي گارنٹي ایکسال معه محصول نو روپیه -

۴ - ۱۸ سائز انگما سلنڈ واچ گارنٹي ایکسال معه محصول پانچ روپیه -

۵ - ۱۹ سائز گارنٹي لیور واچ اسکي مضبوطي سچا ٹایم برابر چلنے کا ثبوت صاحب فکٹري نے گارنٹي دس سال گهڑیکے ڈایل پر لکها هے جلد منگائیے معه محصول چهه روپیه -

۶ - ۱۶ سائز سسٹم پٹنٹ لیور واچ گارنٹي ۲ سال معه محصول تین روپیه آٹهه آنه -

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلي اسٹریٹ پوسٹ آفس دهرمتلا کلکته

M. A. Shakoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street Calcutta.

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street, CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly ,, ,, 4 - 12.

میر مسئول و محرر خصوصی

ابو الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکته

قیمت

سالانه ۸ روپیه

ششماہی ٤ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ۲۳ — کلکته : چهارشنبه ٤ محرم الحرام ۱۳۳۲ هجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, December 3, 1913.

فهرس

تصاویر

اخر الانباء

جنوبي افریقه

هندوستان کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں همدردي کے جلسے منعقد هوچکے هیں اور زر اعانت کي فہرستیں کهل گئي هیں - کلکته میں کل سه پهر کو هندو مسلمانوں کا مشترک جلسه ٹون هال میں منعقد هوگا -

۲۹ - نومبر کو بمبئي میں هندوستاني خواتین کا ایک قائم مقام جلسه ٹون هال میں منعقد هوا - مشهور پیٹیٹ خاندان کي لیڈي ڈنشا صدر مجلس تهیں - جلسے نے ویسراے اور سکریٹري اف اسٹیٹ کي مداخلت پر زور دیا اور نہایت سخت اور پر زور الفاظ میں تجاویز منظور کي گئیں -

---

یه کیسي عجیب بات هے که ایک طرف تو جنوبي افریقه سے آے هوے مراسلے دفتر مستعمرات کو یقین دلاتے هیں که سختي اور جبر کي شکایتیں صحیح نہیں - دوسري طرف واقعات و روایات کا سلسله بغیر کسي توقف کے اپني ابتدائي سرعت کے ساتهه جاري هے -

۳۰ - نومبر کي تار برقیوں سے معلوم هوتا هے که سزاے تازیانه کے متعلق لوگ حلفیه گواهي دے رهے هیں - ایک هندوستاني شخص نے حلفیه بیان لکهوایا هے که سات آٹهه هندوستانیوں کو کام چهوڑ دینے کي وجه سے انتہاے سختي کے ساتهه مارا گیا - مارنے میں لاٹهیاں استعمال کي گئي تهیں - پانچ هندوستاني اس صدمه سے بے هوش هوگئے - اس عالم میں بهي انهیں قید کرلیا گیا !

رئیس الاحرار مستر گاندهي

جو جنوبي افریقه کے هندوستانیوں کے حقوق کي ۲۰ - برس سے قیادت کر رهے هیں !

گرفتاریاں بهي برابر جاري هیں - پولیس نے ۳۶۵ اصلوئي وادي میں اور ۱۰۰ - زولو لینڈ میں هندوستاني گرفتار کیے هیں - ڈربن میں بهي هندوستانیوں نے هڑتال کردي هے -

---

هز ایکسلنسي ویسراے کے پرائیوٹ سکریٹري بانکي پور سے مندرجه ذیل تار برقي بهیجتے هیں

" رائٹ انریبل مارکوئس اف کریو (وزیر هند) آج بروز شنبه یکم ڈسمبر هندوستانیوں کے ایک وفد کو بار یابي دے رهے هیں - وفد میں سر مان چرجي بهاؤ نگري اور مسٹر امیر علي هونگے - اُسکا مقصد یه هے که هندوستانیان افریقه کے متعلق اپني معروضات پیش کرے"

اس سے پہلے آل انڈیا ساوتهه افریقه لیگ نے اطلاع دي تهي که لندن میں ایک وفد لارڈ کریو کے سامنے اس مسئله کو پیش کرنا چاهتا هے اور انهوں نے منظور بهي کرلیا هے - اب اس تار برقي سے معلوم هوا که یکم ڈسمبر کو وه وفد پیش هوگیا -

---

لارڈ کریو نے هندوستاني وفد کا جواب دیتے هوے نہایت همدردي ظاهر کي - ٹیکس کو قابل اعتراض قرار دیا اور باضابطه تحقیقات پر زور دیا - انهوں نے اس معامله کي اهمیت کا اعتراف کرتے هوے کہا که انڈیا آفس اور دفتر مستعمرات ' دونوں کامل غور و فکر میں مشغول هیں -

تعدد از دواج کے متعلق کہا که هندوستانیوں نے هرگز یه خواهش نہیں کي تهي که اس طریقۂ نکاح کو مروج کیا جاے بلکه اس کا منشا صرف یه تها که وه قومیں جن میں یه مروج هے ' گورنمنت جنوبي افریقه کي توجه سے محروم نه رهیں - وه تعجب کرتے هیں که کیوں غلط فہمیاں پیدا هوگئیں - مسٹر اسمٹ بذات خود تحقیقات کي غرض سے نٹال گئے هیں -

ڈیلي گریفک نے سر منچرجي رئیس الوفد کے اس راے کی زور سے تائید کي هے که هندوستانیوں کے حقوق بحیثیت سلطنت برطانیه کي رعایا هونے کے قابل لحاظ هیں اور یه مسئله ایک خارجي آبادي سے تعلق نہیں رکهتا ' بلکه امپیریل گورنمنت پر اسکا اثر پڑتا هے -

دیگر اخبارات نے بهي کم و بیش تائید کي هے -

معلوم هوتا هے که جنوبي افریقه کے حکام کم از کم اب اتنا تو سمجهه گئے هیں که هندوستانیوں پر بهي ظلم و سختي کرنا قابل پرسش هوسکتا هے اور یه کوئي ایسي نیکي نہیں هے جسکا اعلان کیا جاے' بلکه اُس کا چهپانا ظاهر کرنے سے بہتر هے -

چنانچه ۳۰ نومبر کي تار برقي کے آخر میں یه خبر بهي دي گئي هے که وحشیانه سزاؤں کے خلاف شهادتیں طیار کي گئي هیں :

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو هفته کے اندر اطلاع دیں، ورنه بعد کو فی پرچه چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماه کے لئے پته کي تبدیلي کي ضرورت هو تو مقامي ڈاکخانه سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماه سے زیاده عرصه کے لئے تبدیل کرانا هو تو دفتر کو ایک هفته پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچه کے لئے چار آنه کے ٹکٹ آنے چاهیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پته خاصکر ڈاکخانه کا نام همیشه خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري کے نمبر اور نیز خط کے نمبر کا حواله ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانه کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پته، رقم، اور نمبر خریداري (اگر کوئي هو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجه بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور هے اور اس وجه سے اگر کوئي پرچه یا پرچے ضائع هوجائیں تو دفتر اسکی لئے ذمه دار نه هوگا

(منیجر)

میرے پاس

رساله زمانه - مخزن - عصمت - تمدن - شمس بنگاله - نظام المشایخ - صوفي - عصر جدید - کشمیري میگزین - الناظر - دکن ریویو - پنجاب ریویو وغیره وغیره ماهواري پرچوں کي مکمل و نا مکمل جلدیں معه تصاویر قسم اعلی کے موجود هیں - اور میں نصف قیمت پر دینے کیلیے طیار هوں - جن صاحبوں کو ضرورت هو وه مجھه سے خط و کتابت کریں - بڑا هي نایاب ذخیره هے - متفرق پرچه جات بھي بهت هیں - جلد فرمایشیں بھیجدیجیے - تاکه آینده افسوس کرنا نه پڑے - کیونکه اکثر گذشته پرچے دوگني قیمت دینے سے بھي نهیں ملتے

المشتهر

ماسٹر محمد حمزه خاں مقام ملکه پور ضلع بلڈانه برار

P. O. Malkapur Y. I. P. R.

لکھنؤ کے مشهور سرمائي تحفے

موسم سرما میں رضائي لحاف کي ضرورت ضرور هوتي هے - لیجئے هم سے مندرجه ذیل قسم کے فردهائے رضائي و لحاف منگوا لیجئے - جو طرح طرح کے بیل بوٹوں سے مزین هوں گي جامع دار دو شاله نما طرز بغدادي چھینٹ وغیره عرض و طول موافق رواج -

فرد رضائي قسم اول ۵ - روپیه - ۴ - روپیه اور ۳ - روپیه -

فرد لحاف " ۶ - روپیه - ۵ - روپیه اور ۴ - روپیه -

فرد پلنگ پوش قسم اول ۵ - روپیه - ۴ - روپیه اور ۳ - روپیه

حلوه سوهن مقوي في سیر ۲ - روپیه - تمباکو خوردني ۶ - روپیه - و ۴ - روپیه في سیر - تمباکو کشیدني في سیر ۸ آنه

تعمیل نصف قیمت پیشگي -

نوٹ — سودیشي طرز کے سوتي مشروع قابل پوشاک جسکے نمونه مفت -

المشتهر

حیدر حسین خاں منیجر سلینگ ایجنسی ملیح آباد ضلع لکھنؤ

خضاب سیه تاب

هم اس خضاب کي بابت لن‌ترانی کي لینا پسند نهیں کرتے لیکن جو سچي بات هے اسکے کهنے میں توقف بھي نهیں، خواه کوئي سچا کهے یا جھوٹا حق تو یه هے که جتنے خضاب اسوقت تک ایجاد هوے هیں ان سب سے خضاب سیه تاب بڑھکر نه نکلے تو جو جرمانه هم پر کیا جاوے گا هم قبول کرینگے - دوسرے خضاب مقدار میں کم هوتے هیں خضاب سیه تاب اسي قیمت میں اسي قدر دیا جاتا هے که عرصه دراز تک چل سکتا هے - دوسرے خضابوں کي بو ناگوار هوتي هے خضاب سیه تاب میں دلپسند خوشبو هے دوسرے خضابوں کي اکثر دو شیشیاں دیکھنے میں آتي هیں اور دونوں میں سے دو مرتبه لگانا پڑتا هے خضاب سیه تاب کي ایک شیشي هوگي اور صرف ایک مرتبه لگایا جائیگا - دوسرے خضابونکا رنگ دو ایک روز میں پھیکا پڑجاتا هے اور قیام کم کرتا هے - خضاب سیۂ تاب کا رنگ روز بروز بڑھتا جاتا هے اور دو چند قیام کرتا هے بلکه پھیکا پڑتا هي نهیں - کھونٹیاں بھي زیاده دنوں میں ظاهر هوتي هیں - دوسرے خضابوں سے بال سخت اور کم هوتے هیں خضاب سیه تاب سے نرم اور گنجان هوجاتے هیں مختصر یه که همارا کهنا تو بیکار هے بعد استعمال انصاف آپ سے خود کهلائیگا که اس وقت تک ایسا خضاب نه ایجاد هوا اور نه هوگا خضاب بطور تیل کے برش یا کسي اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا هے نه باندھنے کي ضرورت نه دھونے کي حاجت لگانیکے بعد بال خشک هوے که رنگ آیا - قیمت في شیشي ۱ روپیه ۸ آنه محصولڈاک بذمه خریدار - زیاده کے خریداروں سے رعایت خاص هوگي -

ملنے کا پته کارخانه خضاب سیه تاب کٹره دلسنگھ امرت سر

تعجب ہے کہ آپ نے بلاتفاق رجوب کیونسکر لکھا ؟

بہر حال اس نوٹ میں مقصود قربانی کا مسئلہ نہ تھا بلکہ ترک نماز عید کی بحث تھی ' اور اگر قربانی سنت بھی ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ چھوڑ دی جاے -

(۲) نماز عید کے متعلق بھی آپنے یہ صحیح نہیں لکھا کہ " ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے " بہتر ہے کہ اسے تحقیق کرکے لکھتے - نماز عیدین حضرۃ امام ابو حنیفہ کے اجتہاد میں واجب ہے - امام احمد (رح) کے نزدیک فرض کفایہ ہے کہ ایک جماعت مقیم نے ادا کر لیا تو فرض ادا ہو گیا مگر ہے فرض' اور یہی مذہب قوی ہے -

البتہ امام مالک و شافعی کہتے ہیں کہ سنت ہے -

بہر حال میرے کہنے کا مقصد آپ نہ سمجھے - میرا مقصود یہ تھا کہ عید کے دن کے دو عمل مسلمانان اجودھیا کے سامنے تھے - قربانی اور نماز - پہلی چیز کو مجبراً مجسٹریٹ نے روک دیا - پھر اسکا یہ علاج تو نہ تھا کہ ایک سنت یا واجب (اصطلاحی) کے اجباری ترک سے اُس عمل عظیم کو بھی عمداً ترک کر دیا جاے جسکی اصل صلوۃ الہی ہے ' اور جو اعظم ترین فرائض اسلامی اور ارکان و اساس شریعۃ حقہ میں سے ہے ؟ فرض سے مقصود خاص نماز عید نہ تھی بلکہ اصل نماز - قربانی کا اصل سنت یا واجب سے زیادہ نہیں - پھر اسکا ترک بھی عالم مجبوری میں ہے نہ کہ عمداً - اسکے مقابلے میں نماز و جماعت کو ترک کرنا کہ اصلاً ایک عظیم ترین فرض اسلامی ہے ' کسی طرح عند اللہ جوابدھی سے محفوظ نہیں رھسکتا -

تعجب ہے کہ اپنے عبارت پر غور نہیں فرمایا جو پوری طرح اس مطلب کو واضح کرتی ہے ؟ میں یہاں اُن سطور کو پھر نقل کر دیتا ہوں تا کہ آپکو زحمت رجوع نہو :

" پس اگر قربانی روک دی گئی تھی تو ایک عمل سنت یا زیادہ سے زیادہ واجب کے ادا کرنے سے وہ محروم رھگئے تھے اور اسکی بھی انکے سر کوئی پرسش نہ تھی کیونکہ حاکم کے حکم سے مجبور تھے - لیکن نماز تو خدا کا ایک مقرر کردہ فرض اور اعظم ترین شعائر اسلام بلکہ عمود دین و ملت ہے - پھر ایک عمل سنت کے اجباری ترک سے انہوں نے ایک عظیم ترین اور داخل قدرت و اختیار فرض کو کیوں چھوڑ دیا اور عین عید کے دن اللہ کے آگے سر عبودیت جھکانے سے کیوں باز رہے ؟ "

(۳) یا سبحان اللہ ! اظہار ناراضگی کا اب دیکھے یہی ایک طریقہ رھگیا تھا کہ اگر مجسٹریٹ نے قربانی روک دی ہے تو چلو ہم نماز بھی نہیں پڑھتے ؟

نہ لڑ ناصح سے غالب کیا ہوا گر اُس نے شدت کی ؟
ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریبان پر ؟

مگر گریبان کس کا تار تار ہوا ؟

پھر یہ کس شریعت کا حکم اور کس مذہب کی تعمیل ہے ؟ کیا اُس اسلام کی ' جسکے ایک عمل یعنی قربانی کے ترک کا یہ کچھہ ماتم ہے ؟ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو اسلام کے احکام و اوامر کے حفظ کا یہ جوش کہ ترک قربانی پر ماتم کیا جاتا ہے اور دوسری طرف آپ ہی اسلام کے دوسرے اقدم ترین حکم کی یہ صریح تذلیل و تحقیر بلکہ انکار و تمرد ' کہ اظہار ناراضگی کیلیے نماز عید کی جماعت ترک کر دی ؟ یہی طریقہ حفظ احکام اسلامیہ و حمایت شعائر ملت کا ہے ؟ فہاتوا برھانکم ان کنتم صادقین !

ترجو النجاۃ و لم تسلک مسالکہا
ان السفینۃ لم تجری علی الیبس !

اگر قربانی کے روک دینے پر ہمیں اسلیے افسوس ہے کہ اسطرح ہمارے دینی اعمال کی بندش و مداخلت کا راستہ کھل جائیگا اور ایک نظیر قائم ہو جائیگی ' تو ہزار ویل و صد ہزار افسوس اُن مسلمانان اجودھیا کی جہالت پر ' جنھوں نے اس سے بھی بڑھکر ایک مثال مشئوم قائم کردی کہ نماز عید مسلمانوں کیلیے کوئی ضروری اور لازمی چیز نہیں ہے ' اور وہ کسی بہانہ ترک بھی کر دی جا سکتی ہے - نیز بہت سے مسلمان اس ترک پر ملامت کرنے اور امر بالمعروف کا فرض انجام دینے کی جگہ ترک کرنے والوں کی پیٹھہ ٹھونکتے ہیں اور ہر طرف سے اس عمل زشت و بد پر انہیں صداء تعریف و احسنت کا غلغلہ سنائی دیتا ہے !

بہت ممکن ہے کہ کل کو کسی مصلحت سیاسی کی بنا پر کسی شہر میں اجتماع نماز عید روک دیا جاے ' اور اگر اسکی نسبت کہا جاے کہ یہ مسلمانوں کا ایک فرض دینی ہے تو حکام مسلمانان اجودھیا کی نظیر اور تمام مسلمانان ہند کا اتفاق سامنے رکھکے سبکدوش ہو جائیں ! !

فویل لہم ثم ویل لہم

افسوس ہے کہ نہ تو خود زمانے کے پاس دماغ ہے اور نہ کسی کے پاس دماغ دیکھنا پسند کرتے ہیں - ان نادانوں کو کون سمجھاے کہ لکھنے پڑھنے کیلیے قلم دوات کے علاوہ اور بھی چند چیزوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے ' اور عقل و دانائی ایک شے ہے جس کا ثبوت مانگنے کا ہمیں ہر مدعی انسانیت سے حق حاصل ہے -

یہ کیسی بد بختی ہے کہ اجودھیا کے مسلمانوں نے یہ نادانی کی اور پھر فیض آباد کے لوگوں نے بکمال فخر و بہ لہجۂ تحسین خواہ تار برقیاں بھیجکر خود ہی اسکی تشہیر بھی کرائی ' لیکن تمام ہندوستان میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک کسی مدعی اسلام کی زبان سے صدا نہ اٹھی کہ قربانی کے روک دینے سے نماز عید کو ترک کرنا ایک بد ترین مثال ہے اور شرعاً مستوجب نفریں ' اور پھر اگر ایک شخص سے صبر نہوسکا تو اسکو ترک نماز پر ناراض ہونے کے جرم میں ملامت کی جاتی ہے ؟

سچ یہ ہے کہ نماز کی ان لوگوں کی نظروں میں وقعت ہی کب باقی رہی ہے کہ اسکے ترک کرنے پر کسی کو رنج و ملال ہو - عملاً تو ترک ہی ہے - عیدین کی نماز ایک میلہ کی صورت میں ضرور لوگوں کو جمع کر لیا کرتی تھی - آج سے اسکا بھی خاتمہ ہوگیا کیونکہ اجودھیا میں مجسٹریٹ نے قربانی روک دی ہے ! انا للہ و انا الیہ راجعون -

حال میں نواب حاجی محمد اسحاق خاں صاحب نے ایک خط نواب وقار الملک کے نام شائع کیا ہے - اُس خط کے عام مطالب اور لا حاصل ماو شما سے تو مجھے کوئی تعلق نہیں - البتہ انکا ایک جملہ مجھے بہت ہی پسند آیا اور میں اُسے پڑھکر نہایت خوش ہوا - انہوں نے لکھا ہے کہ آجکل اگر کوئی شخص عام خیالات کے خلاف کوئی بات کہدیتا ہے تو لوگ اسکے پیچھے پڑ جاتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ قوم فروش ہے - لیکن ہزارہا مسلمان ہیں جو صریح احکام اسلامیہ کی عملاً توہین کر رہے ہیں مگر نہ تو کوئی انہیں ملامت کرتا ہے اور نہ اسپر کسی طرح کی نکتہ چینی کی جاتی ہے -

خدا تعالی جزاے خیر دے جناب نواب صاحب کو کہ انہوں نے یہ لکھکر میرے دل کو نہایت مسرور کیا - میں کہتا ہوں کہ اسپر

شذرات

صدا بہ صحرا

(۱) آپنے کبھي اس پر بھي غور کیا ھے کہ الہلال کي ضخامت ابتدا میں صرف ١٦ صفحہ کي تھي - احباب کرام نے بارھا اصرار کیا تھا کہ قیمت ڈیوڑھي کردي جاے لیکن ضخامت میں ضرور اضافہ ھو-

لیکن اسکے بعد بغیر اعلان، و بغیر طلب مزد و خواھش تحسین، خود ھي چار صفحے باالتزام بڑھا دیے گیے اور ضخامت ١٦ - کي جگہ ۲۰ صفحہ کي ھوگئي -

(۲) اسپر بھي اکتفا نہ کي گئي، کیونکہ مضامین کي قلت کا صدمہ معاونین الہلال کو شاید ھي اسقدر ھو سکتا ھے، جسقدر کہ خود اس عاجز کو ھوتا ھے - پس اکثر ایسا ھوتا ھے کہ چار صفحے یا آٹھہ صفحے آور بڑھا دیے جاتے ھیں اور اس طرح اوسط نکالا جاے تو عملاً الہلال ۲۰ - صفحہ سے بھي زیادہ کي ضخامت میں نکلتا ھے -

(۳) ابتدا میں صرف ایک مرتبہ غازي انور بے کي تصویر علحدہ آرٹ پیپر پر نکلي تھي اور لوگوں نے خواھش کي تھي کہ قیمیت بڑھا دي جاے لیکن علحدہ صفحات پر تصاویر ضرور نکلیں - کیونکہ کہ تصویروں کي خوبي زیادہ بہتر کاغذ اور زیادہ قیمتي سیاھي نیز ھاف ٹون مشینوں کي چھپائي پر منحصر-

لیکن بغیر قیمت کے اضافہ کے خود ھي اسکا سلسلہ شروع کیا گیا - یہاں تک کہ اکثر پرچوں میں دو دو اور چار چار صفحوں کي تصویریں نکلیں اور بہت کم نمبر ایسے نکلے ھیں - جنمیں صفحات خاص نہیں ھیں -

(۴) کاغذ اور سیاھي بھي پہلي اور دوسري ششماھي سے زیادہ قیمت کي استعمال کي جاتي ھے - اور چونکہ اسدرجہ صاف اور درخشاں سیاھي ھر وقت یہاں میسر نہیں آسکتي - بڑي بڑي دکانیں عین وقت پر انکار کردیتي ھیں، اسلیے خاص آرڈر دیکر اسکا انتظام کیا گیا ھے -

(۵) ٹائپ کي چھپائي مین سب سے زیادہ مقدم اور اھم مسئلہ ٹائپ کي حداثت و قدامت کا ھے - یعني ٹائپ کي عمر بہت تھوڑي ھوتي ھے اور نئے ٹائپ کي اب و تاب، خوش سوادي، جوڑوں کا اتصال، دوائر کي خوبصورتي، زیادہ عرصے تک قائم نہیں رھتي ہے-

اگر خوبي و خوش نمائي سے درگذر کرلیا جاے جیسا کہ بڑے بڑے انگریزي پریسوں میں بھي ھوتا ھے تو جب تک ٹائپ علي گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کا سا ٹائپ نہو جاے، بلا تکلف کام دیسکتا ھے - اور اگر درمیان میں زیادہ گھسے ھوے حروف بدلتے جائیں تو ایک عرصے تک صاف اور ما یقرء بھي رھسکتا ھے -

الہلال کا ٹائپ عمدہ ٹائپ ھے - اگر وہ دو تین سال تک بھي نہ بدلا جاے، جب بھي کم از کم علي گڈہ گزٹ کا سا تو نہوگا -

تاھم دو چار حرفوں اور دائروں کو بھي گھسا ھوا پاتا ھوں تو میري آنکھیں دکھنے لگتي ھیں اور دل ملامت کرتا ھے کہ قارئین الہلال کے ساتھہ انصاف نہیں کرتا - اسي کا نتیجہ ھے کہ آغاز اشاعت سے ابتک کہ ڈیڑہ سال کا بھي زمانہ نہیں ھوا، دو مرتبہ ٹائپ بدلا جا چکا ھے اور ادھر کئي ھفتوں سے پورا الہلال بالکل نئے ٹائپ میں نکل رھا ھے -

اس تبدیلي میں جسقدر نیا خرچ یک مشت گوارا کرنا پڑتا ھے، اُسکي آپکو کچھہ خبر ھے ؟

کیا آپ اسے محسوس نہیں کرتے کہ اب الہلال کے صفحے صفائي و رونق اور درخشندگي و تاباني میں کس درجہ پچھلي حالت سے مختلف ھیں ؟

میں نے الہلال کي پہلي اشاعت میں یہ شعر پڑھا تھا، اور ھمیشہ پڑھتا رھونگا :

گل فشانند بہ بستر ھمہ چوں عرفي و من
مشت خس چینم و بر بستر خواب اندازم

فتنۂ اجودھیا

١٩ - ذي الحجہ کي اشاعت میں برادران اجودھیا کے ترک نماز عید کے متعلق چند کلمات لکھے تھے - انکي نسبت دو تحریریں پہنچي ھے -

ایک صاحب نے فیض اباد سے خط لکھا ھے اور اسپر بہت برھم ھیں کہ ترک نماز عید پر میں نے کیوں ملامت کي ؟

لیکن افسوس ھے کہ خط گمنام ھے اور میں شاید ایسا خیال کرنے میں ضرور حق بجانب ھوں کہ جو شخص کسي ایسے شخص کو جو بہ حیثیت ایک آزاد شہري ھونے کے اپنے نام کے ساتھہ کام کر رھا ھو، گمنام خط لکھے، وہ ایسا کرکے خود ھي بتلا دیتا ھے کہ اُسکے ساتھہ کیا سلوک کرنا چاھیے ؟

گمنام خطوں کیلیے ردي کے ٹوکرے سے بہتر شاید اور کوئي جگہ نہیں، باستثناء اُس حالت کے کہ اُن میں کوئي مفید بات لکھي ھو -

لیکن ایک دوسرے صاحب جو گو اپنا نام تو لکھتے ھیں لیکن کسي نا معلوم خوف کي وجہ سے اسپر راضي نہیں کہ الہلال میں ظاھر کیا جائے، چند سوالات کرنے میں ضرور حق بجانب ھیں - اگرچہ اخفاء نام کي خواھش سے بلا وجہ اپنے تئیں ذلیل بھي کر رھے ھیں -

وہ لکھتے ھیں کہ " آپنے قرباني کي نسبت لکھدیا کہ ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ھے - حالانکہ یہ صحیح نہیں - قرباني بالاتفاق اسلام میں واجب ھے "

پھر لکھتے ھیں کہ " البتہ نماز عید ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ھے اور امام اعظم کے مذھب میں واجب - آپنے اسے فرض لکھدیا " -

نیز یہ کہ " عید کي نماز کے ترک سے مسلمانان اجودھیا کا مقصود اظھار ناراضگي تھا جو ضروري تھا - لکھنؤ میں سنیوں پر سختي ھوئي تو انھوں نے تعزیہ نکالنا بند کردیا - یہاں تک کہ صوبے کے حاکم کو کوششیں کرني پڑیں - کانپور کے لوگوں نے بھي غم و ملال میں عید کي نماز نہیں پڑھي - اُنکو تو آپنے برا بھلا نہیں کہا اور غم و غصہ طاري نہ ھوا - جب آپ جیسا عالم دین و مصلح دیني ایسي ٹھوکریں کھائیگا تو پھر اوروں سے کیا توقع ؟ " وغیرہ وغیرہ

میں ترتیب وار عرض کرونگا :

(۱) قرباني کي نسبت میں نے جو کچھہ لکھا وھي حقیقت ھے - براہ عنایت آپ کتب فقہ کي طرف رجوع کریں - میں نے اُس مضمون میں تو صرف یہ لکھا تھا کہ " امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب اور ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ھے " مگر اب آپ اور متعجب ھونگے جب سنیں گے کہ نہ صرف ائمۂ ثلاثہ ھي کے نزدیک بلکہ صاحبین کے نزدیک بھي قرباني سنت ھے -

٤ محرم الحرام

ذلک یوعظ به ، من کان منکم یومن باللہ والیوم الاخر !

" الا ، ان حزب اللہ هم الغالبون ! "

۱۳۳۰ هجری

خاتمۂ سخن و آغاز عمل

(۲)

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون الساجدون الامرون بالمعروف و النا هون عن المنكر و الحافظون لحدود الله ، و بشر المومنين (۹ : ۱۱۳)

وہ ، جو توبه کرنے والے هیں ، الله کے عبادت گذار هیں ، اُس کي حمد و ثنا همیشه ورد زباں رکھتے هیں ، اسکي راہ میں اپنے گھروں کو چھوڑ کر سفر کرتے هیں ، اسکے آگے رکوع و سجود میں مشغول رهتے هیں ، نیک کاموں کا حکم دیتے هیں ، برائیوں سے روکنے والے هیں ، اور سب سے آخر یه که الله نے جو حدود قائم کردیے هیں ، اُن سب کے محافظ هیں ، تو ایسے مومنوں کو دین و دنیا کي فتح یابیوں کي خوشخبري سنا دو ! !

غیر من درپس این پردہ سخن سازے هست * راز در دل نتوان داشت که غمازے هست
زخم کا ریست ، صراحي و قدح بر چینید * نیم بسمل شدۂ بر سر پروازے هست
بلبلاں رو زگلستاں به شبستاں آرند * که درین کنج قفس زمزمه پردازے هست
عشق بازیم به معشوق مزاجي انداخت * زان نیازیم که با اوست ، بخود نازے هست
گو که این صف شکناں قصد ضعیفاں نکنند * که دریں قافله گاهے قدر اندازے هست
تو مپندار که ایں قصه بخود می گویم * گوش نزدیک لبم آر که آوازے هست

دي نظیري نرسیدست که امروز رود
صحبتے را بود انجام که آغازے هست !

(ظهر الفساد في البر و البحر)

آج دنیا پھر تاریک ہے - وہ روشني کیلیے پھر تشنه ہے - وہ پھر سوگئي ہے جس سے بار بار اُسے جگایا گیا تھا ، اور پھر اُسے بھول گئي ہے جس کي تلاش میں بار بار نکلي تھي - اسکا وہ پرانا دکھه جسکے علاج کیلیے خدا کے رسولوں نے آہ و زاري کي ، اور جس کو چھٹي صدي عیسوي میں الله کے هاتھوں سے آخري مرهم نصیب هوا ، آج پھر تازہ هوگیا ہے -

جو تاریکي چھٹي صدي عیسوي میں جهالت نے پھیلائي تھي جبکه اسلام کا ظهور هوا تھا ، ویسي هي تاریکي آج تهذیب و تمدن کے نام سے پھیل رهي ہے جبکه اسلام اپني غربۃ اولی میں مبتلا ہے - اگر اُس زمانے میں دنیا کي سب سے بڑي تاریکي بت پرستي تھي تو اُس کي جگه آج هر طرف نفس پرستي چھا گئي ہے - پہلے انسان پتھر کے بتوں کو پوجتا تھا - اب خود اپنے تئیں پوجتا ہے ، خدا کي پرستش اس وقت بھي نه تھي اور اُس کے پوجنے والے آج بھي نہیں هیں !

دنیا کي وہ کونسي پراني بیماري ہے جو آج پھر عود نہیں کر آئي ہے ؟ جبکه وہ بیمار تھي تو کیا اُس کي حالت ایسي هي نه تھي جیسي که آج ہے ؟ پہلے وہ پتھر کي چٹان پر بیماري کي کروٹیں بدلتي هوگي ، اب چاندي اور سونے کے پلنگ پر لیٹ کر کراهتي ہے ، لیکن بیمار کے بستر کے بدل جانے سے بیمار کي حالت نہیں بدل سکتي -

جنسي اور نسلي تعصبات کرور رہے طاقتور انسانوں کو اپنا اسلحه بنائے هوے هیں - ضعف اور کمزوري سے بڑھکر قوموں اور ملکوں کیلیے کوئي جرم نہیں - هر قوم جو طاقت رکھتي ہے ، خدا کي تمام دنیا کو صرف اپنے هي لیے سمجھتي ہے اور اسکے کمزور بندوں کیلیے عدالت کے ایک جج کي طرح موت کا فتوی صادر کرنے میں بالکل بے باک ہے - حق اور عدالۃ کے الفاظ لفظاً جسقدر زیادہ دهرائے جا رہے هیں ، معناً اِتنے هي متروک هوگئے هیں اور نوع انساني کي مساوات و امینت کي حقیقت ، قوت کے زور اور طاقت کے ادعا سے پامال ہے !

کچھ شک نہیں که حفظ مصالح ملت و حریت قوم و جماعت ازروے احکام شریعت فرض دیني هے اور خدا تعالی نے الهلال کو سب سے پہلے اس امر کے اعلان و اشاعت کي توفیق دي ' لیکن اسکے کیا معني هیں که چند سیاسي مسائل کي نسبت تو اسقدر هنگامه و شغله برپا کیا جاتا هے ' مگر فرائض و ارکان دیني کي صریح توهین و تحقیر اور عمداً تساهل و تغافل پر (که في الحقیقت عملي الحاد هے) کسی کي غیرت ملي اور رگ جهاد حقوق قومي متحرک نہیں هوتي' اور کوئي بهي خدا کي بخشي هوي زبان سے اسکو شریعت کے عمل و پابندي کي راه میں کام لینا نہیں چاهتا ؟

اسکا ایک نہایت درد انگیز ثبوت یہي اجودھیا کا معامله هے - یه کیسي رونے کي بات هے که تقریباً تمام مسلمان اخبارات نے اس واقعه پر بحث کي مگر کسي کو بهي خدا سے شرم نه آئي که ترک نماز عید پر بهي دو ایک لفظ لکھدے - سچ یه هے که کسي کو اسکا حس بھي نه هوا هوگا !

(٥) آپنے کانپور کے مسلمانوں کي نسبت لکھا هے' مگر جهاں تک میں سمجھتا هوں' نماز عید کا حکم رسول الله صلی الله علیه وسلم کے عمل پر مبني هے - کانپور کے مسلمانوں پر نہیں - ممکن هے که ایسا سمجھنے میں میں غلطي پر هوں - رها یه که میں نے مسلمانان کانپور کو ترک نماز عید پر ملامت نه کي تو جس فعل کا مجھے علم نهو' اسپر پیشگي ملامت کرنے کي قدرت کہانسے لاؤں ؟

اگر کانپور کے مسلمانوں نے ایسا کیا تو اسي طرح انپر بھي هزار افسوس' جس طرح اجودھیا کے مسلمانوں پر' لیکن جهاں تک میرا حافظه اور علم کام دیتا هے' میں آپکي روایت کو تسلیم نہیں کرسکتا - مسلمانان کانپور نے بیشک عید الفطر کي نماز عید گاه میں نہیں پڑھي تھي کیونکه نہایت شرارت کے ساتھ مشہور کیا گیا تھا که هندو مسلمانوں میں فساد هوگا - لیکن اسکي جگه مسجدوں میں پڑھي تھي' اور عذر کي بنا پر مسجد میں نماز عید پڑھنا بالاتفاق جائز هے - بلکه شوافع کے نزدیک تو بصورت وسعت مسجد' افضل و اولی' جیسا که کتب قوم میں به تصریح ظاهر کیا گیا هے -

پس کہاں نماز عید کو بالکل ترک کر دینا ' اور کہاں عید گاه کي جگه مسجد میں پڑھنا ؟ افسوس هے که آجکل غلط بیاني روایات میں اسقدر بڑھگئي هے ' گویا نعوذ بالله شریعت اسلامیه نے جھوٹ کو جائز کر دیا -

آپ نے لکھنو کے تعزیه دار سنیوں کي مثال پیش کي هے - اب اسکا جواب کیا دوں سوا اسکے که مسلمانوں کي حالت پر روؤں که کیوں انکا خدا انسے روٹھ گیا هے ؟ اور کیوں انکي عقلوں پر اسکے غضب نے قفل چڑھا دیے هیں ؟ آپنے نماز عید کے ذکر میں لکھنؤ کي یه مثال دیدي' لیکن آپکو کیا معلوم که اسے پڑھکر میرے دل کا کیا حال هوا ؟ کاش خدا آپکو تھوڑي دیر کیلیے پتھر کي صورت میں بدل دیتا جس وقت آپنے نماز عید کے ترک پر ترک تعزیه داري سے حجت لائي تھي ' تاکه یه سطریں آپکے قلم سے نه نکلتیں -

رها اصل واقعه تو افسوس که لوگ حریف شاطر کي چالوں کو نہیں سمجھتے اور اگر سمجھتے تو صورت حال مختلف هوتي - یه کیا بات هے که جس جگه پچھلے سال حکام نے مسلمانوں کا ساتھ دیکر قرباني کرائي تھي ' آج وهیں حکماً بند کرا دي جاتي هے ' اور کانپور کا معامله همارے سامنے هے ؟

کیا اسکے سوا اور بھي کچھ مقصود هوسکتا هے که دو قوموں کے اتحاد کي چند صدائیں جو اوٹھنے لگي هیں ' خود اپنا هاتھ درمیان میں رکھکر آسے اس طرح روک دیا جاے که پھر از سر نو پوري قوت سے یه مسئله چھڑ جاے ؟

هندو مسلمانوں کي نا اتفاقي کي شاخیں هم پر پھیلي هوئي هیں ' لیکن اسکا بیج کسي دوسري هي جگهه هے ' اور قرباني کا مسئله اسکے لیے ایک بہترین آله حکام کے هاتھ آگیا هے -

شاعر هند

مستر ربندرو ناتھ ٹگور

جنھیں حال میں ایک لاکھ بیس هزار روپیه کا نوبل پرائز دیا گیا هے - مستر موصوف کي اصل شاعري بنگله زبان میں هے جس کا ترجمه خود انھوں نے انگریزي میں شائع کیا اور تمام ارباب کمال کو مسخر کرلیا -

زر اعانۂ " شہداء کانپور "

اعلی الله مقامهم

اخباروں میں یه بحث چھڑ گئي تھي که جو روپیه مسئلۂ مسجد کانپور کے متعلق جمع هوا هے ' اب که مقدمات باقي نه رهے ' انکا مصرف کیا هو گا ؟

لیکن مجھے تحقیق کرنے سے معلوم هوا که حادثۂ ۳ - اگست کے متعلق جن عورتوں اور بچوں کي اعانت ضروري هے جو اس روپیه کا اصل مقصود تھا ' انکي تعداد اور ضروریات کے لحاظ سے دو سو روپیه ماهوار کي مستقل آمدني درکار هے - پس جسقدر روپیه جمع هوا هے ' اسے ایک ملي بیت المال کي صورت میں محفوظ رکھنا چاهیے اور کوئي عمده طریقه ایسا اختیار کرنا چاهیے که صرف اسکي آمدني سے یتیموں اور بیوه عورتوں کي مدد هوتي رهي -

الهلال کي فہرست میں ابتک جس قدر روپیه جمع هوا هے ' اسکا میزان کل مع بقیه فہرست شرکاء اعانت آئنده اشاعت میں درج کر دیا جائگا - اب یه فہرست الهلال میں بند کي جاتي هے -

الهلال کي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو درخواست بھیجیے

محبت میں ویران ہوچکے ہیں مگر محبت کا اولین ثبوت محبوب کی اطاعت اور خود فروشانہ بندگی ہے :

ان المحب لمن یحب یطیع !

(حزب اللہ)

پس اُن تمام راستباز روحوں کیلیے جو دین الہی کی غربت پر کڑھتی اور روتی ہیں ' اُن تمام مومن و مسلم دلوں کیلیے جو حق کی مظلومی اور امنیت و عدالت کی بے بسی کو دیکھکر غمگیں ہیں ' اور اُن تمام خدا پرست انسانوں کیلیے جو اپنے خدا کو چھوڑنا اور اُس سے اپنا رشتہ منقطع کرنا نہیں چاہتے ؛ " حزب اللہ " کی دعوۃ ایک پیـام الہی ہے ' جو خدا کے برگذیدہ رسولوں اور انکے متبعین و رفقا کے سلسلوں کے ماتحت چاہتی ہے کہ راستبازی اور صادق العملی کے ساتھہ ' مومنین مخلصین اور مسلمین قانتین کی ایک جماعت پیدا ہو ' جو اپنے تئیں " حزب اللہ " یعنے مومنین صادقین کہلانے کی اہل و مستحق ثابت کرے - اگر ایسا ہوا تو پھر خدا اُسے اپنے کاموں کیلیے اُسی طرح چن لیگا ' جیسا کہ ہمیشہ اُس نے چنا ہے ' اور اُسے وہ نسبت نبوت و صدیقیت حاصل ہو جائیگی جو مامورین الہی کے متبعین کو فنـاء اتباع و اطاعت کے وسیلہ سے حاصل ہوتی ہے ' اور جس کو لسان الہی نے مقـام " معیت " سے تعبیر کیا ہے - جیسا کہ قرآن میں جا بجا کہا گیا :

(۱) محمد رسول اللہ ' و الذین " معہم "

(۲) قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم و الذین " معہ "

(۳) من یطع اللہ و الرسول ' فاولئک " مع " الذین انعـم اللہ علیھـم من النبیین و الصدیقین والشہـداء والصـالحین ' وحسن اولئک رفیقـــا -

(۴) کونوا " مع " الصادقین (۱)

پس جیسا کہ تیسری آیت سے ظاہر ہے ' جو لوگ جماعـۃ (التی انعم اللہ علیھا) کی اطاعت و متابعت کے ذریعہ انبیا و شہدا ' اور صدیقین و صالحین کے مقامات الہیہ سے نسبت " معیت " حاصل کرلیں گے ' وہ اُن تمام انوار الہیہ اور برکات ربانیہ کا مورد و مہبط ہونگے ' جو انبیاؤ صدیقین کیلیے مخصوص ہیں ' اور من جملہ اُن برکات نبوت کے ایک بہت بڑی برکت ' دعوۃ و اصلاح کی فتح مندی اور تغیرات ممالـک و امم ہے -

امتوں کی اصلاح کرنا ' خدا سے اسکے غافل بندوں کو ملا دینا ' اعتقاد و اعمال کے عالم کو یکسر پلٹ دینا ' نئی قوموں اور نئی جماعتوں کو پیدا کر دینا ' پھر نتیجہ کی ناکامی سے بے خطر ' اور تمام قواء مادیۃ و دنیویہ کے حملوں سے بے پروا رہنا ' اور اسی طرح کی وہ تمام باتیں جو دلوں اور روحوں کی سر زمینوں میں انقلاب و تغیر پیدا کر دیتی ہیں ' وہ سب کے سب صرف خدا کے رسولوں اور اسکے بھیجے ہوے ربانی مصلحین ہی کے کام ہیں - محض انسانی دماغ سے اُٹھے ہوے جوش ' اور انسان کے گڑھے ہوے چند جماعتی کھلونے خدا کے اِن کاموں کو انجام نہیں دیسکتے - اگر ایسا نہو تو دنیا سے امان اٹھہ جاے اور ہر انسان دلوں کا مالک اور ہر ارادہ قوموں کا تسخیر کنندہ بن جاے -

(شـروط کار)

لیکن ایسا ہـونے کیلیے ضـرور ہے کـہ کامل خلوص اور سچی قربانی کے ساتھہ خدا کے چند مخلص بندے اسکے نام پر اپنے تئیں عام لوگوں سے الـگ کرلیں ' اور خدا اور اسکے سچے مومنوں میں عہد و میثاق اسلام کی ایک مرتبہ پھر تجدید ہو جاے - وہ گو ابھی عمل میں ناقص ہوں لیکن ضرور ہے کہ تلاش و تشنگی میں پکے ہوں ' اور گو اسکی راہ میں غـم نہ اٹھہ سکے ہوں پر اسکی یاد میں ضرور غمگیں ہوں - کچھہ ضرور نہیں کہ اُنکی تعداد زیادہ ہو - کیونکہ دنیا میں تعداد نہیں بلکہ ہمیشہ تنہا صداقت کام کرتی ہے ' اور ایک ہی سچے موتی کا ہار میں ہونا اُس سے بہتر ہے کہ کانچ کے چمکیلے ٹـکڑوں کا پورا ہار بنایا جاے - یہ بھی ضرور نہیں کہ وہ جاہ و حشمت کے مالـک اور بڑے بڑے مکانوں میں رہنے والے اور قیمتی پوشاکوں سے حسین و شاندار ہوں - کیونکہ صداقت کا گھر ہمیشہ سے خاک و گرد ہی میں رہا ہے اور جہاں ویران دل مطلوب ہوں ' وہاں آباد و پر رونق جسموں کی ضرورت نہیں -

ہاں ' وہ جماعت خواہ تعداد میں کتنی ہی قلیل و اقل ' اور عزت و شوکت دنیوی کے اعتبار سے کیسی ہی ذلیل و اذل ہو ' پر ضرور ہے کہ اسکا ظاہر جتنا حقیر ہو ' اتنا ہی اسکا باطن عزیز و جلیل ہو - اسکے چہرے گرد فلاکت سے سیاہ ' پر دل نور صـداقت و حق پرستی سے تابندہ و درخشاں ہوں - اسکے جسم پر پھـٹے ہوے کپڑے ہوں مگر دوش ہمت پر تاج و تخت حکومت کی مکلل چادروں سے بھی بڑھکر قیمتی ردائیں پڑی ہوں - وہ پہاڑوں کی چٹانوں سے بڑھکر محکم ارادہ ' اور لوہے کے ستونوں سے زیادہ مضبوط ہمت لیکر اُٹھے ' اور بہ یک دفعہ و بہ یک دم ' محسوس کرے کہ اسکے پاس زندگی کی قوتوں میں سے جو کچھہ تھا ' وہ اب اسکا نہ رہا بلـکہ اسلام اور خداے اسلام کے سپرد ہو گیا - اُسکی جان جو اُسے اتنی محبوب ہے کہ اگر ایک ہزار برس تـک بھی چھوڑ دی جاے جب بھی اُسکا جی نہ بھرے ' وہ سمجھے کہ اب ایک لمحہ اور ایک لمحہ کے دسویں حصے کیلیے بھی اُسے محبوب نہ رہی - وہ مال و دولت جس کے ایک حقیر سے حقیر حصے کی حفاظت کیلیے وہ بسا اوقات اپنی جان جیسی محبوب شے کی بھی پروا نہیں کرتا ' خود اپنی آنـکھوں سے دیکھہ لے کہ اگر راہ حق میں اسے لٹانے کی ضرورت پیش آجاے تو خاک کے ڈھیر اور کوڑا کرکٹ کے انبار میں اور اُس میں کوئی فرق نہیں ہے - وہ اہل و عیال ' عزیز و اقارب ' جنـکی محبت کی زنجیریں اسکی رگ جاں سے بندھی ہوئی ہیں ' خود اُسکا دل اندر سے پکار اُٹھے کہ راہ حق میں انـکی بندش کچے تاگے کی قوت سے بھی کمزور ہے - اگر خدا تـک پہنچـنے کیلیے انکو توڑنا ضروری ہو تو ایک ہی جھٹـکے میں پارہ پارہ ہو سکتی ہیں :

آنـکس کہ ترا بخواست ' جاں را چـہ کند ؟
فرزنـد و عیـال و خـان و ماں را چـہ کند ؟
دیـوانـہ کنی ' ہر دو جہانـش بخـشی
دیـوانـۂ تو ہـر دو جہاں را چـہ کند ؟

قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقـترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا ' و مساکن تـرضونھـا ؛ احب الیـکم من اللہ و رسولـہ ' فـتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ و اللہ لا یہـدی القوم الفاسقـین (۹ : ۲۴)

" اگر تمہارے باپ ' تمہارے فرزند ' تمہارے بھائی ' تمہاری بیویاں ' تمہارا خاندان ' تمہاری وہ دولت جو تم نے کمائی ہے ' وہ کار و بار دنیوی جسکے نقصان کا تمہیں ہر وقت اندیشہ لـگا رہتا ہے ' وہ مکان و جائداد جو تمہیں نہایت محبوب ہیں ' غرضکہ یہ تمام چیزیں اگر تمہیں اللہ اور اُسکے رسول اور اسکی راہ میں صرف قربان کرنے سے زیادہ محبوب و عزیز ہوں تو پھر خدا کی راہ سے ہٹ جاؤ - یہاں تـک کہ اُسے جو کچھہ کرنا ہے کر گذرے - وہ اپنے کاموں کیلیے تمہارا محتاج نہیں ہے -

انسان لہو و لعب حیات اور غرور زخارف دنیوی کے نشے سے شاید ہی کبھی اس درجہ بد مست ہوا ہوگا ' جیسا کہ اس وقت ہو رہا ہے - انکی معصیۃ پرستی قدیمی ہے اور شیطان اسی وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہ انسان ہے ' تاہم معصیت کی حکومت اتنی جابر و قاہر کبھی بھی نہ ہوئی تھی ' اور شیطان کا تخت اس عظمت و دبدبے سے کبھی بھی زمین کی سطح پر نہیں بچھایا گیا تھا جیسا کہ اب قائم و مسلط ہے -

یہ سب کچھ جہالت کے سایے میں نہیں ہو رہا بلکہ علم و مدنیۃ کے گھمنڈ میں - یہ بیماری وہی ہے جس نے خاک و گرد پر دنیا کو لوٹایا تھا ' البتہ اب وہ سنہری پلنگ پر لیٹ گئی ہے اور موتیوں کی مسہری کے پردے چار طرف گرا دیے گئے ہیں -

ایسا ہونا ضرور ہے - کیونکہ چشمہ خشک ہوگیا ہے اور وہ نالیاں مٹی سے بھر گئی ہیں جنکی آب پاشی سے خدا پرستی کا چمن شاداب رہتا تھا - دنیا کی ہر چیز نمک سے نمکین بنائی جاتی ہے ' پر اگر نمک کا مزہ پھیکا ہو جاے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائےگا ؟ (متی - ٥ : ١٣)

جو قوم تمام دنیا کی اصلاح کیلیے آئی تھی ' اگر وہ خود ہی اصلاح کی محتاج ہو جاے تو پھر کون ہے جو دنیا کی اصلاح کریگا ؟ خدا ہمیشہ اس کام کیلیے اپنی جماعت دنیا میں بھیجتا ہے اور خدا نے مسلمانوں ہی کو حزب اللہ یعنے اپنی جماعت قرار دیا تھا - پھر اگر وہی حزب الشیاطین کا ساتھ دینے لگیں تو اللہ کے پاس جانے والے کس کو ڈھونڈھیں ؟

پس آج وقت آگیا ہے کہ اسلام پھر ایک مرتبہ اپنے اس فرض کو دہراے جو وہ ایک بار انجام دیچکا ہے ' اور مسلمان اپنی اصلاح خود اپنے لیے نہیں ' بلکہ دوسروں کیلیے کریں ' تاکہ انکی درستگی سے تمام عالم درست ہو ' اور چشمے کی روانی سے تمام کھیت سرسبز ہو جاے -

اسلام کا مشن ابھی ختم نہیں ہوا ہے - دنیا جسقدر اسکی تعلیم کی اس وقت محتاج تھی ' جبکہ چھٹی صدی عیسوی میں اس نے جزیرہ نماے عرب سے اپنی صورت دکھلائی تھی ' اس سے کہیں زیادہ آج بھی اسکے کاموں کی محتاج ہے - اسکو اپنے امن و نظام کیلیے ' اپنی عدالۃ و صداقت کے قیام کیلیے ' اپنی سفاکیوں اور بے رحمیوں کے ازالے کیلیے ' اپنی صلح عام اور امنیت عمومی کے ظہور کیلیے ' اصلاح انسانیۃ اور استیصال سبعیت و ہمجیت کیلیے ' اور سب سے آخر یہ کہ خدا کے ٹوٹتے ہوے رشتے کو پھر جوڑنے کیلیے صرف اسلام ہی کی ضرورت ہے اور صرف اسلام کی - اسلام کے فرزند خود اسلام سے بے نیاز ہوگئے ہوں مگر دنیا ابھی بے نیاز نہیں ہوسکتی !

(امــــۃ وسطـاً)

لیکن جو آتشدان خود آگ سے خالی ہوگا ' وہ کمرے کو گرم نہیں کرسکتا - اسکے لیے ضروری ہے کہ مسلمان سب سے پہلے خود اپنے اندر تبدیلی کریں - کیونکہ انکی تبدیلی پر تمام عالم کی تبدیلی موقوف ہے -

اسکے لیے رسمی انجمنوں کا قائم کرنا بیکار ہوگا اور روپیہ کی فراہمی سے دلوں کی جمعیت ممکن نہیں - اسکے لیے وہ تمام طریقے بھی بیکار ہونگے ' جنکا بلند سے بلند نمونہ آجکل کے کام پیش کرسکتے ہیں - عمدہ مقاصد کے اعلان سے عمدہ نتائج نہیں حاصل ہو جاتے - اگر صرف مفید تعلیمات و مواعظ کا دہرا دینا ہی کسی قوم میں تبدیلی پیدا کرسکتا ہے تو یہ پیشتر ہی سے اسقدر موجود ہے کہ اب اسکے لیے کسی نئی جماعت کی ضرورت نہیں - اصول معلوم ہیں اور تعلیمات چھپے ہوے راز نہیں ہیں - ضرورت صرف اسکی ہے کہ انھی اصولوں اور تعلیموں کے ما تحت اعمال و افعال کے اندر تبدیلی پیدا ہو -

(اذهبـوا فـتحـسسوا !)

اسکا وسیلہ ایک ہی ہے جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے - یعنے ضرورت ہے کہ جس کو دنیا نے ہمیشہ ڈھونڈھا ہے ' اسی کی تلاش و جستجو میں آج پھر نکلے ' جس پانی کے لیے وہ ہمیشہ پیاسی ہوی ہے اسی کے لیے پھر آوارہ گردی کرے ' جس مقصود کی تڑپ میں ہمیشہ مضطر رہی ہے ' اسی کو پھر پکارے - یعنی عشاق الہی کی ایک ایسی جماعت اکٹھی ہو ' جو صرف خدا کیلیے ہو اور انسانوں میں رہکر اپنے تئیں انسانوں سے الگ کرلے کہ :

ترک ہمہ گیر و آشناے ہمہ باش !

باوجود اعلان ختم سخن ' ١٩ - ذی الحجہ کی اشاعت میں میں نے پچھلی صحبتوں کی بہت سی باتیں دہرائیں اور بہت سی نئی باتیں بھی کہیں - یہ اسلیے تھا ' تا کہ اس نقطۂ کار کو تمھارے ذہن نشین کرسکوں کہ جب تک اصلاح عالم کے ان الہی سلسلوں کے ماتحت ہم ایک جماعت پیدا نہ کرینگے ' جو دنیا میں ہمیشہ تاریکیوں اور گمراہیوں کے انتہائی دوروں میں ظاہر ہوے ہیں ' اور جب تک ہماری کوششیں انسانی جماعتوں اور انجمن آرائیوں کی جگہ خدا کے رسولوں اور نبیوں کے اعمال سے نسبت پیدا نہ کرینگی ' اس وقت تک ہم کچھ نہیں کرسکتے - نہ ہمارا وجود خود اپنے لیے مفید ہوسکتا ہے ' نہ دنیا کیلیے -

اب غور کرو کہ پچھلی صحبتوں میں میں کن کن امور کی طرف اشارہ کرچکا ہوں ؟ میں نے کہا کہ دنیا نے اپنے ہر اصلاح و دعوت کے دور میں ایک ہی مقصود کو ڈھونڈھا ہے ' پس میں کہتا ہوں کہ آج بھی اسی کو ڈھونڈھو - میں نے کہا کہ اس تلاش و جستجو کی آخری پکار وہ تھی جو داعی اسلام (علیہ الصلوۃ و السلام) نے دنیا کی آخری فراموشی و غفلت کے وقت بلند کی ' پس میں کہتا ہوں کہ آج بھی اسی صدا کو بلند کرو - میں نے کہا کہ اصلاح و دعوۃ کی پہلی بنیاد جماعت اور اسکا عملی نمونہ ہے ' پس میں کہتا ہوں کہ آج بھی " جماعت " اور " نمونہ " کے سوا کوئی شے مطلوب نہیں - میں نے کہا کہ اسلام نے صحابۂ کرام کی ایک جماعت پیدا کی جنکا ہر فرد اپنے اندر دعوۃ اسلامی کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا اور وہی نمونہ تھا جس کا ایک ہی نظارہ ملکوں اور اقلیموں کی فتح و تسخیر کیلیے کافی تھا ' پس میں آج بھی ان سب سے جو دل اور آنکھہ رکھتے ہیں اور جنکی آنکھیں اشکبار ہونا اور جنکے دل خونچکاں ہونا جانتے ہیں ' عاجزی کر کے اور گڑ گڑا کے یہی کہتا ہوں کہ اپنے اندر نمونہ پیدا کرو -

ہاں ' میں نے کہا تھا کہ انسانی دلوں کی تبدیلی ' انسانی صداؤں سے نہیں ہوسکتی ' اسکے لیے ضرورت ہے کہ اپنی زبان کے اندر سے خدا کی آواز بلند کرو - لیکن خدا کو تم کیوں کر پاؤ گے جب کہ اس قدوس و قدیم کیلیے تمھارے پاس گھر ہی نہیں ہے ؟ اس محبوب و مطلوب کو کہاں بٹھاوگے ' جبکہ تمھارے پہلو میں اسکے بسنے کیلیے کوئی اجڑا ہوا دل ہی نہیں ہے ؟

معمورۂ دلے اگرت ہست ' باز گوے
کین جا سخن بہ ملک فریدوں نمی رود

اسکے قدوم حسن سے صرف وہی دل رونق پاسکتے ہیں جو اسکی

ايسي برجهل ، زنجير ڈالدي جاے که پهر کبهي بهي اسکے پانوں اس چوکهٹ سے باهر نه نکل سکیں :

خلاص حافظ ازاں زلف تا بدار مباد
که بستگان کمند تو رستگارا نند !!

الحمد الله که الله کي توفيق رفيق نے مجهے نه چهوڑا اور جنکو وه چهوڑدے تو اسکي دنيا ميں پهر کون هے جو انهيں پناه دےسکتا هے ؟

توگر برهم زني سوداے دل ' بارے زياں داري
مرا سرمايهٔ دنياؤ ديں نابود مي گردد !

ميں اب بهمه وجوه مستعد سفر هوں اور همرهان سفر کيليے صلاے عام هے :

مردانه قمارے کن ' دستے بدو عالم زن !
فصلے که نهی برنه ' نقشے که زني کم زن !
هر دم چو فلک لعبت ' از پرده بروں آرد
ايں شعبده يکسو نه ' ويں معرکه برهم زن !
گر مهر نهي بر دل ' از شوق پيا پے نه !
ور قفل زني بر لب ' از رطل دما دم زن !
تو بهر چه خاموشي ؟ کز عقل نيندیشي ؟
من پاس گهر دارم ' غواص نهٔ ' دم زن !
ايماں ز يقين خيزد ' وز هرچه بشک يابي
در آتش حرماں بيں ' يا بر محک غم زن !
بينا ئيے جاں خواهي ' شمشير بتارک زن
آگاهي دل جوئي ' الماس به مرهم زن !
مومن نتواں گفتن ' عاشق که مجاهد نيست
رز بوسه چو سر بازاں ' بر طرهٔ پرخم زن !

طريق کار و اغاز عمل

رب ادخلني مد خل صدقاً و اخرجني مخرج صدقا ' واجعل لي من لدنك سلطاناً نصيرا !

يه جماعة " حزب الله " کے نام سے موسوم هوگي که خدا تعالی نے مومنين مخلصين کو اسي لقب سے ملقب فرمايا هے : الا ان حزب الله هم الغالبون -

(مقصد وحيد)

اتباع اسوۂ حسنۂ ابراهيمي و محمدي عليهما الصلوة و السلام

بحكم

(۱) لقد کان لکم في رسول الله اسوة حسنة
(۲) قد کانت لکم اسوة حسنة في ابراهيم و الذين معه

(دستور العمل)

التائبون العابدون الحامدون السائحون
الراكعون الساجدون الامرون بالمعروف
والنا هون عن المنکر و الحافظون لحدود الله .
و بشر المومنين (۹ : ۱۹۳)

خدا تعالی نے اس آية کريمه ميں آٹهه وصفوں کو بيان کيا هے جو مومنوں ميں هونی چاهئيں ' يا آٹهه قسم کے درجوں کو بيان کيا هے جن ميں سے هر درجه پچهلے سے اعلی و اکمل هے اور يهي اس جماعت کا دستور العمل او ر طريق کار هوگا :

(۱) " التائبون " اصلاح و تزکيۂ نفس کا اولين مرتبه توبه و انابت هے ' يعنے بندے کا اپنے اعتقاد و اعمال کي تمام گمراهيوں اور غفلتوں سے کناره کشي کرنا اور الله کے حضور عهد واثق کرنا که وه آئنده اسکي مرضات کے خلاف کوئي قدم نه اٹهائيگا -

(۲) " العابدون " وه جو مقام انابت کے بعد مقام عبادت تک مرتفع هوے - مقام توبه و انابت گذشته کا ترک تها ' عبادت حال و مستقبل کا عمل هے -

(۳) " الحامدون " : وه لوگ جو دنيا ميں انساني اعمال کي مدح و ثنا ' او ر اغراض و مقاصد نفسانيه کے غلغلے کي جگه ' خداے قدوس کي حمد و ثنا کي پکار بلند کريں ' او ر جو توفيق الهي سے اس انقلاب کا وسيله بنيں که دنيا ماده پرستي کے شور سے نجات پا کر حمد الهي کے ترانوں سے معمور هوجاے -

(۴) " السائحون " - يعنے وه لوگ جو حق اور صداقت کي راه ميں اپنے گهر اور وطن کے قيام کو ترک کرکے ' فرزند و عيال او ر دوست و احباب کي الفت سے بے پروا هوکے ' اور سفر کي تمام تکليفوں اور مصيبتوں کو خوشي خوشي جهيل کر نکليں ' اور خدا او ر اسکي صداقت کے عشق ميں شهر بشهر ' کوچه بکوچه گشت لگائيں - خدا کي دعوت کي صدا انکي زبانوں پر هو ' او ر هدايت الهي کي امانت دلوں ميں - وه ان ديوانوں کي طرح جو فراق محبوب ميں جنگلوں کي خاک چهانتا ' اور آباديوں او ر انکي سڑکوں پر مارا مارا پهرتا هے ' هر جگهه پهريں ' اور اس بهکاري فقير کي طرح جو ايک ايک دروازے پر صدا لگاتا ' او ر هر شخص کے سامنے هاتهه پهيلاتا هے ' دنيا کے هر گوشے ميں پهنچيں - کهيں هدايت کي صدا لگائيں تو کهيں سچے دلوں کا سوال کريں - جس شخص کي جيب کو وزني اور دل کو فياض پائيں ' اسکے دروازے کا پتهر بنکر جم جائيں - اگر وه دعاؤں سے خوش هو تو دعائيں ديں ' اگر دل کا نرم هو تو فقيرانه صدائيں سنائيں ' اگر دردمند هو تو عاجزي کي صورت بنا کر منتيں کريں - غرضکه جب تک اپنے شکار کو قابو ميں نه کرليں ' اسکے دروازے سے نه ٹليں -

پهر سفر کي مختلف صورتيں اور مختلف مراتب هيں او ر لسان الهي نے " سائح " کا لفظ استعمال فرمايا که سب پر حاوي هے - ميں کهتا هوں که نيک نيتي کے ساتهه جو تاجر غير ممالک کا سفر تجارت کيليے کرے ' جس کو قران کريم نے الله کے فضل سے جا بجا تعبير کيا هے ' يا علوم مفيده و فنون نافعه کي تحصيل کيليے اپنا گهر چهوڑے ' جس کو خدا نے خير کثير بتلايا هے ' يا اسي طرح کوئي دوسرا مقصد ان اغراض ميں سے هو ' جنکو دوسري قوميں سياست و تمدن وغيره کے ناموں سے ياد کرتي هيں ' تو وه تمام صورتيں بهي اس وصف ايمان و اسلام ميں داخل هيں ' اور اس طرح کا سفر کرنے والا بهي مرتبۂ " سائحون " سے فائز ' نيز اسکے تمام برکات سے بهره اندوز هے - انشاء الله جب اس آية کريمۂ و عظيمه کي تشريح به ضمن مقاصد " حزب الله " کرونگا ' تو يه تمام باتيں اپنے ادله و براهين کے ساتهه بصيرت افروز

اور اُس کي هـدايت ان کے ليے نہيں هے جنکے اندر ايمان کے ايثار و قرباني کي جگهه ' فسق کي نفسٌ پرستي بهري هوئي هے "

پسْ اگر يه سب کچهه تُم کر سکے اور خـدا کيْ راه ميں قرباني کے اُس جانور کي طـرح زمين پر گر گئے ' جسکےْ ليے چهري تيـزکي جا رهي هو ' تو ميں تم سے سچ سچ کہـتا هوں که اُس استمان کے نيچے کوئي چيز بهي ايسي نہيں هے جو خدا کي راه ميں قربان هونے والوں کے حکم سے باهر هو - جن چيزوں کي آرزو ميں تم کڑهتے هو مگر تمهيں نہيں مليں ' جس عنقاے حريت کي تـلاش ميں تم سرگرداں هو مگر هاتهه نہيں آتا ' جن مصائب قومي اور فلاکت ملي کے دور کرنے کيليے آه و واويلا مچاتے هو مگر جسقدر اسکي گرهيں کهولنا چاهتے هو ' اُتني هي وه اور سخت هوتي جاتي هيں ' يه سب چيزيں خود بخود تمهارے پاس آ جائيں گي ' بلکه حقيقت يه هے که اِن زخارف کي کيا هستي هے ؟ وه مقصود و مطلوب اعلى ' جو تمهاري هستي کا اصلي نصب العين هے مگر جسے تم بهولے هوے هو ' وه بهي تمهيں خود ڈهونڈهے گا ' تا تمهارے سامنے نماياں هو ' اور تمهاري امانت تمهارے سپرد کر دے -

پهر تمهاري دعوت ايک تير هوگي جو دلوں کو نخچير کيے بغير نه رهيگي - تمهاري ايک گردش چشم هزاروں دلوں کو منقلب کرديگي - تمهارے ايک اشارۂ ابرو پر لاکهوں روحيں زمين پر لوٿتي اور خاک پر تڑپتي هوئي تمهارے پيچهے روانـه هوجائيں گي - تمهاري زبان سے جو کچهه نکلے گا ' الله کے فرشتے اُسے اپنے نوراني پروں پر اٿهاليں گے اور تم جب کبهي پکاروگے تو اثر و قبول کي ارواح سماويه تمهاري صداؤں کو اپني اغوش ميں لے ليں گي تا دلوں کي جگه زمين پر گر کر ضائع نهوں - اگر زمين کے بسنے والے تمهارا ساتهه دينے سے انکار کرديںگے تو يقين کرو که خدا اپنے ملائکۂ مسومين اور کروبيان مقربين کو آتاريگا ' تا وه تمهارے پيچهے پيچهے چليں - اور اگر انسانوں کے دل تمهاري صداقت اور حقانيت سے انکار کرينگے تو وه هوا کے پرندوں ' دریاؤں کي موجوں ' پہاڑوں کي چوٿيوں ' اور درختوں کي ڈاليوں کو حکم ديـگا که تمهاري سچائي اور راستبازي پر گواهي ديں - اور ميں تم سے سچ سچ ' آسمانوں اور زمينوں کے مالـک کي قسم کهاکر کہتا هوں که جس طرح مجهے اپنے وجود کا يقين هے ' بالکل اسي طرح اسکا بهي يقين هے که حق اور راست بـازي ميں وه قوت هے که اگر وه چاهے تو پہاڑوں کو اپني جگه سے هلا دے اور سمندروں کي موجوں پر اپنا تخت بچها دے -

عزيزان ملت ! جبکه تمهارے اعمال کے اندر قرآن کي روح جاري و ساري هوجائيگي ' تو پهر تم خدا کے کلام کے حامل هوگے اور خدا کا کلام بهت سے انساني دلوں کو جو گوشت کے ريشوں سے بنے هيں ' نـرم نه کر سکے ' مگر پہاڑوں کي چٿانوں کو تو اپني جگهه سے هلا ديتا هے !

لو انزلنا هذا القرآن على جبل لـرايته خاشعاً متصدعـا من خشيـة اللـــه ' و تلـــك الامثــال نضــرب هـــا للنـــاس لعلهـم يتفكـرون !! (۵۹ : ۲۱)

" اگر هـم نے قـران کـو کـسي عظيم الشان پهاڑ پر نازل کيا هوتا ' تو تم ديکهتے که يه پتهر کا وجود بهي خوف الهي سے الله کے آگے جهک جاتا اور اسکا سينه شق هوگيا هوتا (پر افسوس که انسان سنتا هے مگر سرکشي سے باز نہيں آتا) اور يه تمثيليں هم لوگوں کيليے بيان کـرتے هيں تاکه سوچيں اور غفلت سے باز آئيں !! "

اسميں شـک نہيں که ميري تمهيد طويل ' اور انتظار کار نه زمانه منتظروں پر شديد تها ' تا هم ميري طبعيت کسي طرح راضي نہيں هوتي تهي که اپنے دل کي تمام آرزؤں کو ظاهر کيے بغير کسي کو اپنے ساتهه چلنے کي دعوت دوں - پهر يه بهي تها که اسي ضمن ميں ارادوں کا استقلال اور طلب کي صداقت کيليے بهي ايک ابتدائي آزمايش تهي که جو لوگ چند دنوں تک سماع مطلب کا انتظار نہيں کرسکتے ' وه آگے چلکر خطرات سفر کيليے کيونکر مستعد هوسکتے هيں ؟

ليکن اب که ميں اپني تمهيد ختم کرچکا هوں اور ميري آرزوئيں بے نقاب اور ميري خواهش غير مستور هے ' تو هر شخص کو موقعه حاصل هے که اپنے دل سے پوري طرح سوال و جواب کرلے اور کل کيليے کوئي بات سونچنے اور سمجهنے کي اٿها نه رکهے - اس سفر کا اراده خدا نے ميرے دل ميں ڈالديا هے اور اگر پاني ميرے پاس نہيں هے تو الحمد الله که اپني پياس کي طرف سے تو مطمئن هوگيا هوں - ميں اٿها هوں اور اب چلونگا - ميرا چلنا اٿل هے اور ميں سمجهتا هوں که حرکت مقدر هوچکي هے - ميرے پاؤں ميں سب سے زياده بوجهل زنجير اپنے نفس اور اسکي هوا پرستي کي هے جسکے ولولوں اور چهپي هوئي معصية پرستيوں کے طوفانوں ميں هميشه موجيں اُٿهتي رهتي هيں ' اور ميرے ارادے کو تهه و بالا کر دينا چاهتي هيں :

صد ديد باں اگر چه بهر سو گماشتيم

اسکے بعد اپنے وجود سے باهر نفس انساني کے فتنه هاے ابليسي کے بند و علائق هيں ' جو گو بهت سے ٿوٿ چکے هيں ليکن جتنے باقي هيں ' وه بهي کم نہيں اور ايسے سخت هيں که بعض اوقات اُنهيں توڑنے کي کوشش کرتے کرتے تهک جاتا هوں اور قريب هوتا هے که ميري انگليوں سے خون بهنے لگے :

هزار رخنه بدام و مرا به ساده لي
تمام عمر در انديشۂ رهائي رفت

انما اموا لکم و اولادکم فتنة وان الله عنده اجر عظيم (۸ : ۲۹)

ميں اس راه کي سختيوں سے بے خبر نہيں هوں ' ليکن انکي سختيوں هي کے اندر اپنے نام کي پکار بهي پاتا هوں - بارها ايسا هوا که نفس کي شرارتوں نے کانوں ميں انگليـاں ڈاليں اور دل کي غفلت نے خوب شور مچايا ' تا که اُس آواز کو نه سن سکوں اور اسکي طرف سے غافل هو جاؤں - ايسا بهي هوا که دن پر دن اور راتوں پر راتيں اسي کشمکش ميں گذرگئيں اور مدت کے افسرده ولوله هاے معصيت يکايـک زنده هوکر اٿهه بيٿهے ' تاهم يه وقت بهي گذرگيا اور کان لگا کر غور کيـا تو بند هونے پر بهي ايک صدا تهي ' جو اسکے اندر گونج رهي تهي :

تو مپندار که اين زمزمه بے چيزے هست !
گـوش نزديـک لبم آر کـه اوازے هست !

ميں درمياں ميں اپني پکار بلند کرکے پهر چپ هوگيا تها ' کيونکه جب ميں نے اپني جانب ديکها تو معلوم هوا که ابهي چند دنوں اور اپني آزمايش کي ضرورت باقي هے - اس راه ميں دعوت دينے کيليے مقدم شرط يه تهي که ميں خود بهي اس طرح طيار اور آماده هو بيٿهوں که جس دن آغاز سفر کا اعلان کروں اُس دن سب سے پہلے خود اپنے پاؤں کو تمام زنجيروں سے خالي ديکهوں - پس ميں اپني فکروں ميں غرق هوگيا اور جس قدر زمانه توقف کا خدا کو منظور تها ' اس عالم ميں بسر هوگيا -

ليکن مجهے نظر آيا که ايسا هونا ممکن نہيں - پاني اتنے اونچے تک پهنچ گيا هے که اب دريا سے بهاگنا محال هے ' اور قريب هے که مدت کے بهاگے هوے غلام کے پانوں ميں آخري مرتبه ايک

کیا ہے - خدا تعالی همیشه اس خدمت کیلیے اپني جماعتوں کو چهنتا اور آنهیں اپنا خلیفه بنا تا هے' پس وه دنیا کو صفات الهیه کا تجلي گاه بنا نا چاهتے هیں نه که تخت ابلیس کے احکام خبیثه کا جهنم کده - وه هر اُس چیز' سے خوش هوتے هیں جنسے رب العالمین خوش هے' اور هر اُس درخت کي جڑ کاٹنا چاهتے هیں جو صفات شیطانیه کے بیج کا پهل هے - پهر وه اپني تمام قوتوں کو "حدود الله" کي حفاظت کي راه میں وقف کر دیتے هیں' اور دنیا کي جو جو قوتیں اِن حدود کو توڑ نے والي، اور انسانیة کو اُسکے فطري حقوق سے محروم کرنے والي هیں' اُن سب کے تسلط سے عالم کو نجات دلاتے هیں - یه گویا قوة الهیه اور قوائے شیطانیه کي ایک جنگ هوتي هے' پر جیسا که اُس نے همیشه کیا هے' وه اپني جنود قاهره کو فتح دلاتا اور ابلیس کے لشکر کو نا مراد و خاسر کرتا هے : و لقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین' انهم لهم المنصورون' و ان جندنا لهم الغالبون ! (۳۸ : ۱۷۱)

یه درجه آخري درجه هے' اور اس لیے "حزب الله" کا مقصد حقیقي هے - کیونکه خدا تعالے نے حزب الله یعني اپني جماعت کو جا بجا "حزب الشیاطین" یعني شیطان کي جماعتوں کے مقابلے میں فرمایا هے - سورۂ مجادله میں جهاں منافقین و کفر پرست لوگوں کا تذکره کیا وهاں پہلے "حزب الشیطان" کي طرف اشاره کیا :

استحوذ علیهم الشیطان' فانسا هم ذکر الله' اولائک حزب الشیطان' الا' ان حزب الشیطان هم الخاسرون (۵۸ : ۱۸)

شیطان (اور اسکي قوتیں) اِن پر مسلط هوگئي هیں' پس انهوں نے خدا کے ذکر اور اسکے رشتے کو فراموش کر دیا هے - "یه حزب الشیطان" یعني شیطان کي جماعت هے اور یقین کرو که اخر کار حزب الشیطان برباد و تباه هي هوگا"

پهر اسي سورۃ میں اس آیۃ کریمه کے بعد سچے اور راستباز مومنوں کا ذکر کیا هے' اور کها هے که انکي علامت یه هوني چاهیے که الله اور اسکي صداقت و عدالت کے آگے دنیا کي تمام قوتوں اور بندشوں کو هیچ سمجهیں' و لو کانوا اباء هم' او ابناء هم' او اخوانهم' او عشیرتهم - اگرچه انکے ماں باپ' اهل و عیال' برادر و قریب' اور خاندان اور کنبے هي کے لوگ کیوں نهوں' لیکن خدا کي راه میں وه کسي کي پروا نه کریں -

پهر انکي تعریف اِن لفظوں میں کي هے که :

اولائك کتب في قلوبهم الایمان و اید هم بروح منه' و یدخلهم جنات تجري من تحتها الانهار خالدین فیها' رضي الله عنهم و رضوا عنه' (۵۸ : ۲۱)

یهي وه سچے مومن هیں جنکے دلوں کے اندر خدا نے ایمان نقش کردیا هے اور اپني روح سے انکي نصرت فرمائي هے' نیز وه اُنهیں کامیابي و فتحمندي کے ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نهریں بهه رهي هونگي' اور وه همیشه اسکا عیش ابدي حاصل کرینگے - یهي وه خدا کے خاص بندے هیں جنسے وه راضي هے اور وه خدا سے راضي هیں"

ان اوصاف و خصائص کے بیان کرنے کے بعد' پهر اس جماعت کا نام بتلایا که :

اولـئـك "حزب الله" ' الا' ان حزب الله هم المفلحون ! ! (۵۸ : ۲۲)

یهي "حزب الله" یعنے خاص الله کي جماعت هے اور یقین کرو که' خواه حزب الشیطان کي شان و شوکت کیسي هي دلفریب هو' مگر آخر کار یهي لوگ فلاح پائیں گے -

اِن ایات سے عجیب و غریب نکات و معارف سامنے آتے هیں مگر وقت تشریح نهیں و محول به وقت توضیح مقاصد حزب الله' تا هم مختصراً اتنا اشاره کر دینا ضروري هے که اِن آیات نے بعض مخصوص علامتوں اور نتائج کو سامنے کر دیا هے - مثلاً انسے واضح هو گیا که :

(۱) خدا نے دنیا میں دو جماعتوں کا ذکر کیا - حزب الشیطان اور حزب الله -

(۲) حزب الشیطان کا کام یه هے که وه چونکه اپنے تئیں قواء شیطانیه کا مرکب بنا دیتا هے اسلیے شیطان ذکر الهي سے اُسے محروم کر دیتا هے اور خدا کي صداقت و حقانیت بالکل فراموش هو جاتي هے - لیکن "حزب الله" ذکر الهي کو زنده کرنے والا' اور اسکے غلغلے سے تمام عالم کو معمور بنا دینے والا هے -

(۳) حزب الله کي اصلي علامت یه هے که وه الله کي وفاداري میں آور تمام شیطاني قوتوں سے بکلي باغي هو جاتا هے اور اسکي راه میں کسي دنیوي اثر و قوت سے متاثر نهیں هوتا -

(۴) "حزب الشیطان" کا نتیجه نا مرادي و خسران هے' اور "حزب الله" اخر کار فلاح و نصرت پانے والا هے -

(۵) کیونکه خدا انکے لوح دل پر نقش ایمان کنده کر دیتا اور اپني "روح" سے انکي مدد کرتا هے -

(۶) دائمي نشاط کار و سرور فتح مندي انکا صله هے -

(۷) بارگاه الهي میں انکا درجه یه هے که " وه خدا سے خوش اور راضي هیں اور خدا انسے راضي و خوش هے" اور یه انتهاء مراتب عباد الله هے - کیونکه انکي رضا اور اپني رضا' دونوں کا خدا نے ایک ساتهه ذکر کیا -

حاصل سخن یه که "حافظین لحدود الله" کا مقام جماعت "حزب الله" کا مرتبۂ آخري هے اور ان مراتب ثمانیه کے طے کرنے کے بعد اس جماعت کا فرض ختم هو جاتا هے -

پس یهي هیں که فرمایا " و بشر المومنین " که انکو فلاح دارین کي بشارت پهنچا دي جاے' اور یهي قران حکیم کے مقرر کرده مراتب عمل هیں' جنکو حلقۂ حزب الله اختیار کریگا -

جماعة ثلاثه

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا' فمنهم ظالم لنفسه' و منهم مقتصد' و منهم سابق بالخیرات باذن الله - ذلک هو الفضل الکبیر ! - (۳۵ : ۲۹)

(ترجمه)

پهر پچهلي قوموں کے بعد هم نے اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو کتاب الهي (قران) کا وارث ٹهرایا' جنکو هم نے اپني خدمت کیلیے اختیار کر لیا (یعني مسلمانوں کو) - پس اُن میں سے ایک گروه تو انکا هے' جو اپنے نفوس پر (ترک اعمال اور ارتکاب معاصي سے) ظلم کر رهے هیں - دوسرا انکا' جنهوں نے معاصي کو ترک اور اعمال کو اختیار کیا هے پر

هونگي - نیز بعض ایسے معارف و حکم قرآنیه بهي سامنے آئیں گے جن پر ابتک بہت کم تدبر و تفکر کیا گیا ہے -

"الراکعون" - بظاهر "الراکعون" اور اسکے بعد کا وصف "الساجدون" ایک هي چیز یعنی نماز کي طرف اشاره معلوم هوتا ہے که اسمیں پہلے رکوع ہے اور پهر سجود - لیکن درا اصل یه دو علحده علحده وصف یا دو علحده علحده مرتبوں کي جماعتوں کا بیان ہے ' جن میں پہلا وصف مرتبۂ رکوع ہے ' دوسرا سجود -

مقصود دونوں سے وه مقام ہے ' جبکه انسان اپني روح و دل اور اپني تمام قوتوں اور اپنے تمام جذبات اور تمام خواهشوں کے ساتهه الله تعالى کے آگے جهک جاتا ہے ' اور وه سر جسے اُسنے بلند کیا ہے ' اسکي هر مخلوق کے آگے بلند هوکر بالاخر اُسکے آگے گرا دیا جاتا ہے - في الحقیقت لفظ "اسلام" کي حقیقت اور مقام "تسلیم" کا مقصود اصلي بهي یہي مقام ہے - و قال في هذا المقام :

ایں جملـه کنا بہا کـه در بـر داري
سودے نـه کند چو نفس کافـر داري
سر را به زمیں نہی تو در وقت نماز
آں را به زمیں بنہه ' که در سر داري !

لیکن اس حالات کے دو درجے هیں : ایک مرتبۂ رکوع ہے اور ایک مرتبۂ سجود - نماز میں مصلي پہلے رکوع میں جاتا ہے - اُسکے بعد سجدے میں گرتا ہے - پس "الراکعون" سے مقصود وه لوگ هیں جو اس حالت کے پہلے درجے تک پہنچ گئے هیں ' اور اُس بے نیاز و کبریاء کے سامنے انهوں نے اپني روح و دل کو یکسر جهکا دیا ہے -

(٦) "الساجدون" - یه دوسرا مرتبه ہے - رکوع صرف جهکنا تها مگر سجود جهکتے جهکتے اس قدر جهک جانا که بے اختیار و مضطر هوکر زمین پر گر پڑنا اور پیشاني کو گرد و خاک مذلت سے آلوده کردینا - یه انکسار عبودیت کا انتہائي مرتبه ہے ' اور اس طرف اشاره ہے که بنده اپنے سر کو نه صرف الله کے آگے جهکا هي دے ' بلکه دائمي طور پر اسکے سامنے زمین پر رکهدے اور اُسے سپرد کر دے - سید الطائفۂ بغدادي سے کسي نے پوچها تها : نماز میں سجدے کے شرائط کیا کیا هیں ؟ فرمایا که تمهارے لیے تو یه که پیشاني اور ناک زمین سے مس هو ' اور همارے لیے یه که جب ایک بار سجدے میں سر گر جاے تو پهر دوباره زمین سے نه اُٹهے ! و للهٔ در ما قال :

در سجدۂ که تن نه ز سر مي شود جدا
در کشور وفا گنهش نـام کـرده اند
یا رب ز سیل حادثه طوفاں رسیده باد
بت خـانۂ که خانقهش نـام کرده اند !

پهر نظر حقیقت شناس کو بلند تر کیجیے تو اسي مقام سے وه مرتبۂ فناء نفس انساني مراد ہے ' جسکو صوفیاء کرام اپني اصطلاح میں مقام "استهلاک کلي" اور "جمع الجمع" سے تعبیر کرتے هیں ' اور اگر زبان اهل محبت میں کہیے تو وجود انساني کا یہي سجده ہے ' جسکي پیشاني زمین پر گرنے سے پہلے تو طلب عشق هوتي ہے ' پر جب اُٹهتي ہے تو عشق کي جگـه خود حسن کي جلوه گاه بن جاتي ہے :

بیرون عشق و عاشق و معشوق هیچ نیست
وین هر دو اسم مشتق ازاں مصدر آمده !

(٧) "الآمرون بالمعروف والنـاهون عن المنـکر" الله اکبر! امر بالمعروف اور نهي عن المنـکر کا درجۂ عالیه که ان تمام اوصاف عظیمه کے بعد اسکا ذکر کیا گیا اور فـرمایا که وه لوگ جو حق کا اعـلان کرتے ' صداقت کا حکم دیتے ' اور راستبازي و عدالة کي طرف بلاتے هیں - اور چونکه نیکي کي دعوت ' بدي کي ممانعت کے بغـیر ممکن نهیں ' اسلیے ساتهه هي اُسکا بهي ذکر کیا اور کہا که نیز وه فرزندان حق جو برائیوں سے روکتے اور خـدا کي زمین کو نفس و شیطان کي پهیلائي هوئي ضلالت سے بچاتے هیں -

في الحقیقت یه مرتبه اسلام و ایمان کا اعلى ترین درجۂ اختصاص اور مخصوص ترین اعمال نبوت و صدیقیت میں سے ہے - اس سے بـڑهکر کوئي وصف نهیں جو اسلام کي پوري حقیقت اپنے اندر رکهتا هو - یہي وه عمل الہي ہے جسکا انجام دینے والا زمینوں اور آسمانوں میں خدا کا دوست پکارا جاتا ہے اور اسکے اعمال کے اندر نبیوں اور رسولوں کي نسبت متحقق هوجاتي ہے - جو گروه یا جو فرد آمر بالمعـروف و ناهي عن المنکر هوگا ' وه گویا آدم و نوح اور ابـراهیم و موسى (على نبـینا و علیهم الصلوۃ و السلام) کا دنیا میں جا نشین هوگا -

الحمد لله که اس مقام کي تشـریح و تفصیل اور اعلان و دعوت کي توفیق مقدس اس فقیر کو خصوصیت کے ساتهه بکرات و مرات مرحمت هوئي ' اور اسکے فضل ذره نواز سے امید ہے که باب توفیق همیشه باز و مفتوح رهیگا -

(٨) "و الحافظون لحدود الله" - یه ان اوصـاف الهیه کا آخـري مرتبه اور اس زنجیر صفات ایمانیه کي آخري کڑي ہے - یه انتہائي وصف ہے جو ان صفـات سبعۂ ربانیه کے بعد مومنوں کو حاصل هوتـا ہے - یا مومنین مخلصین کي وه منـتہا درجـه رفیع و جلیل جماعت ہے جو ارتقاء ایماني کي آخري منزل تـک پہنچ جاتي ہے ' اور پهر خدا تعالے سچ مچ اس دنیا میں اُسے اپنا قائم مقام اور خلیفه بنا دیتا ہے - فهو لا یسمع الا بسمعـه ' ولا ینـظر الا بنـوره ' ولا یـتکلم الا بلسانه :

چشم و گوش دست و پـایـم او گـرفت
من بـدر رفـتـم ' سـرایـم او گـرفت !

"حافظین لحدود الله" سے مقصود وه جماعت ہے جو دنیا میں شریعۂ حقۂ الهیه کے قیام اور عدل و امنیت کے نظام کي ذمه دار هوتي ہے ' اور جو حدود و قوانین خدا تعالے نے قوام عالم ' و امن انسانیۃ ' و نظام مدنیۂ صالحه ' و حفظ حقوق اقوام و ملل کیلیے قائم کر دیے هیں ' ایک با اختیار سلطان اور ایک مسئول والي ملک کي طرح انکي محافظت کرتي ہے - یہي حدود الله فی الحقیقت تمام شرائع الهیه کا مقصود حقیقي اور تمام مامورین و مرسلین اور مصلحین متبعین کي دعوت کا ماحصل هیں ' اور یہي حدود هیں جنکو لسان الله نے کہیں دین قیم ' کہیں دین حنیف ' کہیں صراط مستقیم ' کہیں فطرة الله ' کہیں سنۃ الله ' اور پهر کہیں "اسلام" کے نام سے تعبیر

تقـدم علـوم و معـارف

سنه ۱۲ - ۱۳ مین

(۲)

علـم الانسـان

جیسا که خود نام سے معلوم هوتا هے' اس علم کا موضوع انسان اور تاریخ انسان هے - انسان کے متعلق گونه گون سوالات پیدا هوتے هیں - منجمله انکے ایک سوال یه هے که انسان کب پیدا هوا ؟ اسکے جواب کا سمجھنا چند دیگر مسائل کے سمجھنے پر موقوف هے اسلیے پہلے ان مسائل کو سمجھه لینا چاهیے -

کرۂ زمین اصل میں کیا تھا ؟ کہاں سے آیا ؟ کیا کیا تغیرات هوے ؟

یه مبادي هیں جنکي تفصیل کے بغیر طبقات زمین کي بحث لا حاصل هوگي - لیکن اگر ان پر قلم اٹھایا جائے تو یه مضمون تقدم العلوم کي روداد کے بدلے علم الارض کا ایک رساله هوجاےگا ' اسلیے مختصراً جدید تحقیقات کے تذکرہ پر قناعت کي جاتي هے -

علماء ارض (جیولوا جسٹ) نے زمین کے چار طبقات قرار دیے هیں :

طبقۂ اول

یه وہ طبقه هے جو حرارت زمین کي تدریجي تبرید کے بعد سب سے پہلے بنا - اسکا مایۂ قوام سنگہاے آتشین هیں - اسکو عهد اولین کي زمین بھي کہتے هیں -

طبقۂ ثانیه

علما کا خیال هے که جب طبقۂ اول تیار هوگیا تو اندرون زمین کي حرارت سے بخارات بلند هوے - یه بخارات اوپر جا کے ابر بنے اور بارش هوئي - بارش سے دریا اور نهرین جاري هوئیں - پاني کے ساتھه اور صدها قسم کے اجزاء اسوقت سطح زمین پر موجود تھے - یهي اجزا قانون ثقل کي وجه سے پاني کے نیچے بیٹھے اور بالاخر ان رواسب سے طبقۂ ثانیه تیار هوگیا -

اس طبقه میں حیواني اجسام کے پس مانده اجزا ' پتھر کے کوئلے ' پراني سرخ بالو ' بالو کھریا ' سنگہاے جیري شکرین ' خالص جیري شکرین ' مجیري قوقعي ' جیري کوچک ' سنگ رنگین و سبز وغیره وغیره اجزا پائے جاتے هیں - اسے عهد ثاني کي زمین بھي کہتے هیں -

طبقۂ ثالثه

یه طبقه طبقه ثانیه کي تکمیل کے بعد شروع هوا - اسمیں سنگ جیري جسکا مایۂ خمیر آب شیرین هے ' سنگ جیري مارني قوقعي ' سنگ جیري سلیسي ' وغیره انواع سنگ و دیگر صدها اصناف کے معادن و نباتات و حیوانات پائے جاتے هیں - اسکو عهد ثالث کي زمین کہتے هیں -

عهد ثالث کي زمین کو حداثت و قدامت کے اعتبار سے علما نے پھر تین طبقات پر تقسیم کیا هے - ایک کو ایوسکین یعني جدید کہتے هیں - دوسرے کو میوسین یعني جدید تر - اور تیسرے کو بلیوسین یعني جدید ترین -

طبقۂ رابعه

یه وہ طبقه هے جس پر هم لوگ اسوقت آباد هیں - اسکي تکوین مختلف اصناف سنگ ' ریگ ' زمین لائق کاشت وغیره اجزا سے هوئي هے -

یه هیں وہ چار طبقات جو علماء ارض نے قرار دیے هیں - انکے بیان میں انتہائي ایجاز سے کام لیا گیا - کیونکه اگر تفصیل سے کام لیا جاتا تو صرف اس ایک هي نقطۂ بحث کے لیے مضمون کي موجوده ضخامت بھي ناکافي هوتي -

طبقات ارض کو اجمالاً سمجھه لینے کے بعد یه سمجھه لینا چاهیے که حیات کا وجود کس طبقه سے شروع هوتا هے ؟

طبقۂ اولی میں غالباً حیات کا وجود نه تھا کیونکه اسوقت تک حیوانات ایک طرف ' نباتات کي بھي کوئي یادگار نهیں ملي - جسقدر پتھر اسوقت تک نکلے هیں' ان سے بھي کسي ذي حیات وجود کا پته نهیں چلتا - پھر اسوقت زمین کي حرارت بیحد شدید هوگي - سطح زمین ایک فرش آتشین کي طرح دهک رهي هوگي ' صعود بخارات کي وجه سے جو ابر هاے کثیفه سے مشحون هوگا' آفتاب کي شعاعیں بھي زمیں تک نه پہنچتي هونگي ' اور بخارات کي چادریں درمیان میں حائل هوگئي هونگي - ظاهر هے که ایسي حالت میں ذي حیات کا وجود اگر هو تو بقا کہاں تک ممکن هے ؟

لیکن جب زمین کي اندروني حرارت في الجمله کم هوئي اور انجماد و تبرد بڑھا ' تو اسوقت ذي حیات اجسام وجود میں آئے - چنانچه طبقۂ ثانیه میں آثار حیوانیه (یعنے پس مانده اجزاے جسم حیواني) ملتے هیں -

مگر یه حیوانات ساده ترین ساخت کے تھے -

اسکے بعد وہ وقت آیا که تیسرے طبقه کا آغاز هوا - اس طبقه میں حیوانات ذوات الثدي پیدا هوے - (ذوات الثدي ان حیوانات کو کہتے هیں جو بچوں کو دوده پلا کر پرورش کرتے هیں)

انسان کب پیدا هوا ؟ اسکے جواب میں ابتک تمام علماء بیک زبان کہتے تھے که چوتھے طبقے میں ' اور وه بھي طوفان کے بعد -

مگر گذشته سال ایسٹ انگلي (انگلینڈ) میں جو آثار انساني (یعنے جسم انساني کے پس مانده اجزا) پائے گئے هیں ' اس نے اس اعتقاد میں یک گونه رخنه ڈالدیا - بعض ارباب نظر علما کا خیال هے که یه آثار انساني طوفان کے بعد کے نهیں بلکه طبقۂ بیلوسین کے هیں - پس اگر یه صحیح هے تو انساني پیدایش کے آغاز کو طبقۂ رابعۂ سے هٹکے طبقۂ ثالثه میں آنا پڑیگا -

یه راے صحیح هو یا نه هو ' مگر یه آثار انساني علم الانسان کے سرمایه میں ایک قابل اعتناء اضافه هیں -

خدا پرستي اور ترک نفسانيت ميں انکا درجه درميانه اور متوسطين کا هے - تيسرے وه ' جو اذن الهي سے تمام اعمال حسنۂ و صالحه ميں آوروں سے آگے بڑھے ہوے ہيں اور يه خدا کا بہت هي بڑا فضل هے !

اس آية کريمه ميں خدا تعالى نے مسلمانوں کو تين طبقوں ميں منقسم کرديا هے :

(۱) وه جو اپنے نفوس پر ظلم کر رهے هيں کيونکه خدا سے غافل اور اسکے رشتے کي عزت کو بهولے هوے هيں - يه طبقه تمام اُن مسلمانوں کا هے جو اپنے دلوں ميں اعتقاد اور حسن ايماني تو ضرور رکهتے هيں پر ايماني قوت ميں ضعف بهي بدرجۂ کمال هے اور عمل مفقود -

(۲) درمياني طبقه جو غفلت سے متنبه هوا ' اعمال حسنه اختيار کيے ' اوامر الهيه کے آگے سر اطاعت خم کيا -

(۳) اعلى ترين طبقه جو نه صرف خيرات و محاسن کا انجام دينے والا ' بلکه اُن ميں آوروں سے پيش رو بهي هے اور نيکي کي صفوں ميں سب سے آگے بڑهجانے والا هے -

قوم کے مختلف طبقات و مدارج کي يه ايک قدرتي تقسيم هے اور هر قوم ميں يهي تين جماعتيں هوتي هيں - پهر جن ميں پهلي کم ' دوسري بکثرت ' اور تيسري کافي هوتي هے ' وه تمام قوموں ميں سرفراز و ممتاز هوجاتي هے ' اور جس ميں صرف پهلي کي کثرت ' دوسرے بهت کم ' اور تيسرا گروه کالعدم هوتا هے ' وه دنيا ميں اپنے زنده رهنے کا حق کهو ديتي هے -

(" حزب الله " کے تين درجے)

پس اس تقسيم قرآني کي بنا پر اس جماعت کے بهي تين درجے قرار پائے هيں :

(۱)

هر مسلمان جو راست بازي کا متلاشي ' اصلاح حال کا متمني ' اور اسلام کے اس دور غربت ميں خدمت و جهاد في سبيل الله کي اپنے دل ميں سوزش و تپش رکهتا هے ' نيت صالح ' ارادۂ محکم ' اور اقرار واثق کے ساتهه دين الهي کے اس ميثاق مقدس کو دهرائے :

' ان صلاتي و نسکي و محياي و مماتي لله رب العالمين - لا شريک له ' بذالک امرت و انا اول المسلمين !

ميري عبادت ' ميري قرباني ' ميرا جينا ' ميرا مرنا ' غرضکه ميري هر چيز صرف الله رب العالمين کيليے هے - اسي قرباني کا مجهے حکم ديا گيا هے اور ميں مسلمانوں ميں پهلا " مسلم " هوں !

اور اپني تمام قوتوں اور خواهشوں کے ساتهه خدا کي قرباني کيليے طيار هوکر اقرار کرے که وه الله کے رشتے ميں منسلک هونا ' اور اس کي جماعت کے فرائض ادا کرنا چاهتا هے ' پس وه طبقۂ " ظالم لنفسه " ميں سے طبقۂ " مقتصد " کيليے منتخب هوجائگا ' اور اسکے بعد اسکي آزمايش شروع هو جائگي - يه آزمايش اُس وقت تک جاري رهيگي جس وقت تک که وه دوسرے درجے ميں شامل هونے کا اهل ثابت نهو -

(۲)

اُن لوگوں ميں سے جو پهلي جماعت ميں منتخب هوے هيں ' جو لوگ اپنے اعمال و افعال سے عهد الهي کے ايفا اور دين حنيفي کے ميثاق کي تعظيم کا ثبوت دينگے ' ايک دوسري جماعت چهانٹي جائيگي اور اسميں شامل هونا گويا از باب اقتصاد کے طبقه ميں شامل هونا هوگا -

ليکن اسکے ليے اولين شرط يه هوگي که داخل هونے والا امور ذيل کي پابندي کا مومنانه و مخلصانه عهد کرے ' نيز جسقدر زمانه پهلي جماعت ميں بسر کرچکا هے ' اسکے نتائج اسکے عهد کي صداقت کا يقين دلائيں :

(۱) تمام احکام شريعت کي ' انکي تمام شرائط و ارکان کے ساتهه سچي پابندي کرنا اور از سر تا پا اپنے تمام اعمال و افعال حيات ' اور تعلقات و لوازم زندگي ميں يکسر پيکر شريعت اور مجسمۂ اسلاميت هونا -

(۲) صداقت الهي کي راه ميں سياحت و سفر اور سير في الارض -

(۳) امر بالمعروف و نهي عن المنکر سے کسي حال ميں غافل نهونا ' الحب في الله و البغض في الله کو اپنے تمام اعمال کا دستور العمل قرار دينا ' اُن تمام رشتوں کے توڑنے ميں جلدي کرنا جو خدا کي رضا سے خالي هوں ' اور هر اُس رشتے کو ماں باپ اور زن و فرزند کے رشتے سے بهي زياده قوي سمجهنا جو الله کي راه ميں باندها جاے - خواه کسي قسم کي مشغوليت اور کيسے هي کاموں کا انهماک هو ' مگر همه وقت اسي دهن ميں لگے رهنا که بندگان الهي کو معروف و حق کي دعوت دي جاے ' منکرات و منهيات سے روکا جاے ' اور دين الهي کي ايک بهي فوت شده سنت همارے هاتهوں زنده هو جاے - اور پهر اپنے دل کے اندر کچهه اس طرح اسکي چبهن اور ٹيس پيدا کرلينا که جس طرح سانپ کا کاٹا يا بچهو کا ڈسا هوا مريض درد اور تڑپ سے لوٹتا اور کراهتا هے ' ٹهيک ٹهيک اُسي طرح حق و عدل کي مظلوميت اور دين الهي کي بيکسي و غربت پر از سر تا پا پيکر اضطراب اور تصوير التهاب بن جائے !!

(۴) حکم اسلام و شريعۃ اسلاميه کي اطاعت کا بتدريج وه مرتبه حاصل کرنا اور اس طرح اسکے احکام کي عظمت و سطوة اپنے اوپر طاري کرلينا که اُسکا هر حکم فرمان قضا ' اور اسکا هر اشاره فيصله کن جسم و جاں هو - اور قلب هر حال ميں اسکے احکام کا منتظر اور اسکے اوامر کيليے بهوکا پياسا رهے -

(۳)

اس دوسري جماعت ميں سے جو فرزندان حق اپنے اعمال و افعال سے درجۂ مسابقت و مرتبۂ علو و رفعت حاصل کرينگے ' انهي سے يه آخري جماعت منتخب هوگي اور يهي جماعت " حزب الله " کا خلاصۂ مساعي و جهاد ' اور اسکي اصلي حکمراں جماعت هوگي - يه لوگ " سابق بالخيرات " اور " حافظين لحدود الله " هونگے - خدا تعالى جو کام اُنسے لينا چاهے گا ' خود لے ليگا ' اور جس مقصد کي طرف انهيں کهينچے گا ' وه اُس طرف کهنچ جائيں گے - انکے مقصد آخري کو نه اس وقت بتلايا جا سکتا هے اور نه متعين کيا جا سکتا هے - جو سالک که ابتدائي دو جماعتوں سے ترقي کرکے اُس درجه تک پهنچے گا ' وه خود وهاں کے اسرار و رموز سے آشنا هو جائيگا - اس سے پہلے وهاں کے حالات کسي پر منکشف نهو سکيں گے - کسي عضو جماعت کيليے جائز نهوگا که انکے انکشاف کے درپے هو ' اور وقت سے پہلے اُنهيں معلوم کرنا چاهے -

یہ مکان ملوک اور رؤساء کے لیے ہوتا ہے - اسمیں رئیس یا بادشاہ اسطرح بیٹھتا ہے کہ وہ خود تو اپنی مسند پر ہوتا ہے اور اسکے گرد و پیش غلمان و موالی آلات و اسلحہ سے آراستہ کھڑے ہوتے ہیں - کھانے وغیرہ کی چیزیں قعر کشتی میں رہتی ہیں - ملاح سطح کے نیچے تمام کشتی کے اندر پھیلے ہوتے ہیں اور کھیتے ہوے چلے جاتے ہیں - ایک سوار کو دوسرے سوار کی کچھہ خبر نہیں ہوتی' ہر شخص اپنے اپنے کام میں مصروف و مشغول رہتا ہے -

رئیس جب تنہائی چاہتا ہے تو خلوتخانہ میں چلا جاتا ہے-

مصر میں ملاح پیچھے کی طرف کھیتے ہیں - کھیتے وقت انکی حرکات رسی والوں کی حرکت قہقری کے بہت مشابہہ ہوتی ہے اور کشتی کو اسطرح ہلاتے ہیں' جیسے کوئی اپنے آگے کے بوجھہ کو کھینچتا ہو اور اسکے پیچھے لے چلتا ہو-

لیکن عراق کے ملاحوں کی حالت اس سے مختلف ہے - انکی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی بوجھہ کو آگے دھکیل رہا ہو - پس جسطرف وہ گھومتے ہیں' اسی طرف انکی کشتیاں بھی گھوم جاتی ہیں - مصر میں کشتی ملاح کے رخ کے بالکل برعکس جاتی ہے" (الافادۃ و الاعتبار - مطبوعۂ مصر - صفحہ: ۱۴۱)

(الشیارۃ)

یہ ایک قسم کی عراقی کشتی ہے جو نہر فرات و دجلہ میں چلا کرتی تھی - پروفیسر (دوزی) اپنے مشہور لغت الاضافہ میں لکھتا ہے :

" اسکو مصری " حراقہ " کہتے تھے مگر اب عراق میں بھی یہی لفظ مستعمل ہے - بیرن دی سلاں نے ابن خلکان کے حالات میں اسکا ذکر کیا ہے - ارسلان شاہ کا انتقال اسی کشتی میں ہوا تھا جبکہ وہ موصل کے سامنے نہر سے گذر رہا تھا - اسکا صحیح تلفظ بفتح شین و تشدید یا ہے" مورخین نے مامون الرشید کے حالات میں لکھا ہے کہ فوجی کشتیوں کے علاوہ خاصہ کی کشتیاں چھوٹی بڑی ملا کر' چار ہزار شیارہ تھیں !

(بحری جنگ)

دولت ممالیک کے آخری زمانے تک بحری جنگ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب شوانی اور بطس و مسطحات میں جنگ ہوتی تھی تو بطس اور مسطحات کے پیچھے چھوٹی چھوٹی کشتیوں کو نہیں لاتے تھے کہ مبادا اسکی رادی میں غرق ہوجائیں - نیز پہلو کی طرف سے بھی نہیں لاتے تھے کیونکہ دونوں کا ملنا ناممکن ہوجاتا تھا' اسلیے دور سے سامنے کرکے ایک عظیم الوزن ہتوڑے سے "ٹکر مارتے' جسکو اصطلاح میں " لجام " کہتے تھے - یہ ہتوڑا اس لکڑی میں جسکو " اسطام " کہتے تھے' داخل ہوجاتا - اور جب مہلت ملتی تو پیچھے ہٹکے اس زور سے ایک سخت ٹکر مارتا کہ کشتی معاً پیچھے ہٹجاتی اور اسمیں پانی بھر تا - اگر فریقین کی طرف شوانی ہی ہوتی تھیں تو شینی سے شینی کو ملاکے' ایک پل سا تیار کر لیتے - اس پر سے ہوکے سپاہی دشمن کی کشتی میں پہنچ جاتے اور دست بدست لڑتے -

جب ہوا رک جاتی تھی تو بڑی کشتیوں کو شوانی کھینچ کر مقام جنگ تک لیجاتی تھیں -

اس زمانہ میں بحری جنگ کا اصلی کام ہواؤں کا پہچاننا تھا - ملاح کشتیوں کو پیدر سے اسطرح حرکت دیتے کہ اپنی کشتی کو دشمن کی کشتی سے آگ بڑھا دیتے تھے یا ہوا کے رخ پر قابض ہو جاتے تھے - پھر اگر اس رخ پر دشمن آنا چاہتا تو انکی زد میں ہوتا تھا - بحری جنگ کے کمانڈر کا فرض ہوتا تھا کہ جب جنگ کے لیے نکلنے لگے تو پہلے جہازوں اور کشتیوں کا انتخاب کرے - انکی تقویت و استحکام کا پورا انتظام کر لے - کشتیوں کا جو حصہ پانی میں رہتا ہے اس پر از سر نو قیر (تارکول) کا روغن کرالے - آلات و واردات کا جائزہ لیلے - جو موجود نہ ہوں انھیں منگوا لے - ایسے رؤساء و قواد (چلانے والے) مقرر کرے جو مد و جزر' تغیرات موسم' علامات ہوا' اور لنگر گاہوں اور دریائی راستوں سے پوری طرح با خبر ہوں -

جنگ کے وقت اسکا یہ بھی فرض ہوتا تھا کہ لنگر گاہوں میں یکا یک داخل نہو کیونکہ ممکن ہے کہ وہاں دشمن اچھپا بیٹھا ہو - جب تک اچھی طرح معلوم نہ ہوجائے خشکی کی طرف بھی بڑھنے کی ممانعت تھی - ایسے مقامات کے متعلق ہوشیار رہنے کی سخت تاکید تھی جہاں کشتیاں ٹوٹ جاتی ہیں - حکم تھا کہ جس قدر زیادہ پانی اور غذا لے سکو' ساتھہ لیلو تا کہ اگر کبھی محاصرہ طول کھینچے تو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو - اگر جنگ خشکی کے قریب ہوتی تھی تو پہاڑوں پر دیدبان بٹھا دیے جاتے تھے -

عہد اسلامی اور بحریات

سلطان محمد فاتح کی زرنگار کشتی

جو بروسہ کے سلطانی کارخانے میں طیار کی گئی تھی -

نمایشی جنگ

اعیاد و مواسم یا جنگ کے لیے روانہ ہوتے ہوے یا سفر سے واپسی کے وقت خلفاء و ملوک کے سامنے جنگی بیڑوں کی

انگلستان میں ایک انسان کا ڈھانچہ پایا گیا ہے - یہ ڈھانچہ ایک ایسے مرد کا ہے جسکی عمر ۳۰ اور چالیس کے درمیان میں ہوگی - اسکا قد پانچ فٹ دس انچ ہے - اسکی ہڈیاں آجکل کے انسانوں کی ہڈیوں سے ملتی جلتی ہیں - البتہ پنڈلی کی ہڈی کسیقدر مختلف ہے - اسکے کاسۂ سر کے ایک جانب سے دوسری جانب کے امتداد ' اور آگے سے پیچھے تک کے طول میں ۷۵ - اور ۱۰۰ - کی نسبت ہے - بہت سی باریک ہڈیوں کے تفحص سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سولھویں صدی میں سیکسن قوم کے قد متوسط درجہ کے ہوتے تھے - اور ہڈیاں باریک ہوتی تھیں - انکے مردوں اور عورتوں کے جسموں میں آجکل کے مردوں اور عورتوں کے جسموں سے زیادہ تشابہ ہوتا تھا -

نیو گینیا ایک بہت بڑا جزیرہ ہے جو آسٹریلیا سے شمال کی طرف واقع ہے - وہاں متعدد جماعتیں تحقیقات کے لیے گئیں - ان جماعتوں میں ایک جماعت علماے طیور کی تھی - اس جماعت نے بونوں کی ایک قسم دیکھی جو آج تک غیر معلوم تھی - ان کا نام تبرر ہے - مردوں کے قد کا اوسط چار فٹ نو گرہ ہے - کاسۂ سر کے طول و عرض کا تناسب ' شاذ ہے ۹۷ اور ۱۰ کا تناسب ہے - انکے بال سیاہ ہوتے ہیں - انکے اسلحہ نیزے اور ہڈی کے خنجر اور لمبی لمبی کمانیں ہیں -

اس موضوع پر ڈاکٹر اسمتھ کا خطبۂ رئیسیہ جو انہوں نے مجمع تقدم العلوم کے جلسہ علم الانسان میں دیا تھا ' نہایت بیش بہا ہے اور نہایت تفصیل کے ساتھہ جدید آثار ارضیہ متعلق علم الانسان کی تشریح کی ہے -

سنه ۱۹۱۲ - کی ایک مفید ترین ایجاد

انسان نے دنیا کی ہر طاقت کا مقابلہ کیا - لیکن ان تمام مقابلوں میں شاید وہ جنگ سب سے زیادہ شدید ہے - جو سمندر اور اسکی مہلک افواج سے کر رہا ہے -

اسکی سطح اور اسکی موجیں میدان میں آئیں لیکن انسان نے ہوا کی رفاقت اور پھر آگ اور دھویں کا اسلحہ لیکر انہیں مسخر کرلیا - دوسرا مقابلہ اسکے عمق ' اور اس کے اندر کی آبی دنیا سے تھا - انسان کی اولو العزمانہ طماعی نے چاہا کہ اسکے اندر اتر جاے اور بحری پیداوار کے ان خزانوں کو تاخت و تاراج کرے ' جنکو نہیں معلوم کتنے عرصے سے سمندر کی چادریں چھپاے ہوئی ہیں ؟

موتیوں اور مروارید کے نکالنے کیلیے غواصی اور غوطہ زنی ہزار ہا سال سے جاری ہے - پچھلے سال ایک طرح کی دریائی موٹر کار کی ایجاد نے اس جنگ کی آخری فتح یابی کا بھی فیصلہ کردیا -

اطلانطک کے مختلف حصوں میں اسکے ذریعہ غواصی کی جا رہی ہے - اسکے اندر دہ یک وقت کئی آدمی بیٹھہ سکتے ہیں جنکو خاص طرح کا ایک چار آئینہ پہننا پڑتا ہے - ہوا کیلیے نالی سی سامنے ہوتی ہے - ایک نہایت طاقتور موٹر اسکو حرکت میں لاتا ہے - نہ صرف دریائی پیداوار کے حصول میں ' بلکہ بہت سے ایسے کاموں میں بھی اس سے مدد ملیگی ' جن کیلیے پانی کے اندر جانا اور عرصے تک ٹھہرنا ضروری ہے -

---

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ -

ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

تاریخ اسلام اور بحریات

بہ تذکرۂ جہاز " رشادیہ "

(۲)

(العکیری)

(ابن بطوطہ) نے اپنے سفر نامہ میں اس لفظ کی تحقیق لکھی ہے - وہ لکھتا ہے :

" یہ کلمہ بضم العین و فتح الکاف و سکون الیا ہے - یہ غراب نامی کشتی کی طرح ہوتی ہے مگر اس سے کسیقدر وسیع تر - اسمیں کھینے کے ساتھہ ڈنڈے ہوتے ہیں - جنگ کے وقت چھت پاٹ دی جاتی ہے تاکہ کھینے والوں تک تیر وغیرہ نہ پہنچ سکیں - ان کشتیوں کا استعمال نہر سندہ میں بہت ہوتا ہے " (سفر نامہ جلد دوم صفحہ ۱۱۳) -

(العشیری)

یہ لفظ عشیری اور عشاری ' دونوں طرح آیا ہے - اسکی جمع عشاریات آتی ہے - چھٹی صدی ہجری کا مشہور مورخ (عبد اللطیف بغدادی) اپنے سفر مصر کے حالات میں لکھتا ہے :

" انکی (یعنی مصریوں کی) کشتیاں مختلف انواع و اشکال کی ہوتی ہیں - لیکن ان سب میں عجیب ترین کشتی جو میں نے دیکھی ' وہ تھی جسکو عشیری کہتے ہیں - یہ اندر سے " شبارہ " کی طرح ہوتی ہے - لیکن اس سے بہت زیادہ وسیع و طویل اور خوش شکل - اسمیں موٹے موٹے لکڑی کے تختے جڑے ہوتے ہیں - ان تختوں سے کوئی دو دو ہاتھہ کے میچان سے نکلے ہوتے ہیں - اس پر ایک لکڑی کا مکان ہوتا ہے - مکان کی چھت پر ایک قبہ ہوتا ہے - قبے میں درنما طاق اور روزن ہوتے ہیں - اس مکان میں ایک گودام بنایا جاتا ہے تاکہ تمام سامان رکھا جاے - یہ مکان مختلف قسم کے رنگوں ' سونے کے پتر ' اور بہترین روغنوں سے رنگا جاتا ہے -

اسئلة و اجوبتها

(طریق تذکرہ و تسمیۂ خواتین)

از جناب ح - الف - بیگم صاحبہ (حیدراباد دکن)

گو مجھے اچھي طرح معلوم ہے کہ جناب جن عظیم الشان کاموں میں مشغول رہتے ہیں ' ان میں ایسي چھوتي چھوتي باتوں کي دریافت و تحقیق کي گنجایش نہوگي جیسي کہ میں عرض کرنا چاھتي ھوں - لیکن مشکل یہ ہے کہ اس معاملے کي نسبت کوئی بھي مجھے تشفي بخش جواب نہ دیسکا اور یہ ایک ایسي اصول کي بات ہے جسکا فیصلہ کر لینا اور ایک ھي طریقہ پر کار بند ھونا بہت ضروري ہے -

میں یہ پوچھتي ھوں کہ مسلمان عورتیں اپنے نام کو خط و کتابت اور اخبارات وغیرہ میں کیونکر لکھیں ؟ انگریزي قاعدہ مس اور مسز کا ہے بعض لوگ اسي پر عمل کرتے ھیں اور بعض لوگ بیگم کا لفظ بڑھا دیتے ھیں - عورتوں کا نام ظاھر کرنا ھم مسلمانوں میں معیوب سمجھا جاتا ہے - اب معلوم نہیں کہ یہ خالي رسم ہے یا شرعي حکم ہے ؟ بہر حال جناب الہلال میں ایک راے اس بارے میں ضرور شائع کردیں جو اسلامي تعلیم کے مطابق ھو اور اسي پر سب کوئی کار بند ھوں -

الهــلال :

آپکا سوال بھي " عظیم الشان " ہے - یہ چھوتي باتیں نہیں ھیں - کسي شائستہ اور ترقي یافتہ قوم کیلیے ضروري ہے کہ ان تمام جزئیات معاشرت اور اداب و رسوم میں اپني ایک خاص تہذیب رکھتي ھو -

انگریزي طریقہ یہ ہے کہ لڑکي اپنے باپ کے نام کي نسبت سے مشہور ھوتي ہے اور عورت شوھر کے - یعني في الحقیقت انکے یہاں عورتوں کے عیسائي نام (اصلي نام) کا کوئي وجود نہیں - صرف شوھر یا امیدوار ازدواج اصلي نام لیکر پکارتا ہے کہ ایک رسم محبت ہے - اگر گرجے کا رجسٹر اور والدین و شوھر کا حافظہ ساتھہ نہ دے تو دنیا کسي طرح معلوم نہیں کرسکتي کہ مسز فلاں کا اصلي نام کیا ہے ؟

یہ حالت گو بظاھر ایک خوشنما رسم و تہذیب معلوم ھوتي ہے مگر في الحقیقت دنیا کے بدترین دور جہل و ظلمت کے بقیہ آثار میں سے ہے ' اور آجکل کے مقلدین یورپ اور فرنگي مآبوں کو اس کي خبر نہیں - یورپ میں ایک نہایت سخت دور اس جہالت کي تاریکي کا رہچکا ہے جو مسیحي مذھب کے مطلع ظلمت سے نکل کر پھیلي تھي اور جس کو تاریخ میں قرون مظلمہ (Middle Agse) یعنے تاریک صدیوں سے یاد کیا جاتا ہے - تورات میں ہے کہ عورت کا وجود آدم کے گناہ کا پھل ہے اور مسیح نے اس کي تصدیق کي ہے - پس یورپ نے اپنے مسیحي دور میں عورتوں کو ایسي اشد شدید غلامي کي حالت میں رکھا ' اور اس جنس اشرف و اقدس کي اس درجہ عملاً و اعتقاداً تحقیر کي ' کہ گذشتہ دنیا کے تمام انساني معاصي و جرائم اسکے سامنے ھیچ ھیں ' اور اسکے تذکرہ سے انسانیت کے جسم پر لرزہ آجاتا ہے -

مسیحي مذھب نے عورت کے وجود کو مثل مرد کے ایک مستقل وجود تسلیم کرنے سے انکار کردیا - پادریوں کا عقیدہ یہ تھا کہ عورت کے جسم میں سرے سے وہ روح ھي نہیں ہے جو مردوں کے اندر ہے اثبات شرف و عظمت انسانیۃ کرتي ہے - اس کو حق نہیں کہ اپنے نام سے خرید و فروخت کرے - قانون اسکے وجود شخصي کو تسلیم نہیں کرتا - وہ کوئي جائداد اپنے نام سے الگ نہیں رکھہ سکتي اور نہ کوئي مالي معاملہ شوھر کي موجودگي میں اپنے نام سے کرسکتي ہے - یہ مختصر اشارے ھیں ورنہ یہ داستان معصیت بہت دراز ہے !

گذشتہ تین چار صدیوں کے اندر یورپ میں تمدني و اجتماعي انقلاب ھوا اور مسیحي مذھب کي غلامي کي لعنت سے علم و مدنیۃ نے نجات دلائي ' تو عورت کي حالت اور حقوق پر بھي توجہ ھوئي - رفتہ رفتہ اسکے احترام و شرف کا اعتقاد راسخ ھوگیا - تاھم اسکي غلامي کے بہت سے طوق ابتک باقي ھیں ' یہ دوسري بات ہے کہ اسکي حسین و جمیل گردنوں میں انہیں سنہري زیور بنا کر خوشنما بنا دیا گیا ھو کہ یہاں آکر ھر چیز خوشنما بن جاتي ہے :

یک قبا نیست کہ شائستۂ اندام تو نیست !

ازانجملہ اس محترم جنس کي غلامي کا ایک نفرت انگیز بقیہ یہ ہے کہ با ایں ھمہ ادعاء حریت نسواں و تسویۂ حقوق جنسین' عورت کو سوسائٹي یہ حق دینے سے انکار کرتی ہے کہ اپنا نام ظاھر کرے - جب تک وہ لڑکي ہے ' اسکا وجود باپ کے نام میں مدغم ہے - اور عورت ھوکر اپنے شوھر کے نام میں - گویا اسکا کوئي وجود ھي نہیں ' نہ اسے حق تسمیۂ و اعلان ذاتي حاصل !

آپنے انگریزي حکام کو کسي ایڈریس کے جواب میں اپني بیوي کے طرف سے بھي اظہار خیالات کرتے ھوے اخبارات میں پڑھا ھوگا - مثلاً ویسراے کو ایڈریس دیا جاتا ہے اور اسمیں انکي لیڈي کي بھي تعریف کي جاتي ہے - چاھیے کہ وہ خود اپني تعریف کا شکریہ ادا کریں - لیکن ایسا کبھي نہ ھوگا - ویسراے اپني جوابي تقریر کے اخر میں انکي طرف سے بھي خود ھي جواب دینگے ' اور کہیں گے کہ وہ آپکے اظہارات محبت و عقیدت کي نہایت شکرگذار ھیں -

یہ عام قاعدہ ہے اور یورپ کے اسي دور گذشتہ کا بقیہ ' جس میں عورت کے وجود کو مثل ایک مرد کے انسان مستقل نہیں تسلیم کیا جاتا تھا - پس وہ مرد کي موجودگي میں خود لا شے اور کالعدم ہے - اسکي جانب سے بھي شوھر ھي اثبات وجود کرتا ہے -

میں متعجب تھا کہ سفر یجٹ عورتیں اس مسئلہ پر کیوں متوجہ نہیں ؟ لیکن حال میں مس اینڈ رسن نامي ایک سفر یجٹ عورت نے اپنے مطالبات کا اظہار کیا ہے - وہ نہایت حقارت کے ساتھہ اس رسم تسمیہ کي طرف بھي اشارہ کرتي ہے -

آجکل کے متفرنجین مارقین جو یورپ کي ھر رسم و وضع کي کورانہ تقلید کو اپنا اجتہادي دین و مذھب سمجھتے ھیں ' اور ھندوستان بلکہ تمام مشرق کو اسکي قدیمي وحشت و جہالت سے نجات دلانے کے تمسخر انگیز وھم میں بد بختانہ مبتلا ھیں' لفظ " ازادي " کے رسم الخط (اسپیلنگ) سے تو واقف ھوگئے ھیں ' مگر ابھي اسکي حقیقت کا سمجھنا انکے لیے باقي ہے - یہ نادان سمجھتے ھیں کہ اعتقادات و اعمال میں انگریزي سوسائٹي کي چند مصطلحات کا رٹ لینا ' اور چند رسوم و اوضاع کو نہایت جد و جہد سے ھر موقعہ پر اپني بیروني زندگي سے نمایاں کرتے رھنا' یہي مدني و معاشرتي ترقي کي معراج ہے - حالانکہ ان فقراء علم و تمدن کے پاس تانبے جس قدر خوش رنگ اور کالر جس درجہ چمکیلا ہے ' افسوس کہ

کوئین وکٹوریہ

یعنی انگلستان کا سب سے بڑا آہن پوش جہاز ' جو حال میں اسی کارخانے نے طیار کیا ہے ' جس کارخانے میں دولۃ علیہ کا جہاز " رشادیہ " طیار ہوا ہے - وسعت اور استحکام میں رشادیہ اور یہ دونوں یکساں ہیں -

نمایش بھی کیجاتی تھی جسکو آجکل کی اصطلاح میں میئنور یا نمایشی جنگ کہتے ہیں - ان مواقع میں بہت بڑا جلسہ ہوتا تھا جسمیں خلفاء و ملوک کے علاوہ امراے دولت ' اعیان سلطنت ' اور نیز عام لوگ بھی آتے تھے - جہاز اپنے تمام ساز و سامان سے آراستہ ہوکے آتے اور حالت جنگ میں اپنے آپ کو فرض کرکے حملہ و ہجوم اور دفاع و مقابلہ کے حیرت انگز کار نامے دکھاتے -

نمایشی جنگ میں جہاز اپنے تمام آلات جنگ استعمال کرتے - ایک پوری لڑائی ہوتی جیسی کہ آجکل ہوتی ہے - بڑی بڑی منجنیقیں جو اُس عہد کی توپیں تھیں' چڑھا دی جاتیں' آتش افشانی کے تمام منارے اور شعلہ انگیز روغنوں کی بڑی بڑی پچکاریاں مصروف کار ہوتیں - بحری فوج جہازوں کے بالائی تختوں پر اپنے افسروں سے دمبدم احکام لیتی - ملاح کبھی کشتی کو چکر دیتے ' کبھی آگے بڑھاتے ' کبھی یکایک رجعت کرتے' اور اس طرح دریا پر اپنی حکومت کے تمام سحر آگیں کرتب دکھا کر لوگوں کو محو و خود رفتہ کر دیتے -

چنانچہ نو روز کے دن جزیرۂ میورقہ میں ایک اسطول کی نمائشی جنگ کی سرگذشت (ابو بکر محمد بن عیسی) نے اپنے ایک قصیدہ میں نظم بھی کی ہے' جسکے چند اشعار ہم محی الدین مراکشی کی کتاب (المعجب) سے نقل کرتے ہیں : (۱)

بشری بیوم المہرجان فانہ * یوم علیہ من احتفائلک رونق
طارت بنات الماء فیہ و ریشہا * ریش الغراب وغیر ذلک شوذق
و علی الخلیج کتیبۃ جرارۃ * مثل الخلیج کلا ہما یتدفق
زبنو الحروب علی الجواری التی * تجری کما تجری الجیاد السبق
ملاء الکماۃ ظہورہا و بطونہا * فاتتہ کما یأتی السحاب المغدق
خاضت غدیر الماء سابحۃ بہ * فکانما ہی فی سراب أینق
عجباً لہا ما خلت قبل عیانہا * ان یحمل الاسد الضواری زورق
مدّت مجادیفاً الیک کانہا * اہداب عین للرقیب تحدق
و کانہا اقلام کاتب دولۃ * فی عرض قرطاس تخط و تمشق

(افتتاحی مراسم)

مصر میں یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی اسطول طیار ہوکر روانہ ہونے لگتا تو اسکی تیاری کے وقت خلیفہ یا سلطان خود موجود ہوتا - جب تیاری مکمل ہوجاتی تو منظرۃ المقس (۲) میں ایک عظیم الشان جلوس کے ساتھ اسکو رخصت کرنے جاتا تھا -

مورخ مقریزی لکھتا ہے :

" سنہ ۶۹۲ - میں سلطان صلاح الدین شوانی کی تیاری کی طرف متوجہ ہوا - اس نے رئیس کو بلوایا اور وہ تمام چیزیں مہیا کیں جو شوانی کے لیے درکار ہوتی ہیں - یہاں تک کہ ساتھہ شوانی بہمہ وجوہ تیار ہوگئیں - پھر انمیں آلات و سامان جنگ لادا گیا - اور ہر ایک پر سلطانی غلام مامور کیے گئے -

ان شوانی کے دیکھنے کے لیے ہر طرف سے لوگ جوق در جوق آنے لگے -

تمام شہر و اطراف میں غلغلہ بپا تھا کہ جہازوں کے افتتاح کی رسم خود سلطان ادا کرینگے - لوگ نہایت اضطراب سے اُس دن کا انتظار کرنے لگے اور ساحلی مقامات میں اس تقریب کے نظارے کیلیے عارضی مکانات کی طیاریاں شروع ہوگئیں -

شہر مصر کے باہر ساحل نیل اور روضہ میں لوگوں نے اپنے لیے پھونس اور لکڑی کے گھر بنائے اور دروازوں کے آگے جتنے میدان یا چبوترے تھے ' وہ سب کرایہ پر لیلیے - ہر چبوترے کا کرایہ دو سو درہم یا اس سے کم ' حسب حیثیت و موقع دیا گیا - مختصراً یہ کہ قاہرہ میں کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ پورا گھر کا گھر یا اسمیں سے کچھہ لوگ دیکھنے نہ آئے ہوں - سلطان صلاح الدین قلعہ جبل سے صبح کو چلا - مقام مقیاس سے لیکے بستان الخشاب اور بولاق تک لوگ بھرے تھے - سلطان ' اسکا نائب ' امیر بیدر ' اور بقیہ امراء دارالنحاس سے آگے بڑھے - حجاب کو منع کردیا گیا کہ وہ عام لوگوں کو گزرنے سے نہ روکیں - اور ہر شخص اچھی طرح جی بھرکر یہ منظر دیکھہ لے - شوانی یکے بعد دیگرے نکلنا شروع ہوئیں - ہر شونہ پر ایک برج اور ایک قلعہ تھا جو محاصرے کیلیے بنایا جاتا تھا اور جس سے آتشین روغن محصورین پر پھینکا جاتا تھا - اسپر نمک اور روغن نفت کے مرکب کی پالش کی گئی تھی - اسکے علاوہ چند نقابیں تھیں جنمیں سے ہر ایک نے اپنے عجیب و غریب کمالات دکھا کے اپنے ہمچشموں سے بڑھجانے کی کوشش کی " (الخطط و الآثار جلد چہارم صفحہ ۲۴۸) -

(۱) المعجب فی تلخیص اخبار المغرب طبع لیڈن صفحہ ۱۱۳ -

(۲) منظرۃ المقس قاہرہ کی ایک عظیم الشان ساحلی تفریح گاہ تھی ' اور مقوقس قبطی کے نام سے منسوب - آجکل " جامع اولاد عنان " نامی مسجد سے مشہور ہے -

مشہور جہاز والٹرنو

جو حال میں تباہ ہوا - ایک جرمن مسافر ترنڈی جو بچ گیا تھا ' اسکی آخری ساعات حیات کی سرگذشت یوں بیان کرتا ہے :

" صبح چھہ بجے یقین ہوگیا کہ اب جہاز نہیں بچ سکتا کیونکہ انجن پھٹ گیا ہے اور آگ لگ گئی ہے - مسافروں میں زیادہ تعداد عورتوں اور بچوں کی تھی - دس بجے کشتیوں پر انھیں سوار کیا گیا اور رسے باندھکر سمندر میں اتارا لیکن رسے توٹ گئے اور تمام عورتیں مع بچوں کے دریا میں غرق ہوگئیں ' اسکے بعد اور کشتیاں اتاری گئیں مگر سب کا یہی حشر ہوا - یہاں تک کہ آگ اوپر تک آگئی - جلنے والوں کا مایوسانہ شور تھا اور ہوا کے زور سے پہاڑ کی چوٹیوں کی طرح شعلوں کی لپٹ بلند ہو رہی تھی کہ میں دیوانہ وار سمندر میں کود پڑا "

لیکن یه جو کچهه هے ' محض یورپ کے بعض سطحي مناظر کي نقالي کا شوق اور اسکي هر بات کي غلامانه تقلید کا ولوله هے - خود انکے دماغ کے اجتهاد و فهم کو اسمیں دخل نهیں - ثبوت اس کا یه هے که اگر کوئي چیز اسلام کے پاس ان لوگوں کے ازادانه مذاق کي موجود بهي هوتي هے ' تو بهي یه لوگ اسے بالکل چهوڑ دیتے هیں اور یورپ کي اسي شان و رسم کي تقلید کرنا چاهتے هیں ' جو سرے سے آزادي و حریت هي سے خالي هے - مثال میں اسي مسئله کو لیجیے - یه لوگ عورتوں کو آزادي دلانا چاهتے هیں اور انکے حقوق کي بلا معاوضه وکالت کرنے سے کبهي نهیں تهکتے - اسکا نتیجه تو یه هونا تها که عورتوں کو خود انکے اصلي نام سے ظاهر هونے دیتے که شخصي آزادي اور استقلال کي یهي شان هوني چاهیے' اور یه بات هے بهي عین انکے مذاق کي - لیکن وه اس سے بالکل بے خبر هیں اور " مس " اور " مسز " کي ترکیب پر فخارانه فریفته هو رهے هیں - حالانکه اس سے بڑهکر عورتوں کے عدم استقلال و حریة کي کوئي مثال نهیں هو سکتي -

چونکه یه لوگ محض مقلد هیں ' اسلیے انکي نظر صرف اسپر پڑتي هے که همارے ائمهٔ فرنگ کي سنت قولي و فعلي و تقریري کیا هے ؟ اگر انکے مذاق آزادي کي کوئي بهتر سے بهتر چیز خود انکے پاس پیشتر سے موجود بهي هوتي هے ' تو بهي طوفان و ظلمت تقلید میں آسے دیکهه نهیں سکتے -

ازادي نسواں کا لفظ بهي یورپ سے سن لیا هے اور اسپر سر دهنتے هیں ' لیکن نه تو عورتوں کي ازادي کا مطلب کسي نے سمجها هے اور نه خود یورپ کے طرز عمل کي حقیقت هي پر غور کیا هے : اولئک کالا نعام بل هم اضل !

مجهے ان لوگوں سے بالکل شکایت نه هوتي اگر میں انهیں سر سے پانوں تک فرنگي دیکهتا مگر اجتهاد فکر و دماغ کے بعد - محض شیوهٔ تقلید اختیار کرکے کوئي قوم قوم نهیں بني هے اور نه بن سکتي هے - سب سے پہلے دماغ کو بند تقلید سے آزادي ملني چاهیے' پهر رسم و عمل کو - یه لوگ چند رسوم و اوضاع کي غلامي سے قوم کو نجات دلانا چاهتے هیں مگر خود اپنے دماغ کو یورپ کا غلام بنا رکها هے - قرآن کریم اسي تقلید کو کفر کا مبدء بتلاتا هے :

ان شر الدواب عند الله ' الصم البکم الذین لا یعقلون -

میرے ایک دوست نے ایک انگریز کا قول نقل کیا جو کالون اسکول لکهنو کا پرنسپل تها - وه کها کرتا تها که اگر هندوستانیون نے انگریزي لباس تقلیداً نهیں بلکه اسکے فوائد کو سمجهکر اختیار کیا هوتا ' تو میں دیکهتا که پانوں کي جگه سر سے اس وضع کو اختیار کرنا شروع کرتے ' حالانکه حالت بر عکس هے - هر شخص جو نئي تهذیب کے اسکول میں نیا نیا بیٹهتا هے ' سب سے پہلے بوٹ پهنتا هے ' اسکے بعد انتهائي منزل هیٹ کي هوتي هے - حالانکه تمام انگریزي لباس میں سب سے زیاده انفع شے ٹوپي هي هے که دهوپ سے آنکهوں کي حفاظت کرتي هے - نه که جوتا ' جو سفر کے علاوه هر حال میں سخت موذي و تکلیف ده هے -

الهلال کي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو درخواست بهیجیے

جلسهٔ کانپور ۳۰ - اکتوبر

اور طوائفوں کي شرکت

جناب کفیل الدین صاحب عالي - بدایوني - از بدایون

جناب مولانا دام مجدهم - چونکه آپ شرع شریف سے با خبر اور عالم متبحر هیں' اسلیے امید هے که ذیل کے سوالات کا جواب الهلال کے ذریعه دیکر عام مسلمانوں کا شکریه حاصل کرینگے -

(۱) ۳۰ - اکتوبر سنه ۱۳ ع کو جو جلسه کانپور میں هوا اور جسکے چشم دید حالات اخبار زمیندار کے ایڈیٹر نے اپنی ۱۶ - نومبر کے هفته وار اخبار زمیندار میں چهاپے هیں ' کیا اوسکو آپ بهي " زمیندار " کے هم زبان هوکر " اسلامي روایات کو زنده کر دینے والا جلسه " کهه سکتے هیں ' جب که اس جلسه میں رنڈیاں بهي بلائي گئیں اور اونهوں نے گا بجا کر حاضرین جلسه کو جسمیں ایڈیٹر زمیندار اور مولانا عبد الباري صاحب بهي شامل تهے ' محظوظ کیا ؟

(۲) کیا رنڈیوں کي کمائي مسجد میں لگانا جائز هے ؟ اگر نهیں هے تو انریبل مظهر الحق صاحب نے وه چار گینیاں جو رنڈیوں نے اونکي خدمت میں نذر گذراني تهیں ' مسجد کو دینے کي کیوں جرأت کي ؟ کیا مولانا عبد الباري صاحب نے اسکے لیے بهي کوئي حیلهٔ شرعی نکالکر اونکو بتا دیا تها ؟ اگر نهیں بتایا تها اور صرف خاموشی اختیار کي تهي تو آپکي راے میں ایک عالم کے ایسے موقعه پر خاموشي اختیار کرنے سے اوسکي نسبت شرع شریف کیا حکم دے گي ؟

(۳) کیا آتشبازی چهوڑنا اور اوسپر مسلمانوں کا روپیه صرف هونا شرعاً کسي اسلامي جلسه میں مستحسن امر هے ' جسپر زمیندار نے بهت کچهه اظهار مسرت کیا هے ؟

(٤) اخبار زمیندار نے رنڈیوں کے گانے بجانے کے واقعه کو قصداً چهپایا هے ' کیا ایسا اخبار دیانت دار کها جاسکتا هے ؟

الهلال :

(۱) جس جلسے میں رنڈیاں بلائي جائیں وه میرے اعتقاد میں اسلامي روایات کا زنده کرنا ایک طرف ' سرے سے اسلامي جلسه هي نهیں - آپ کهاں هیں اور مجهسے کیا سوال کر رهے هیں ؟

رها کانپور کا معامله تو آپنے کئي چیزوں کو ملا دیا هے - مجهے جو حالات معلوم هوے وه یه هیں که ۳۰ - اکتوبر کو ایک تو گارڈن پارٹي تهي جو سه پهر کو هوئي - اسمیں سب لوگ شریک تهے - اسکے بعد شب کو ڈنر هوا ' اسمیں شاید راجه صاحب اور مولانا عبدالباري نه تهے - رات کو میلاد شریف کا جلسه هوا -)

جهاں تک مجهے معلوم هے ان تینوں صحبتوں کي فضا اس فرقے کي رونق فرمائي سے محروم رهي - آپنے غالباً بوجه عدم واقفیت ان جلسوں کو مورد الزام قرار دیا -

اسکے علاوه ایک اور صحبت بهي هوئي جو پبلک حیثیت سے نهیں بلکه شخصي طور پر کسي شخص نے منعقد کي تهي اور مسٹر مظهر الحق کو مدعو کیا تها - نهیں معلوم که اسي دن هوئي یا دوسرے دن - اسکي نسبت پہلے اخبارات سے اور بعد کو بعض اشخاص سے معلوم هوا که اسمیں شهر کي تین مشهور طوائفیں بهي آئیں اور لوگوں نے مسٹر مظهر الحق سے کها که وه بهي چاهتي هیں که انکا

اسقدر فکر راسخ نہیں - وہ جنکی تقلید کو اجتہاد سمجھتے ہیں' خود انکو بھی سمجھنے کی انھیں تمیز نہیں - انھوں نے یورپ کو دیکھا ہے مگر پڑھا نہیں - اور پڑھنے کیلیے دماغ چاہیے جو اپنے گھر میں سونچتا ہو' نہ کہ وہ آنکھیں جو لندن کی شاہراہوں کی رونق میں گم ہو گئی ہوں: مثلهم كمثل الذي استوقد نارا' فلما اضاءت ما حوله' ذهب الله بنورهم و ترکهم في ظلمات لا يبصرون (۲ : ۱٦)

اسی کورانہ و تعبدانہ تقلید کا نتیجہ ہے کہ لوگوں نے نہایت ذوق و تفاخر سے "مسٹر" اور "مسز" کی ترکیب بھی شروع کردی ہے اور جو لوگ اس طبقہ میں زیادہ مشرق دوست ہیں' وہ اپنے قومی آداب و رسوم کے تحفظ کا یوں ثبوت دیتے ہیں کہ "مسز" کا ترجمہ "بیگم" کے لفظ سے کرتے ہیں اور اسکو بغیر اضافت بہ ترکیب ہندی استعمال کرتے ہیں - مثلاً "بیگم صاحب مسٹر محمود"

بعض لوگوں نے اسکو اضافۂ مقلوبی میں بدلدیا ہے - یعنی وہ "بیگم صاحبہ محمود" کی جگہ "محمود بیگم" لکھتے اور بولتے ہیں - مگر اصل یہ ہے کہ اس سے بڑھکر کورانہ تقلید کی کوئی مثال نہیں ہوسکتی' اور مجھے مسز کی ترکیب سے زیادہ بیگم کی ترکیب پر ہنسی آتی ہے -

اگر آپ میری راے پوچھتی ہیں تو میری راے تو اسلامی تعلیم کے ماتحت ہے اور بس - خواہ کوئی بات ہو' میں سب سے پہلے اسلام ہی کا منہ دیکھتا ہوں - بہت سے لوگ اسپر ہنستے ہیں مگر میرا بکاؤ ماتم بھی انکی حالت پر غیر مختتم ہے -

یورپ عورت کو اسکے قدرتی حقوق ابتک نہ دے سکا - اسلام دنیا میں آیا تا کہ ہر طرح کی انسانی غلامیوں کو مٹاے اور ایک بہت بڑی غلامی عورتوں کی غلامی بھی تھی - پس اس نے عورتوں کو انکی چھنی ہوئی عزت واپس دلائی' انکے وجود کو ایک مستقل وجود تسلیم کیا' اور مرد اور عورت کے حقوق مساوی قرار دیے - اسلام عورت کو حق دیتا ہے کہ باپ اور شوہر سے الگ اپنی شخصیت قائم رکھے - وہ اپنی ملکیت اور اپنی جائداد خالص اپنے نام سے رکھہ سکتی اور اپنے نام سے ہر طرح کا قانونی معاملہ کر سکتی ہے - وہ یورپ کی عورت کی طرح نہ تو باپ کے نام میں مدغم ہے اور نہ شوہر کے -

پس کوئی ضرورت نہیں کہ ہم یورپ کے اس بقیۂ وحشت' اس اثر جہالت' اور اس یادگار تعبد نسوانی کی تقلید کریں اور "مسز" یا "بیگم" کی ترکیب سے اپنی عورتوں کو اپنے ناموں کے ساتھہ شہرت دیں - یہ مسیحیت کی بخشی ہوئی غلامی ہے مگر اسلام اس سے بہت ارفع و اعلی ہے کہ عورتوں کے ساتھہ ایسا غلامانہ سلوک جائز رکھے - اس نے ہر عورت کو بالکل مرد کی طرح ایک مستقل وجود بخشا ہے - پس ہر مسلمان عورت کو اپنا وہی اصلی نام ظاہر کرنا چاہیے' جو پیدائش کے وقت اسکا رکھا گیا' اور جس نام سے اس نے جلسۂ نکاح میں اپنے شوہر کی رفاقت دائمی کا اقرار کیا' اسی نام سے وہ پکاری جاے اور وہی نام وہ خود بھی اپنا پیش کرے - اگر ہر زندہ انسان کا یہ حق طبیعی ہے کہ اسکو اسکا اصلی نام دیا جاے' تو کونسی وجہ ہے کہ عورت اس سے محروم رہے ؟ یورپ جو راستوں اور تفریح گاہوں میں عورت کو بکمال عزت و احترام اپنے بازو کا سہارا دیکر اسکی خود غرضانہ پرستش کرتا ہے' عقل و فکر کے عالم میں کیوں ابتک اسکی غلامی کا حامی ہے ؟

عورت مثل مرد کے ایک انسان ہے جو ماں باپ کے گھر میں مثل مرد کے پرورش پاتی ہے' پس جسطرح ایک لڑکا اپنا نام رکھتا ہے' اسی طرح لڑکی کا بھی نام ہونا چاہیے - پھر وہ ایک مستقل وجود ہے اور مثل مرد کے انسانیة کا نصف ثانی ہے - وہ مرد کے ساتھہ رفاقت مدنی کا اقرار کرتی اور اسکے دل کے معاوضہ میں اپنا دل دیتی ہے - پس اسکے گھر میں آکر اسکے وجود کی شریک ضرور ہو جاتی ہے' پر اپنے وجود سے محروم نہیں ہوجاتی -

وہ تعلیم جو "فطرة الله التی فطر الناس علیها" ہے' اس طبعی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں چاہتی -

اور یہ جو آپنے فرمایا کہ عورتوں کا نام ظاہر کرنا شاید خلاف شرع ہے' تو یہ اس لحاظ سے تو ضرور صحیح ہے کہ بد قسمتی سے آجکل مسلمانوں کی شریعت رسم و رواج ہی کا نام ہے: انا وجدنا ابائنا علی امة و انا علی اثارهم مهتدون - ورنہ شریعة فطریۂ اسلامیہ نے تو کوئی حکم اسکی نسبت نہیں دیا ہے - ہمارے سامنے حضرة ختم المرسلین کی ازواج مقدسہ اور اهلبیت نبوت کا اسوۂ حسنہ ہے - جبکہ ہم حضرة خدیجہ' حضرة عایشہ' حضرة زینب' حضرة فاطمہ وغیرهما (رضي الله تعالی عنهما) کا نام لے سکتے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ کون صاحب غیرت مسلمان ہے جو رسول الله کی بیویوں اور صاحبزادیوں کا نام تو بلا تامل خود لے لیتا ہے مگر اپنی بیوی یا لڑکی کے نام کے اعلان سے شرماتا ہے ؟

بہر حال میرا طرز عمل تو یہی ہے - جب کبھی کوئی خاتون میری بیوی کا نام لفافے پر مسز یا بیگم کی ترکیب سے لکھہ دیتی ہیں اور میری نظر پڑجاتی ہے تو مجھے نہایت سخت تکلیف ہوتی ہے اور میں لکھوا دیتا ہوں کہ از راہ کرم آیندہ ایسا نہ کریں -

رہا اسلام میں عورتوں کے حقوق کی عظمت اور مرد و عورت کے حقوق کا مسئلہ' تو اسکی طرف محض سرسری اشارے کو کافی سمجھا کہ بارہا یہ امور لکھے جا چکے ہیں اور احادیث صحیحہ اور اعمال نبوت و صحابۂ کرام کے علاوہ خود نصوص قرآنیہ اس بارے میں بکثرت و بوضاحت وارد ہیں - سب سے بڑھکر یہ کہ سورۂ بقر میں احکام طلاق بیان کرتے ہوے ایک ہی جامع و مانع جملے میں قران حکیم نے اس بحث کا خاتمہ کردیا:

و لهن مثل الذي عليهن بالمعروف و للرجال عليهن درجة' و الله عزيز حكيم (۲ : ۲۲۸)

اور جس طرح مردوں کا حق عورتوں پر ہے' اسی طرح عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں - ہاں مردوں کو قیام مصالح معیشت کی فوقیت ضرور ہے -

یہ آیة فی الحقیقت ایک کلمۂ جلیل و عظیم ہے' جس نے بدفعةٍ واحدةٍ عورتوں کو وہ تمام حقوق معاشرت و مدنیة دلا دیے' جن سے دنیا کے جہل و ظلمت نے انھیں محروم کر دیا تھا - نیز صاف صاف بتلا دیا کہ دونوں کے حقوق بالکل مساوی ہیں' باستثناء اس طبیعی فوقیت کے' جو "الرجال قوامون علی النساء" کے لحاظ سے مردوں کو حاصل ہے -

اسی کا نتیجہ ہے کہ تمام عبادات و معاملات میں مرد اور عورت اسلام میں یکساں حقوق رکھتے ہیں -

جب حالت یہ ہو تو کونسی وجہ ہے کہ عورت اپنے نام سے ظاہر ہونے اور پکارے جانے کی مستحق نہ سمجھی جاے ؟

اس مسئلہ پر غور کرتے ہوے ایک عجیب لطیفہ ذہن میں آیا - آجکل کے نئے تعلیم یافتہ اصحاب مذہب و معاشرت میں ازادی و حریت کے پرستار ہیں اور اپنے تئیں پوری کاوش و جہد سے ازاد کہلوانا چاہتے ہیں - چنانچہ عورتوں کی ازادی و حقوق کا بھی اسی ضمن میں مطالبہ کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہندوستانیوں نے عورتوں کو غلام بنا رکھا ہے -

المسئلة والمناظرة

لا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم !!

اتفاق کي ضرورت

اهل تسنن و تشيع ميں

(از جناب مولوي خادم حسين صاحب بهيروي)

(۲)

(۳) " بني اميه کے مظالم کے ذمه دار خلفاء راشدين هيں کيونکه انهوں نے هي انکو اقتدار بخشا - اور اسي واسطے حضرات شيعه خلفاء هي کو باني جفا خيال کرنے پر مجبور هوگئے - يہاں تک که کہا گيا : قتل الحسين يوم السقيفه "

آپ نے بجا فرمايا هے - بے شک حضرات شيعه نے بقول آپ کے ايسا خيال کرلينے ميں افراط سے کام ليا هے - اسطرح کا خيال رکھنے والوں کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاهيے که خود بني اميه بھي قريش تھے - شيخين رضي الله عنهما سے بہت زيادہ رسول (صلعم) کے قريبي تھے - آل سفيان کے ساتھه سب سے پہلے بعد از بعثت جناب رسالت مآب صلی الله عليه و آله و سلم نے قرابت کي درخواست فرما کر ام حبيبه سے شادي کي - بتوسط نجاشي جب که وه حبشه ميں تھيں - (تفسير عمدة البيان عمار علی ۳۲۶ - و تفسير صافي ۵۱۰ سوره ممتحنه) امير معاويه آنحضرت کا رسائل نويس و کاتب تھا (تذکرة الائمه مجلسی ۲۴) بے شک خلفاء راشدين نے آل سفيان کو شام کا حاکم بنايا ، مگر اُن کو کيا علم تھا که آئنده کيا هوگا ؟

وه نه معصوم تھے نه عالم ما کان و ما سيکون - نه انکو اسم اعظم کے پورے بہتر حروف کا علم تھا - نه اُن کے پاس انگشتري سليمان تھي نه عصاے موسی وغيره آثار و تبرکات انبياء - تعجب تو جناب علي و امام حسن و ديگر ائمه عليهم السلام کے طرز عمل پر هے که باوجود ان سب کمالات پر حاوی هونے کے ، امير معاويه وغيره کے مقابله ميں عاجز رهے اور کما حقه اُسکي سرکوبي نه کرسکے - پھر زياد جسے شيعوں کا هلاکو کہنا چاهيے ، اُسے جناب علي نے کوفه و بصره کا گورنر مقرر فرما ديا تھا - (ناسخ التواريخ جلد ششم کتاب دوم مطبوعه ايران ۴۲) اسی کا بيٹا ابن زياد تھا -

يه بھي ياد رکھنا چاهيے که خلفاے راشدين اگر بني اُميه کي حکومت و اقتدار کا باعث هوے هيں تو خود شيعيان کوفه وغيره بھي بني عباس کي خلافت کے باني تھے - جن کے مظالم سادات پر بقول مجلسي بنی اُميه سے بھي بڑھه کر هيں :

" نکتهٔ عجيبے دارم از بني عباس که قرابت ايشان نسبت باهلبيت رسالت از بني اُميه بيشتر بود و اذيت و آزار و عداوت ايشان بائمهٔ معصومين هم زياده تر بود " (تذکرة الائمه - ۱۱۸)

يعني بني عباس کي نسبت ايک عجيب نکته کہوں که بني اُميه کی نسبت وه اهلبيت رسالت سے زياده تر قريبي تھے ليکن ساتھه هي ائمهٔ معصومين کے ساتھه انکي عداوت اور جور و جفا بھي اُن سے بڑھکر تھي -

(۴) انقلاب زمانه کا انديشه -

آپ نے لکھا هے که " شيعه ڈرتے هيں - کہيں پھر اهلسنت بر سر حکومت نه هوجائيں اور هم بدستور اسير پنجهٔ ظلم و ستم ، خدا خدا کرکے گورنمنٹ انگريزي کي حکومت ميں جو آزادي پائي هے اس سے پھر محروم هوجائيں گے "

ايسے خوف کھانے والوں کو آپ مہرباني کرکے ذهن نشين فرماديں که عزيزان من ! کوئي واقعه ايسا نہيں هے جس ميں کم و بيش مبالغه نه هوا هو ، اور پھر جس کا که حسب دلخواه انتقام بھي نه لے ليا گيا هو - اگر کچھه کسر ره گئي هے تو آگے بھي حضرت صاحب الزمان عليه السلام ضرور زمانه رجعت ميں پورا کرديں گے جبکه تمام روئے زمين پر صرف شيعوں هي کي حکومت هوگي - اُس وقت جيسي کچھه سنيوں کي حالت هوني هے وه محتاج بيان نہيں - ملا باقر مجلسي فرماتے هيں که کفار سے بھي پيشتر سنيوں کا صفايا کيا جاے گا !!

" وقتيکه قائم ظاهر مي شود ، پيش از کفار ابتدا به سنياں خواهد کرد با علمائے ايشاں ، و ايشاں را خواهد کشت (حق اليقين فصل ۱۸) -

پس شيعوں کي طرح اگر سني بھي گذشته اور آينده کے حالات پر قياس کرکے موجوده نسل کے ساتھه اتفاق و اتحاد ميں تساهل و تامل کرنے لگ جائيں تو جمعيت اسلام کا کيا حشر هو ؟

اس قسم کے دور از قياس اوهام کسي طرح بھي قابل توجه اور همارے باهمي اتحاد ميں سد راه نہيں هوسکتے -

(۵) " خلفائے راشدين کو چھوڑ کر جس کسي پر شيعه تبرا کريں - اهلسنت بھي کريں "

جناب شيخ صاحب ! آپ نے خود صاف الفاظ ميں ظاهر فرما ديا هے که اس منحوس رسم کے باني بني اميه هوئے - اور اگر وه ابتدا نه کرتے تو دنيا ميں تبرے کا وجود هي نه هوتا - پس گذارش هے که اس وقت نه تو بني اميه موجود هيں نه جناب علی عليه السلام اور نه انکي اولاد امجاد پر کوئي تبرا کہتا هے - پھر آپ تبرے کے بدستور جاري رکھنے پر کس کي تقليد کررهے هيں ؟ جناب علي کي يا بني اميه کي ؟

پھر خلفاے راشدين کے سوا حضرات شيعه بعض ازواج مطهرات سے بھي ناراض هيں اور انکو خطاب هائے نا صواب سے ياد کرتے هيں حالانکه خدا وند کريم نے بلا تفريق احدے ، سب کو امهات المومنين فرمايا (وازواجه امهاتهم : ۲۱ - ۱۷) اور پھر والدين کے بر خلاف اُف تک کرنيکي ممانعت هے (فلا تقل لهما اُف : ۱۵ - ۳)

پھر بہت سے مهاجرين و انصار سے بھي حضرات شيعه ناراض هيں اور اُن کے معائب و مطاعن ورد زباں رکھتے هيں ، حالانکه خداوند کريم جمله مهاجرين و انصار کو مومن برحق فرماتا هے (اولئک هم المومنون حقا : ۱۰ - ۶)

اب مشکل يه هے که اهلسنت خدا کي رضا مندي کو مقدم رکھيں يا برادران شيعه کي ؟ يهي رسم تبرا هے جو ابتک فريقين کے اتحاد ميں حائل هے اور اسی کے باعث شيعه مطعون بنے هوئے هيں - ورنه دوسرے خاص معتقدات شيعه اس قدر موجب منافرت نہيں هوسکتے -

چندہ آپ قبول کرلیں - مسٹر مظہر الحق نے منظور کیا - وھیں انہوں نے گایا بھی ھوگا اور چندہ بھی دیا ھوگا -

مجھے جہاں تک علم ہے' میں کہہ سکتا ھوں کہ مولانا عبد الباري اس صحبت میں نہ تھے - پس آپکو مناسب نہ تھا کہ اس جرأت کے ساتھہ مولوي صاحب کو اسمیں شریک قرار دیتے اور پھر اسي بناء فاسد پر اعتراض فاسد کرتے - مومن کي شان یہ ھوني چاھیے کہ جسقدر اعلان حق اور امر بالمعروف میں نڈر اور شدید و اشد ھو' اتنا ھي سوء ظن کرنے میں محتاط اور غیر عاجل بھي ھو - آپنے ایک مسلمان کو اسکي غیبت میں متہم کیا' اور اس کام کو اسکي طرف نسبت دي' جس سے وہ بري ھے :

ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتة فکرھتموہ ؟

ھاں' اگر واقعي یہ سچ ھو کہ مولوي صاحب ممدوح بھي اسمیں شریک تھے اور وہ آپکے الفاظ میں "گا بجا کر محظوظ کرنے والیوں" سے محظوظ ھوے تو پھر مولانا مجبور ھیں کہ ھر اس شدید سے شدید سختي کو جو انسے پرسش و احتساب میں کي جاے' گوارا کریں اور جواب دیں کہ کیوں ایسي صحبت میں شریک ھوے ؟

بہر حال جن جلسوں کا آپ ذکر کر رھے ھیں' جہاں تک مجھے معلوم ھے' اُن میں تو قوم کے دیگر طبقات کے قائم مقاموں کے ساتھہ اس طائفۂ مجلس آرا کے قائم مقام نہ تھے :

وہ آے انجمن میں تو پھر انجمن کہاں ؟

لیکن میں تو پھر بھي اُس جلسے کو "اسلامي روایات" کا زندہ کرنے والا جلسہ نہیں قرار دیسکتا - میري جو راے ھے' وہ میري عدم شرکت' نیز ۱۹ - ذي الحجہ کي اشاعت کے نوٹ سے آپ پر واضح ھوگئي ھوگي' جو حکیم عبد القوي صاحب کي مراسلۃ کے ساتھہ شائع ھوا ھے - "اسلامي روایات" وغیرہ کي ترکیبیں آجکل لوگ بکثرت بولتے ھیں - اور یہ معمولي جملے ھوگئے ھیں جن سے ھر موقعہ پر انشا پردازي اور عبارت آرائي کا کام لیا جاتا ھے گو اصلیت کچھہ ھي کیوں نہو - آجکل ھر جلسہ عظیم الشان ھے - ھر صحبت دلربا - اور مسلمانوں کا ھر اجتماع "اسلامي روایات" کو زندہ کرنے والا ! اس عہد میں زاغ و بلبل کو ایک ھي قفس کي تیلیاں نصیب ھوتي ھیں :

صداے بلبل اگر نیست صوت زاغ شنو !

ایک صحبت عیش و نشاط تھي جو بعض مصالح خاص سے کي گئي - جو لوگ شاید کئي ماہ سے آہ و فغاں سنتے سنتے اکتا گئے تھے' ھر طرف سے ھجوم کرکے جمع ھوے کہ اب چند گھڑیاں عیش و سرور میں بھي بسر ھو جائیں :

بادہ پیش آر کہ اسباب جہاں ایں ھمہ نیست !

چلے پھرے' کھایا پیا' مولوي آزاد سبحاني سے بھي ملے اور مسٹر تائلر سے بھي - اسکے بعد سب نے اپنے اپنے گھر کي راہ لي - اب معلوم نہیں کہ اِن اشغال میں غریب اسلام کي "روایات" کہاں سے آگئیں ؟ اور اس مجمع کے کون سے فضائل و مناقب دقیقۂ و مخفیہ ھیں' جنھوں نے اسلام کي کسي فراموش شدہ سنت کا احیاء کیا ھے ؟ اسلام کا نام بھي ایک آلۂ لہو و لعب بن گیا ھے - جو کچھہ جي میں آے کیجیے' مگر رونق سخن و تالیف قلوب کیلیے یہ ضرور کہدیا کیجیے کہ اسلامي روایات کي تازگي و تجدید مقصود ھے - کیونکہ جو کچھہ آپ کرتے ھیں صرف بیچارے اسلام ھي کیلیے کرتے ھیں' ورنہ آپ کو اِن ھنگاموں سے کیا تعلق ؟

دریغا آبروے دیرگر غالب مسلماں شد !

(۲) اس سوال کو میں نہ سمجھا اور جواب سوال کي صورت پر موقوف ھے - کانپور میں کوئي مسجد تو بن نہیں رھي ھے' جسکي تعمیر کیلیے رنڈیوں نے چندہ دیا ھو - آپ اپنا مقصد صاف صاف ظاھر کریں تو جواب عرض کروں -

(۳) ھرگز نہیں - اسلام ھر ایسے فعل کو جو لغو و لا حاصل ھو اور انساني محنت و مال کو بغیر کسي نتیجہ کے ضائع کرے' معصیت قرار دیتا ھے - پس آتشبازي کا بنانا اور چھوڑنا' دونوں ناجائز ھے - جلسے منعقد کیجیے' مگر "اسلامي جلسہ" کا لقب صرف اُسي کو دیجیے' جو اپنے اندر اسلامي احکام و تعالیم کا نمونہ رکھتا ھو -

(۴) "قصداً چھپایا ھے" اسکا آپکو علم ھے - مجھے نہیں - نہ میں نے زمیندار کے مضامین پڑھے ھیں کہ قیاس سے کام لے سکوں - اگر اُس جلسے کا حال بھي ایڈیٹر صاحب زمیندار نے لکھا ھے جس میں طوائفوں نے نغمہ سرائي کي تھي' اور اسمیں اس واقعہ کو قصداً نظر انداز کر دیا ھے' تو یقیناً یہ دیانت کے خلاف ھے -

آخر میں اتنا اور کہونگا کہ آپ نے ان سوالات میں غلط واقعات کو جس وثوق سے لکھا ھے' خواہ کیسے ھي فریقانہ غصہ اور ھیجان غضب کے عالم میں لکھا ھو' لیکن مسلمان کي شان سے بعید ھے -

مغرب سے طلوع افتاب کا پیش خیمہ

اسلام کي طرف مغرب کي بیداري

مصنفہ دي رائٹ آنریبل لارڈ ھیڈلي بي - اے - ایم - آئي - سي - آئي - ایف - ایس - ای - وغیرہ وغیرہ -

یہ قابل دید کتاب اس وقت لارڈ موصوف کے زیر تصنیف ھے - اور انشاء اللہ تعالی دسمبر سنہ ۱۹۱۳ عیسوي کے اخیر تک شائع ھو جائیگي - اس کتاب میں ھمارے مکرم و معترم بھائي لارڈ موصوف ان امور کو مفصل بیان کرینگے جنکي بنا پر آپ نے چالیس سال کے غور و خوض کے بعد اسلام کو مروجہ عیسایت پر ترجیح دي اور اسلام قبول کیا - اس کتاب میں مدلل طور پر دکھایا جائیگا کہ اھالیے بلاد غربیہ کے مناسب حال اسلام اور صرف اسلام ھي ھے - یہ یقیناً اس قابل ھوگي کہ ھر ایک انگریزي خواں کے ھاتھہ میں اسکا ایک ایک نسخہ ھو اور اس کثرت سے بلاد غربیہ میں تقسیم کي جاے کہ کوئي ملک اور شہر اس سے خالي نہ رھے - یہ جہاد اکبر ھے - موجودہ زمانہ میں اشاعت اسلام کے کام میں مدد دینے سے بڑھکر اور کوئي دیني خدمت نہیں ھو سکتي - اس لیے ھمارے مسلمان بھائي اس کو خود بھي خریدیں اور اس کي زائد کا پیاں خرید کر اپنے احباب میں اور بلاد غربیہ میں براہ راست یا ھماري معرفت مفت تقسیم کریں - با وجود ظاھري اور باطني خوبیوں کے اس کتاب کي قیمت محض کثرت اشاعت کي خاطر صرف ۱۲ - آنہ مقرر کي گئي ھے - یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۳ عیسوی تک خریداري کي درخواستیں بنام شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویر ھوس لاھور روانہ کردیں - تاکہ شیخ صاحب دسمبر کے اول ھفتہ میں مجھے اطلاع دے سکیں کہ اندازاً کتاب کا پہلا ایڈیشن تعداد میں کس قدر چھاپا جاوے ؟

نوٹ : اس کتاب کا اردو ترجمہ بھي میري طرف سے شائع ھوگا - جس کي قیمت ۱۲ - آنہ ھوگي - اس کے لیے بھي درخواستیں بھیجیے -

برادراں ! یہ وقت ھے کہ آپ چند پیسوں کے بدلے ھزارہا بني نوع انسان کو صراط مستقیم کی طرف رھنمائي کرکے ثواب دارین حاصل کرسکتے ھیں - اللہ تعالی نے آپکو خدمت اسلام کا موقعہ دیا ھے -

الراقم - خواجہ کمال الدین ایڈیٹر اسلامک ریویو امام مسجد - دوکنگ از (انگلینڈ)

" مصالحۂ " مسئلۂ اسلامیہ کانپور

از جناب مولانا محمد رشید صاحب مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ

(۳)

(۱۰) مولانا عبدالباري اور راجہ صاحب محمود آباد کے مساعي جمیلہ کا همیں انکار نہیں - جو کچھہ اونھوں نے اس بارے میں اپنے اوقات عزیز کو صرف کیا ھے اوسکے لیے وہ بیشک شکریہ کے مستحق ھیں - معاملہ مسجد میں تسلیم کرتا ھوں کہ اونکي نیک نیتي پر شبھہ کرنا کسي طرح جائز نہیں - لیکن گفتگو نیت پر نہیں ھے بلکہ اوسکے نتیجہ پر ھے - اور اس لیے اوس نتیجہ پر گفتگو کرنیکا ھر شخص کو حق ھونا چاھیے - راجہ صاحب سے صرف یہ استفسار کا حق ھے کہ اونھوں نے تمام علما میں سے صرف مولانا عبد الباري ھي کو کیوں منتخب فرمایا ' جب کہ اس سے پہلے وہ مسجد کے معاملہ میں بالکل یکسو رھے تھے ؟ بلکہ خود مولانا ھي کي تحریر کے موافق اونکو پہلے اوس دالان کے جزو مسجد ھونے میں بھي شبھہ تھا - مولاناے مخدوم سے یہ سوال ھے کہ ایسے نازک مسئلہ میں انھوں نے صرف اپنے اوپر کیوں اعتماد کیا ؟ پہلي راے سے بعض کو خبر بھي دیگئي لیکن اخري صورت میں تو کسي سے کچھہ بھي نہ پوچھا گیا بلکہ اول صورت میں بھي جس طرح مشورہ ھونا تھا ' نہ ھوا -

(۱۱) آخر میں چاھتا ھوں کہ نفس مسئلہ کي نسبت بھي کچھہ عرض کرکے یہ بتلانیکي کوشش کروں کہ مولانا کو کن وجوہ سے شبھہ ھوا ھے اور وہ دلائل کہاں تک زور دار ھیں ؟ مولانا کو جس عبارت نے مغالطہ دیا ' غالباً وہ یہ عبارت ھے جو در مختار کے کتاب الوقف میں موجود ھے :

جعل شئ اي جعل الباني شيئا من الطريق مسجداً لضيقه و لم يضر بالمارين ' جاز ' لانهما للمسلمين كعكسه اي جواز عكسه ' و هو ما اذا جعل في المسجد ممر لتعارف اهل الامصار في الجوامع (در مختار جلد - ۳ : ۴۱۹)

" باني مسجد اگر کچھہ حصہ راہ سے لیکر شامل مسجد کردے اسلیے کہ مسجد تنگ ھے اور راستہ چلنے کیلیے کچھہ مضر نہ ھو ' تو یہ جائز ھے ' کیونکہ دونوں ھي چیزیں مسلمانوں کي ھیں - اور اسکا عکس بھي جائز ھے یعني مسجد کو گذرگاہ بنا دیا جاے جیسا کہ شہروں کي جامع مسجدوں میں رواج ھے "

مولانا نے اکر اسي سے استدلال فرمایا ھے جیسا ظاھراً معلوم ھوتا ھے ' تو اسمیں چند امور غور طلب ھیں :

(الف) اسیکے آگے یہ عبارت بھي ھے :

كما جاز جعل الامام الطريق مسجدا لا عكسه لجواز الصلوة في الطريق لا المرور في المسجد

" جیسے یہ جائز ھے کہ پادشاہ و حاکم راستہ کو مسجد میں شامل کردے لیکن حاکم کو اسکے خلاف کرنا یعنے مسجد کے حصہ کو راستہ میں شامل کرنا درست نہیں ھے - اسکي وجہ یہ ھے کہ راستہ میں نماز ادا ھوسکتي ھے اور مسجد میں گزرنا کسیطرح درست نہیں ھے "

اب مولانا فرمائیں کہ موجودہ صورت مسجد میں اول عبارت سے استدلال کرنا مناسب ھے یا آخر عبارت سے ؟ میري حیرت کي انتہا نہیں رھتي جب میں دیکھتا ھوں کہ یہاں اول عبارت پر لحاظ کر کے اخر عبارت سے اغماض کیا جاتا ھے ! یہاں پادشاہ وقت سڑک میں حصہ مسجد کو شامل کرتا ھے یا باني مسجد ؟

(ب) درحقیقت یہ مسئلہ بھي متفق علیہ نہیں ھے بلکہ مسجد کے حصہ کو سڑک میں شامل کر دینے کي نسبت فقہا نے اختلاف کیا ھے :

قلت ان المصنف قد تابع صاحب الدرر مع انه في جامع الفصولين نقل اولا جعل شيئا من المسجد طريقا و من الطريق مسجدا جاز ' ثم رمز لكتاب اخر لو جعل الطريق مسجدا يجوز لا جعل المسجد طريقا لانه لا يجوز الصلاة في الطريق فجاز جعله مسجدا و لا يجوز المرور في المسجد فلم يجز جعله طريقا - ولا يخفى ان المتبادر انهما قولان في جعل المسجد طريقا بقرينة التعليل المذكور - و يؤيده ما في التتار خانية عن فتاوى ابي الليث و ان اراد اهل المحلة ان يجعلوا شيئا من المسجد طريقا للمسلمين فقد قيل ليس لهم ذلك و انه صحيح ثم نقل عن العتابية عن خواهر زاده اذا كان الطريق ضيقا و المسجد واسعا ' لا يحتاجون الى بعضه تجوز الزيادة في الطريق من المسجد لان كلها لعامة (در المنتار مجلد ۳ صفحه ۴۲۰)

" میں کہتا ھوں کہ یہاں مصنف نے صاحب درر کے اتباع سے ایسا کہدیا باقي جامع الفصولین میں اسطرح نقل کیا ھے کہ پہلے تو مسجد کے حصہ کو راستہ میں شامل کرنا اور راستہ کو مسجد میں شامل کرنا دونوں درست بتلائے ھیں - پھر دوسري کتاب کا حوالہ دیکر لکھا ھے کہ راستہ کو مسجد میں شامل کردیا جاوے تو درست ھے اور مسجد کو راستہ میں شامل کرنا درست نہیں اسلیے کہ راستہ کو راستہ رکھکر نماز پڑھنا درست نہیں تو اسکو مسجد میں شامل کرنیکے بغیر چارہ نہیں - اور چونکہ مسجد میں گذرنا درست نہیں ھے تو اگر راستہ میں شامل کر دیا جاوے تب بھي درست نہ ھوگا - اس سے صاف متبادر ھوتا ھے کہ مسجد کو راستہ بنانے کے دو قولوں میں جو علت بیان کي گئي ھے اوس سے بھي اسیکي تائید ھوتي ھے - تتار خانیہ میں فتاواے ابي اللیث سے جو کچھہ نقل کیا ھے اوس سے بھي اسکي تائید ھوتي ھے - اوسمیں لکھا ھے کہ اگر اھل محلہ مسجد کے کسي حصہ کو مسلمانوں کے گذرنے کے لیے راستہ بنا دیں تو اوسمیں اختلاف ھے - بعض فقہا نے کہا ھے کہ نا جائز ھے اور یہي صحیح ھے - پھر عتابیہ کي عبارت نقل کي ھے جہاں خواھر زادہ سے منقول ھے کہ اگر راستہ تنگ ھو اور مسجد ایسي وسیع ھو کہ ایک حصہ کي ضرورت سي نہ پڑتي ھو تو ایسي صورت میں راہ میں کچھہ حصہ مسجد کا شامل کرنا درست ھے کیونکہ دونوں چیزوں میں سب کا حق ھے "

مثلاً ارسال الیدین کہ مالکی بھی کرتے ہیں، اور غسل رجلین کے بجائے مسح رجلین - یا جناب علی علیہ السلام کہ بعض خصوصیتوں کی وجہ سے افضل الصحابہ ہونا وغیرہ وغیرہ ۔

پس اگر آپ سچے ہمدرد قوم و ملت ہیں تو برائے خدا اس یادگار بنی امیہ اور رسم منحوس تبرا کو قطعاً موقوف کرا دیں - ہاں اس وقت ایک عملی تبرے کی سخت ضرورت ہے نہ کہ زبانی تبرے کی، اور وہ بھی برخلاف اُن غیر مسلم اقوام کے، جن کے مظالم ہمارے مشاہدہ میں آچکے ہیں اور جنکی ساری ہمت اسلام کی تخریب کیلیے وقف ہوچکی ہے -

(۶) " شمول تعزیہ داری امام مظلوم علیہ السلام - شیعوں کے دل میں ہندؤں کی محبت جا گزیں ہو رہی ہے - کیونکہ راجے مہاراجے اور ادنی و اعلی اہل ہنود تعزیہ داری میں شیعوں کے ساتھہ حد درجہ کی دلچسپی لے رہے ہیں "

جناب شیخ صاحب ! اہلسنت اگر شیعوں کے ساتھہ تعزیہ داری امام میں شامل نہیں ہوتے تو ضرور اس کے کئی بواعث ہیں جو آپ جیسے محققین سے مخفی نہیں ہونے چاہییں - مثلاً یہ کہ مذہباً وہ اسکو بدعت اور خلاف اصول اسلام سمجھتے ہیں - لیکن اس عدم شمول کا نتیجہ یہ نکالنا کہ اہلسنت کو اس غم کا کوئی احساس نہیں، کمال بے انصافی ہے -

اہلسنت کے مشہور و معروف علما و واعظین اور شعرا کی کتابیں نہایت موثر پیرائے میں واقعات کربلا پر تقریباً ہر زمانہ میں لکھی گئی ہیں - روضۃ الشہداء ملا حسین واعظ کاشفی ہی کو دیکھیے - یہ اسی کتاب کے قبول عام کا نتیجہ ہے کہ تمام ایران و افغانستان میں عام طور پر مرثیہ خوانوں کو " روضہ " خواں اور مرثیہ خوانی کو " روضہ خوانی " کہتے ہیں - دوسری کتاب سر الشہادتین شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ دھلوی کی ہے - حال میں ایک کتاب یادگار حسین تالیف خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب شائع ہوئی ہے - جو بڑے استحسان کے ساتھہ اکتوبر اور نومبر کے رسالہ البرہان میں دوبارہ چھپی ہے -

پھر جہلاء اہلسنت بعض شہروں میں شیعوں سے بھی بڑھکر تعزیے بناتے اور سبیلیں لگاتے ہیں - عام اہلسنت کے عدم شمول کا باعث زیادہ تر تبرے کی بھی رسم ہے - تعزیہ داری کے پردہ میں بھی اکثر تبرا بازی ہوتی ہے - شروع مجلس میں نہیں تو آخر مجلس میں - پہلی محرم کو نہیں تو ساتویں کو حاضری عباس کے موقعہ پر -

آپ نے ہندؤں کی دلچسپی کا ذکر بکمال مبالغہ فرمایا ہے - ہمیں تو معلوم نہیں کہ وہ راجے مہاراجے اور عام ہندو کہاں رہتے ہیں جو تعزیہ داری میں شیعوں کا ساتھہ دیتے ہیں - کیا یہ وہی قوم نہیں ہے جنکو حضرات شیعہ مشرک کی بنا پر نجس جانکر انکے ہاتھہ کی بنائی ہوئی کوئی چیز بھی نہیں کھاتے ؟

اصل یہ ہے کہ اس وقت تو خود اسلام کی تعزیہ داری درپیش ہے - اعتقاد اسلام و توحید معرض خطر میں ہے - امام حسین علیہ السلام کی نسبت کہا جاتا ہے کہ صرف اسلام کے بچانے کی خاطر جان دی تھی - اب پھر وہی بلکہ اس سے زیادہ خطرہ عظیم درپیش ہے - بہتر ہو کہ سب ملکر امام حسین کے اصل مقصد کو پورا کریں -

(۷) " ناصبیوں کو نکال دینا "

آخر مضمون میں شیخ صاحب نے ہدایت کی ہے کہ اہلسنت اپنے میں سے ناصبیوں کو نکال دیں - کاش وہ ناصبی کے معنے خود ہی بتلا دیتے تاکہ اہلسنت کو تعمیل ارشاد میں آسانی ہوتی - یہ اس لیے عرض کیا گیا ہے کہ حضرات شیعہ کے ہاں ناصبی کے معنوں میں بھی اختلاف ہے -

مثلاً بعض کے نزدیک کل مخالفین تشیع ناصبی ہیں - بعض کہتے ہیں کہ دشمن اہلبیت ناصبی ہے - بعض نے کہا ہے کہ جو مذہب شیعہ کا مخالف ہو وہی ناصبی ہے - اس آخری معنی کو ترجیح دی گئی ہے - (ملاحظہ ہو اساس الاصول سید دلدار علی صاحب ۲۲۴ مطبوعہ لکھنؤ سنہ ۱۲۶۴ ھ) -

لیکن اس کا کیا علاج کہ جس خرابی کو آپ اہلسنت سے دور کرنا چاہتے ہیں، حضرات شیعہ اُس میں زیادہ تر مبتلا ہیں - ائمۂ اہلبیت علیہم السلام کی چند احادیث ملاحظہ ہوں :

(۱) ان من الشیعۃ بعد نا منہم شر من النصاب (کتاب رجال کشی مطبوعہ بمبئی : ۲۸۶) — یعنی ہمارے شیعوں میں ناصبیوں سے بھی بد تر ہیں -

(۲) و ما احد اعدی لنا من من ینتحل مودتنا (رجال کشی : ۱۹۸) — جو لوگ جھوٹ موٹ ہماری محبت کے مدعی ہیں اُن سے بڑھکر ہمارا کوئی دشمن نہیں -

(۳) ما انزل اللہ سبحانہ آیۃ فی المنافقین الا وہی فی ما ینتحل التشیع (رجال کشی : ۱۹۳) — خدانے کوئی آیت منافقین کے حق میں نازل نہیں فرمائی مگر وہ عائد ہوتی ہے ہر اُس شخص پر جو جھوٹ شیعہ ہونے کا دعوی کرے -

ان سے بھی بڑھکر ایک قول ملاحظہ ہو :

" ان المومنین لقلیل و ان اہل الکفر کثیر - بدرستیکہ مومن حقیقی ہر آئینہ کم است و بدرستیکہ اہل کفر کہ اظہار تشیع می کنند، ہر آئینہ بسیار است (صافی شرح کافی باب قلت عدد المومنین - ۵۸ مطبوعہ لکھنو) یعنی در حقیقت مومن تھوڑے ہیں اور برائے نام مومن کہ اظہار تشیع کرتے ہیں زیادہ ہیں -

(خاتمہ)

ان معروضات سے واضح ہوگیا ہوگا کہ اتحاد فریقین کیلیے در اصل کن مساعی کی ضرورت ہے اور اگر راہ حق و عدالۃ اختیار کی جاے اور اسلام کے موجودہ مصائب کا صحیح احساس ہو، تو تمام غلط فہمیاں دور ہوسکتی ہیں اور کلمۂ توحید کے پیرو حفظ کلمۂ اسلام کیلیے متحد و متفق ہوسکتے ہیں -

ساتھہ ہی اخوان اہلسنت کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ برادران شیعہ کے ساتھہ محض بر بناے اختلاف مذہب، بد سلوکی یا دل آزاری روا نہ رکھیں - ایسا کرنا نہ صرف شان اہلسنت کے برخلاف بلکہ تعلیم اسلام کے بھی مخالف ہے - جہاں تک ممکن ہو اُن سے حسن سلوک قائم رکھو - بعض باتوں میں اُنسے اختلاف رکھتے ہو تو لازم ہے کہ عقلمندی اور فراخ حوصلگی سے اختلاف کو برداشت کرو - کیا اہل سنت کے اندر بیسیوں بلکہ سیکڑوں مسائل، مختلف فیہ نہیں ہیں ؟

ہمیں انکی امداد و خبر گیری میں بھی سرد مہری نہیں دکھلانا چاہیے کہ بہر حال وہ ہم ہی میں سے اور ہمارے ہی ہیں - بہت سے قومی کاموں میں ان کے متمول رؤسا کافی حصہ لیتے ہیں اور تمیز سنی و شیعہ نہیں کرتے - اگر وہ نماز پڑھنا چاہیں اور پانوں پر مسح کریں تو کرنے دو - ہاتھہ چھوڑکر نماز پڑھیں تو تعجب نہ کرو - یہ اختلافات وحدۃ کلمہ کیلیے موجب تفریق و تشتت نہیں ہوسکتے - والعاقبۃ للمتقین -

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بوڑھے تک کو ایکساں فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل و عیال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے تازی ولایتی پودینہ کی ہری ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے - رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے - اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے - مندرجہ ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے :
نفخ ہو جانا ' کھٹا ڈکار آنا - درد شکم - بدہضمی اور متلی - اشتہا کم ہونا ریاح کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے -

قیمت فی شیشی ۸ - آنہ محصول ڈاک ۵ - آنہ

پوری حالت فہرست بلا قیمت منگواکر ملاحظہ کیجئے -

نوٹ ـــ ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دوافروش کے یہاں ملتا ہے -

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کی بے اعتدالی کیوجہ سے پتلے دست پیٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں - اور اگر اسکی حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہو جاتا ہے - بیماری بڑھ جانے سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے - اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے ' اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے - مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے - قیمت فی شیشی ۴ - آنہ ڈاک محصول ایک سے چار شیشی تک ۵ - آنہ -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
موہنی کسم تیل
سر کے بالوں کے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

مسیحا کا موہنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اُگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر' نزلہ ' چکر' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

مسیحا مکسچر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اُن مقامات میں نہ تو دواخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو' یا وہ بخار' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں

بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے' نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر ویرویرائٹر

ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

47 گھر بیٹھے روپیہ پیدا کرنا !!!!

مرد' عورتیں ' لڑکے ' فرصت کے اوقات میں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں - تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نہ قلیل تنخواہ کی ضرورت - ایک سے ۳۰ روپیہ تک روزانہ - خرچ ' براے نام - چیزیں دور تک بھیجی جاسکتی ہیں - یہ سب باتیں ہمارا رسالہ بغیر اعانت استاد بآسانی سکھا دیتا ہے جو مشین کے ساتھہ بھیجا جائیگا - پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیے -

تھوڑے سے یعنی ۱۲ روپیہ بدل نٹ کٹنگ (یعنے سپاری تراش) مشین پر لگائیے - پھر اُس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کر سکتے ہیں - اور اگر کہیں آپ آدرشہ کی خود باف موزے کی مشین ۱۵۵ - کو منگالیں تو ۳ روپے - اور اس سے بھی کچھہ زیادہ حاصل کرسکتے ہیں - اگر اس سے بھی زیادہ چاہیے تو چھہ سو کی ایک مشین منگائیں جس سے موزہ اور گنجی دونو تیار کی جاتی ہے اور ۳۰ روپیہ - روزانہ بلا تکلف حاصل کرلیں یہ مشین موزے اور ہر طرح کی بنیاین (گنجی) وغیرہ بنتی ہے -

ہم آپ کی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتے ہیں - نیز اس بات کی کہ قیمت بلا کم و کاست دیدی جائیگی !

ہر قسم کے کاتے ہوئے اون' جو ضروری ہوں' ہم محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتے ہیں - تاکہ روپیوں کا آپ کو انتظار ہی کرنا نہ پڑے - کام ختم ہوا' آپ نے روانہ کیا' اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ہی بننے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں !

ادرشہ نیٹنیگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکتہ
سب ایجنٹ شاہنشاہ اینڈ کمپنی - نمبر ۸۰ نذیر بازار - ڈھاکہ

جب کہ مسئلہ مختلف فیہ تھا تو دونوں قولوں پر غور کرنا چاہیے تھا - اور یہ دیکھنا تھا کہ کسکی دلیل قوی ہے ؟ کون قول صحیح ہے ؟ بغیر غور و مشورہ کے ایسے اہم مسئلہ میں فتوی دینے کی جرات نا مناسب تھی -

اگر مجھے اجازت دیجاوے تو میں بلا خوف تردید اس کہنے کی جرات کرتا ہوں کہ مسجد کے حصہ کو سڑک میں شامل کرنیکا جن فقہا نے فتوی دیا ہے' وہ دلائل کے لحاظ سے کمزور ہے کیونکہ اسکے لیے فقہا نے صرف دو دلیلیں بیان کی ہیں :

(۱) دونوں چیزیں پبلک کی ہیں اسلیے ایک کو دوسرے میں شامل کرنا درست ہے -

(۲) صاحب در مختار نے اسکے علاوہ اس دلیل کا اور اضافہ کیا ہے کہ شہروں کی جامع مسجدوں میں اسکا دستور اور رواج ہے ' پہلی دلیل کی کمزوری ظاہر ہے' اسلیے کہ پبلک کی دونوں چیزیں ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایک کو دوسرے میں شامل کر دینا بھی درست ہو- اوقاف کے مسائل پر جسکو ادنے اطلاع بھی ہو گی ' اسکو معلوم ہوگا کہ جو چیزیں جس کام کے لیے وقف ہوں' اونکا دوسری طرح سے استعمال کرنا کسیطرح درست نہیں ہے - ایک مسجد کے ملبہ کو دوسری مسجد کی تعمیر کے لیے منتقل کرنا ممنوع ہے اور سیکروں اسکے نظائر موجود ہیں - یہاں تک کہ لکھا ہے کہ شرائط الواقف کنص الشارع - یعنے واقف کی شرائط تبدیل و تغیر قبول نہ کرنے میں نصوص شرعیہ کے مشابہ ہیں - علامہ شامی لکھتے ہیں :

لا نعلم ذلك في جوامعنا - نعم تعارف الناس المرور في مسجد له بابان - - - نعم يوجد في اطراف صحن الجوامع رواقات مسقوفة للمشي في وقت المطر ونحوه لاجل الصلواة وللخروج من الجامع لا لمر والمارين مطلقا كالطريق العام ' فمن كان له حاجة الي المرور في المسجد يمر في ذلك الموضع فقط ليكون بعيداً عن المصلين وليكون اعظم حرمة لمحل الصلاة - اھ

" ہمکو تو اپنے جامع مسجدوں میں کہیں اسکا پتہ نہیں لگتا - لوگوں نے ان مسجدوں میں جنکے دو دروازے ہوتے ہیں' گذرنے کا رواج قائم کرلیا ہے .... ہاں جامع مسجدوں کے صحن کے کناروں میں مسقف رواق بنا دیے ہیں تاکہ بارش وغیرہ کے وقت اوسمیں سے گذر سکیں لیکن صرف اسلیے کہ نماز پڑھنے آویں یا مسجد سے باہر جاویں' نہ کہ ہر کس و ناکس کے گذرنے کے لیے عام راستہ کیطرح ہیں - جسکو مسجد میں چلنے کی ضرورت پیش آتی ہے وہ اس جگہ سے ہوکر گذر جاتا ہے - اس سے یہ فائدہ ہے کہ نماز پڑھنے والوں سے گذرنے والا دور رہتا ہے نیز خاص نماز کی جگہ کی حرمت بھی برقرار رہتی ہے "

جب کہ دلائل ایسے کمزور تھے تو فقہا کے اس قاعدہ پر عمل کرنا چاہیے تھا کہ : لا يجوز العدول عن الدراية اذا وافقتها رواية (دلیل سے عدول کرنا درست نہیں بشرطیکہ کوئی روایت بھی اسکے موافق ہو) -

(ج) فتاوی ابی اللیث تتار خانیہ میں جو اختلاف نقل کیا ہے اوسمیں عدم جواز کے قول کو صحیح کہا ہے - پس اوسکے خلاف فتوی دینا کہاں تک مناسب تھا ؟

(د) فتح القدیر میں جواز کے ساتھہ یہ قید بڑھائی ہے : وھذا عند الاحتیاج کما قیدہ فی الفتح - شامی کی پہلے عبارت سے بھی معلوم ہو گیا ہے کہ جسنے فتوی دیا ہے وہ صرف اسوقت کیلیے کہ راستہ تنگ ہو - مسجد کا حصہ فاضل پڑا ہو - آیا یہاں بھی وہی مجبوری تھی ؟ صرف اسی پر غور کرلینا کافی تھا !

(ہ) اسیکے ساتھہ در مختار میں لکھا ہے :

وجاز لكل احد ان يمر فيه حتى الكافر ' الا الجنب والحائض والدواب (زيلعي)

ہر ایک کو اوس زمین میں گذرنا جائز ہے حتی کہ کافر تک گذر سکتا ہے' لیکن جنبی' حائض' اور چارپاے نہیں گذر سکتے -

معلوم نہیں مولانا نے اسکی نسبت کیا انتظام سونچا ؟

(و) جن لوگوں نے گذر گاہ بنانیکی اجازت دی ہے' اونکا مقصد جو کچھہ میں سمجھا ہوں' عرض کرتا ہوں - ممکن ہے کہ بعض علما اوسکے ساتھہ اتفاق نہ کریں - پہلے بطور تمہید یہ سمجھہ لینا چاہیے کہ تمام فقہا نے مسجدوں میں راستہ چلنے کے لیے گذرنیکی ممانعت کی ہے اور اسکو مسجد کے احترام کے خلاف سمجھا ہے - اوسکے بعد دیکھا گیا کہ بعض بعض مسجدیں بہت بڑی ہیں' اگر اونمیں سے گذرنے کی ممانعت کیجاویگی تو ہرج ہوگا - اسلیے بعض فقہا نے آسانی کے لیے حکم دیا کہ مسجد کے صحن کے کنارے ایک مختصر راستہ لوگوں کے گذرنے کے لیے بنا دیا جاوے تاکہ نمازی اور غیر نمازی دونوں اوسپر سے گذر سکیں اور لوگوں کو آسانی رہے - یہ مطلب نہ تھا کہ مسجد کے کسی حصہ کو منہدم کرکے اوسکو راستہ میں شامل کردیا جاوے -

اس مطلب کے لیے میرے پاس متعدد وجوہ و قرائن ہیں :

(۱) جہاں مسجد میں گذرنے کو منع کیا ہے وہاں کے الفاظ یہ ہیں : یکرہ ان یتخذ المسجد طریقا (بحر) و اتخاذہ طریقا - جہاں راستہ بنانیکی اجازت دی وہاں کے الفاظ یہ ہیں : جعل المسجد طریقا -

عربی زبان میں جعل اور اتخاذ کے لفظ میں کوئی فرق ہے یا نہیں ؟

(۲) در مختار میں " تعکسہ " کی شرح میں یہ الفاظ ہیں : اذا جعل في المسجد ممراً - ممر کا ترجمہ گذر گاہ ہے نہ کہ سڑک یا پبلک روڈ - اسلیے میرے معنی کی تائید صاف ہے -

(۳) علامہ شامی نے " لتعارف اہل الامصار " پر جو حاشیہ لکھا ہے : نعم تعارف الناس المرور - الخ - اوسکو غور سے پڑھیے - یہ بالکل وہی صورت ہے جو میں سمجھا ہوں -

(۴) اوسکی حرمت مثل مسجد کے ہے - حائضہ اور جنبی کا گذرنا ناجائز ہے - دواب کا لیجانا نا درست ہے - اگر مسجد کے کسی حصہ کو بالکل پبلک روڈ کر دیا جاوے تو اسمیں اسکی احتیاط کسطرح ممکن ہوگی ؟ اسلیے یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری معنے مراد نہیں -

(۵) سب سے بڑھکر یہ کہ دلائل سے اسی معنی کی تائید ہوتی ہے نہ کہ ظاہری معنے کی - اور اوسوقت فقہا کا اختلاف بھی ختم ہو جاتا ہے کہ جسنے ممانعت کی ہے تو اوسی وقت کی ہے ' جب اوسکو بالکل سڑک میں شامل کردیا جاوے اور مسجد کی حیثیت باقی نہ رہے - گذرنیکی شدید ضرورت کے وقت زمین لینے کی اجازت دیدی جائے تو مسجد میں شامل رکھکر البتہ گنجائش ہے -

شر دست مسئلہ کے متعلق اسی قدر عرض مطلب پر اکتفا کیجاتی ہے :

اند کے پیش تو گفتم غم دل ' ترسیدم
کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.